لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

اپنے دین میں غلو مت کرو

از

ابو شہریار

طبع الاول ۲۰۱۸

www.islamic-belief.net

اللہ تعالی کا حکم ہے

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ

کہہ دو، اے اہل کتاب ! اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور قوم کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے گمراہ ہوئے، انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور خود بھی سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔ (المائدۃ: ۷۷)

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

کہہ دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کے دعوے دار ہو تو میری پیروی کرو، اللہ (خود) تمھیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے، (آل عمران ۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ؛ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ

"اے لوگو! دین میں غلو نہ کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ یقیناً دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے۔"

(سنن ابن ماجہ: ۳۰۲۹، وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمہ: ۲۸۶۷ وابن حبان، الموارد: ۱۰۱۱، والحاکم ۱؍۴۶۶، ووافقہ الذہبی)

فہرست

ایقاظ.......... 6
نور محمدی کا ذکر 27
جب آدم بھی نہ تھے 40
نور محمدی نہیں تو کیا خلق ہوا؟.......... 47
حدیث نور کا متن 54
نور محمدی کا عالم ارضی میں ظہور ہونا 62
مصطفیٰ کا سایہ نہ بننا.......... 71
اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ.......... 87
رسول اللہ کی تخلیق ہزار سال پہلے ہوئی.......... 116
رسول اللہ کے والدین.......... 119
رسول اللہ کے چچا.......... 125
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ کرنا 150
آپ ﷺ تمام عالمین میں حاضر ہیں.......... 156
کون سا نبی ہوا میں چلا ؟.......... 163
الم تری-- کیا تم نے دیکھا؟.......... 165
کیا انبیاء و فرشتے ، در کے سوالی ہیں ؟.......... 171
سرور کائنات کون ؟.......... 173
رسول اللہ ، کلمہ اللہ ہیں ؟.......... 175
رسول اللہ ﷺ کو سید المرسلین کہنا.......... 177

کہو جو اللہ تعالی چاہے پھر اس کا رسول چاہے.................................181
وہی ہو گا جو رسول اللہ ﷺ چاہیں ؟ 184
رسول اللہ ﷺ شارع مجاز تھے ؟................................188
رسول اللہ مختون پیدا ہوئے................................196
جب قبر النبوی ﷺ شق ہو گی تب 200
خزانوں کی کنجیاں دیا جانا................................217
تمہارا ذکر بلند کیا 239
مصطفی کا پیچھے دیکھنا 241
سات آسمان والوں سے افضل................................246
قبر نبی ﷺ پر جا کر طلب کرنا 249
اولیاء کی قبریں مرکز تجلیات ؟................................254
أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ 257
ابدال................................264
مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ؟ 276
میں ایک خزانہ تھا 283
ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے غلو 290
عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے غلو................................295
علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے غلو 310
خضر ہر دور میں ہیں ؟ 325
کیا علم من الکتاب والا مومن صوفی تھا؟................................336
اویس قرنی سب کے پیارے 340

آصف بن برخیاہ کے راز 361
منصور حلاج کے حوالے سے غلو 373
ضمیمہ جات ۱ 378
سب سے پہلے قلم خلق ہوا 378

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ایقاظ

گزشتہ امتوں نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء و صالحین رحمہما اللہ تعالی کے حوالے سے غلو کیا اور ان کو ان کے مقام عبدیت سے بلند کر کے پہلے ملکوتی قرار دیا پھر وہاں سے ان کا درجہ بلند کر کے الوہی بنا دیا- مشرکین مکہ اپنے آپ کو دین ابراہیم پر سمجھتے تھے— لیکن ان کا دین وہ دین حنیف نہیں رہا تھا جس میں ابراہیم علیہ السلام کی طرح بتوں سے بیزاری ہو- مشرکین مکہ اگرچہ اللہ تعالی کے پجاری تھے، وہ رب کعبہ کی عبادت کرتے اور ابراہیم اور اسمٰعیل کو نیک مانتے تھے لیکن قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہے کہ وہ فرشتوں کو پکارتے تھے ان کو دیوی سمجھتے اور ان میں تین کے نام اللات، العزی اور منات تھے

صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السلام کی تصویریں بھی کعبہ میں تھیں جن میں اسمٰعیل کے ہاتھ میں تیر تھے— یہ تیر کعبہ میں پانسوں کے لئے رکھے جاتے تھے اور اس سے

اشارہ لیا جاتا تھا کہ کام کیا جائے یا نہ کیا جائے گویا یہ استخارہ تھا- کعبہ میں مریم و عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہہ بھی موجود تھیں-

مشرکین جب الہ یا کسی کو لائق عبادت کہتے تھے تو اس کا مقصد اس کے طفیل اللہ تک رسائی تھا یا اس کو شافع سمجھنا تھا- سورہ الزمر میں ہے

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ

خبر دار اللہ کے لئے دین خالص ہے —اور وہ جنہوں نے اللہ کے سوا اولیاء مقرر کیے ہیں (ان کا قول ہے) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ اللہ کا قرب دلا دیتے ہیں —اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں —بے شک اللہ جھوٹے اور کافر کو ہدایت نہیں دیتا-

مشرکین کے نزدیک کائنات کو تخلیق کرنے والا صرف اللہ تھا - ہندومت کی طرح مشرکین مکہ میں تخلیق کا خدا، رزق کا خدا، شفا کا خدا، دولت کا خدا، جنگی فیصلوں کا خدا، بارش کا خدا الگ الگ نہ تھے- سورہ ص میں ہے مشرک اللہ سے دعا کرتے

وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل يوم الحساب

اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمارا حصہ جلد یوم حساب سے پہلے دے دے

اللہ تعالی سورہ البقرہ آیت ۲۰۰ میں کہتا ہے کہ مشرکین حج میں عرفات میں دعائیں کرتے

فمن الناس من يقول ربنا آتنا في الدنيا

اور (مشرک) لوگوں میں ہیں جو (عرفات میں دعاؤں میں) کہتے ہیں اے رب ہم کو دنیا میں عطا کر

مشرکین فرشتوں کو مانتے تھے اور ان کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے - سورہ عنکبوت میں ہے

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

اور اگر آپ اِن (مشرکین) سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے تابع فرمان بنا دیا، تو وہ ضرور کہہ دیں گے: اللہ نے، پھر وہ کدھر الٹے جا رہے ہیں؟

مشرکین اللہ کو سات آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب مانتے تھے

قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ [٨٦] سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ سوره آلمومنؤن

پوچھیے کہ ساتوں آسمانوں کا اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ وہ فوراً کہیں گے: یہ اللہ کا ہے- کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں ہو

مشرکین اپنے معبودوں کو اللہ کے نظم کا حصہ سمجھ کر نہیں پوجتے تھے بلکہ وسیلہ سمجھتے تھے لہذا لات عزی اور منات کو غرانیق یا بگلے کہتے

تلك الغرانيق العلى وإن شفاعتهن لترتجى

یہ عالی بگلے ہیں اور اور ان کی شفاعت (عالم بالا میں اللہ کے حضور) گو نجتی ہے

قرآن میں ہے

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَى [٢٧]

بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کر دیتے ہیں۔

مشرکین عرب نوح علیہ السلام کی قوم اولیاء اللہ کو بھی پوجتے تھے - سورہ نوح میں ہے

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا

اور کہتے رہے کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور وَدّ اور سُواع اور یَغُوث اور یَعُوق اور نَسر کو (بھی) ہر گزنہ چھوڑنا۔

بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ – رضى الله عنهما – صَارَتِ الأَوْثَانُ الَّتِى كَانَتْ فِى قَوْمِ نُوحٍ فِى الْعَرَبِ بَعْدُ ، أَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ ، وَأَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ ، وَأَمَّا يَغُوثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِى غُطَيْفٍ بِالْجُرُفِ عِنْدَ سَبَا ، وَأَمَّا يَعُوقُ

فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ ، وَأَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ ، لآلِ ذِى الْكَلاَعِ . أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِى كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا ، وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قوم نوح کے بت عربوں میں پھیل گئے جو صالح لوگ قوم نوح کے تھے پس جب وہ ہلاک ہوئے تو شیطان نے القا کیا نوح کی قوم کو کہ اپنی مجلسوں میں ان کے بت نصب کرو اور ان کا نام ان صالحین کے نام پر رکھو

یہ صالحین پرستی کی بات قوم نوح میں جاری ہوئی اور وہ غرق ہوئی لیکن بعد میں یہ بت واپس مشرکین عرب میں بھی جاری ساری ہوئے- مشرکین مکہ ارواح کا پرندہ بن جانے کا عقیدہ رکھتے تھے جس کو هامة کہتے تھے جو قبر پر رہتا تھا-

مشرک اپنے معبودوں کو غائبانہ پکارتے بھی تھے لہذا مشرک لوگ ان کے ہمہ وقت سننے کے قائل تھے- جنگ احد میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ دیوی العزی کو پکار رہے تھے-

اسلامی تاریخ کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ مشرک جن بتوں کو پوج رہے تھے ان میں سے کوئی شفا کا خدا تھا، کوئی اولاد دینے کا خدا تھا، کوئی بارش کا، کوئی دولت کا وغیرہ- ہر شخص آزاد تھا جس بت کو یا بزرگ ہستی کو پوجے اور اس کو وسیلہ مانے لہذا تمام عرب کسی ایک بت پر متفق نہ تھے اور اسی وجہ سے کعبہ میں ۳۶۰ بت جمع ہو چکے تھے جو مختلف قبائل میں پوجے جاتے تھے- سورہ یوسف میں ہے

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ [١٢:١٠٦]

اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ شرک کرتے ہیں۔

یعنی اگرچہ مشرکین اللہ کے وجود کے قائل ہیں وہ توحید الخالص سے عاری ہیں –مشرکین مکہ تو اب معدوم ہیں

امت مسلمہ کے اِفراد اس بات کے قائل ہیں کہ اس کائنات کو ایک ہی ہستی ہے جو سنبھال سکتی ہے جس کو رب تعالی کہتے ہیں جو الہ ہے –

لیکن چونکہ الہ کی صفت کسی غیر میں ممکن نہیں بعض مسلمان یہ کہتے ہیں کہ اولیاء وانبیاء سے منسوب اختیارات اصل میں رب کی عطا ہیں ۔ بعض فرقوں کے عقائد میں سے ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کو علم غیب عطا کر دیا ہے –بعض اس کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ظاہری انسان تھے لیکن نور مجسم تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ صالحین کی قبور بھی مرجع الانوار و تجلیات ہیں۔

اس حوالے سے ہمیں قرآن سے رہنمائی ملتی ہے اس کے مطابق بے شک اللہ اپنے علم غیب کی بعض باتوں سے انبیاء کو مطلع کرتا ہے۔ اس کی امثال میں سے ہے کہ سورہ تحریم میں ذکر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیویاں رضی اللہ عنہما طے کرتیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے آئیں گے ہم کچھ طے شدہ بات بولیں گی۔ لیکن

اللہ تعالی اس کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دیتا ہے اور ازواج کو نصحت کی جاتی ہے کہ رسول اللہ کے خلاف ازدواجی زندگی تک میں جتھہ بندی نہ کرو- اس کا ذکر سورہ تحریم میں ہے کہ دو ازواج حیرت سے پوچھتی ہیں کس نے خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اللہ علیم خبیر نے علم دیا-

اسی طرح قرآن میں ہے کہ موسی علیہ السلام سے وادی طوی میں دائیں طرف کلام ہوا اس کی خبر نبی کو نہیں تھی حتی کہ بتایا گیا-

احادیث میں ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور اپ کو نئی چیزیں دکھائی گئیں- اگر علم غیب ہوتا تو اپ کہتے یہ تو مجھے پتا ہے ہر دفعہ جبریل علیہ السلام نہ بتاتے کہ یہ کون سے نبی ہیں اور بیت المعمور کیا ہے —اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود نے زہر دیا خیبر میں دعوت کے بہانے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوالہ منہ میں بھی رکھ لیا یہاں تک کہ اللہ کی طرف سے روک دیا-

صحابی رسول حاطب بن ابی بلتہ رضی اللہ عنہ مکہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکنہ حملہ کی پیشگی خبر مشرکین کو کرنے کے لئے ایک خفیہ خط بھیجتے ہیں- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی خبر دیتا ہے اور وہ خط منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی ایک عورت کے جوڑے میں سے برآمد ہوتا ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر مدینہ میں نہیں ہوتی یہاں تک کہ عورت خط لے کر نکل

چکی ہوتی ہے لیکن رستے میں علی رضی اللہ عنہ جا کر اس عورت کو روکتے ہیں- یعنی رسول اللہ کو علم نہیں تھا یہاں تک اللہ نے اپنے رسول کو بعض باتوں کی خبر دی- یہ اللہ کی عطا ہے جو وہ اپنے رسولوں کی مدد کرنے کے لئے کرتا ہے، لیکن اس میں دوام نہیں ہوتا کیونکہ یہ بعض اوقات ہوتا ہے جب اللہ کا حکم ہو-

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر افک یا تہمت لگنے کے وقت احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیے اور ام المومنین کی لونڈی سے سوال کیے- کیوں کیے، اگر عالم الغیب تھے ؟ اسی طرح سن ٦ ہجری میں صلح حدیبیہ پر مکہ عمرہ کرنے گئے جبکہ بقول ان فرقوں کے معلوم تھا کہ حج نہیں کر پائیں گے !

افسوس امت کے بعض فرقوں نے غلو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے عقیدہ لیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کی خبر تھی، یہاں تک کہ ان کے غالی کہتے ہیں نعوذ باللہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات باری کا پرتو تھے –ان کی طرف سے آیت پیش کی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں مٹی کفار پر پھینکی اس پر تبصرہ ہوا

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى

اور تم نے نہیں پھینکا جو پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا

یا بیعت رضوان پر کہا گیا

يد الله فوق أيديهم

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ تھا

تو ان آیات سے یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذات باری کا عکس تھا–اس کو پردے میں جمال مصطفیٰ وغیرہ کہا جاتا ہے

راقم کہتا ہے یہ ادبی انداز ہے کہ اللہ کی مدد شامل حال ہے - اس کو ظاہر پر لینا اور کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ، اصلا اللہ کا ہاتھ تھا، غلو کی بدترین مثال ہے- یہ عبد اور الہ کے درمیان اتحاد کی بات ہے - جو پس پردہ ان صوفیوں کے عقائد ہیں یعنی حلول، وحدت الوجود اور وحدت الشہود- مسلمانوں کو ان آیات سے بتایا گیا کہ جنگ بدر میں جو بھی ہوا، وہ سب اللہ کی مرضی سے ہوا اور جو بیعت حدیبیہ میں لی، وہ بھی اسی کی مرضی سے ہوئی- بظاہر تو مسلمان اور مشرک لڑ رہے تھے لیکن پوری جنگ اللہ کے کنڑول میں تھی، وہی اس کو الٹ پلٹ کر رہا تھا- مسلمان اسی کے حکم پر شہید ہو رہے تھے اور کفار مر رہے تھے–یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

لاإله إلا الله وحده لا شريك له , له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، لا إله إلا الله وحده، أنجز وعده، ونصر عبده، وهزم الأحزاب وحده،

نہیں کوئی الہ سوائے اللہ کے اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں –اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے

لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے- نہیں کوئی الہ سوائے اللہ اکیلے کے اس نے وعدہ پورا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے تمام لشکروں کو شکست دی

غالی روایت پیش کرتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ہے :

مجھ سے محمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن مخلد نے، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے، ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے

کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔

اگرچہ علماء اس روایت کی تاویل کرتے آئے ہیں لیکن سندا یہ روایت درجہ صحت پر نہیں پہنچتی- امام الذھبی، راوی خالد بن مخلد کے ترجمہ میں میزان میں کہتے ہیں

هذا حديث غريب جداً لولا هيبة الجامع الصحيح لعدوه في منكرات خالد بن مخلد وذلك لغرابة لفظه، ولأنه مما ينفرد به شريك، وليس بالحافظ، ولم يرو هذا المتن إلا بهذا الإسناد

یہ حدیث بہت غریب ہے اور اگر جامع الصحیح کی ہیبت نہ ہوتی تو اس روایت کو خالد بن مخلد کی منکرات میں شمار کیا جاتا اور اس روایت میں الفاظ کی غرابت ہے اور یہ کہ اس میں شریک کا تفرد ہے اور وہ حافظ نہیں ہے اور اس متن کو اس سند سے کوئی اور روایت نہیں کرتا

راقم کہتا ہے ہم پر صرف اللہ تعالی کی ہیبت طاری ہوئی چاہیے -جب معلوم ہو گیا کہ متن منکر ہے تو اس روایت کو قبول کرنا صحیح نہیں ہے

اس قسم کی روایات کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ اولیاء کو کشف ممکن ہے –پردہ غیب ان پر اٹھ جاتا ہے اور امور غیبیہ ان پر باطن نہیں رہتے-

صحیح بخاری حدیث ٦٩٨٦ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «رُؤْيَا المُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے ۴۶ جز میں سے ایک ہے

نیند میں سچا خواب آتا ہے اس پر بدر الدین عینی اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۲۴ صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں کہ

وَقد أخبر كثير من الْأَوْلِيَاء عَن أُمُور مغيبة فَكَانَت كَمَا أخبروا

اور کثیر اولیاء کو غیبی امور کی خبر ہوئی ہے اور پھر ایسا ہی ہوا جیسا خبر دی گئی تھی

راقم کہتا ہے نیند میں سچا خواب مشرک کو بھی آسکتا ہے مثلا سورہ یوسف میں بادشاہ کے خواب کا ذکر ہے جو دین یعقوب پر نہیں تھا لیکن اس کا خواب سچا تھا۔ اسی طرح تاریخ میں ہرقل شاہ روم کے خواب کا ذکر ہے کہ اس نے دیکھا کہ اس کی سلطنت کو مختون لوگ تباہ کر دیں گے وغیرہ اور ایسا ہی ہوا کہ عرب مسلمانوں نے اس کی سلطنت کو کم کیا۔ لہذا اس میں اولیاء کا کوئی خصوص کسی نص سے معلوم نہیں

فرمان مصطفوی ہے - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا[1]

1

مسند حمیدی میں ہے
حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثنا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ فَقُولُوا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»
ابن عباس نے عمر کو منبر پر کہتے سنا کہ ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس طرح نہیں بلند کرنا جس طرح نصرانی عیسی کو کرتے ہیں – بے شک میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں
یہ روایت سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ کی سند سے ہے لیکن هشيم بن بشير الواسطي کہتے ہیں کہ امام الزہری نے گمان کیا کہ یہ نے ابن عباس سے روایت کیا تھا - مسند احمد میں ہے
حدثنا هُشَيم قال: زعم الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عُتبة بن مسعود عن ابن عباس عن عمر أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قال: "لا تُطروني كما أطرت النصارى عيسى ابن مريم، فإنما أنا عبدُ الله ورسولُه

احمد شاکر کہتے ہیں
إسناده صحيح، هشيم بن بشير الواسطي: ثقة حجة، إلا أنهم تكلموا في سماعه من الزهري، وأنه سمع منه صحيفة فطارت منه فلم يحفظ منها إلا قليلا، وأنه يدلس في بعض روايته. وقوله هنا "زعم الزهري" قد يؤيد أنه لم يسمعه منه، ولكن الحديث ورد بأسانيد أخرى عن الزهري، فتبين أنه صحيح عنه.
اس کی اسناد صحیح ہیں – هشيم بن بشير الواسطي ہیں جو ثقه حجت ہیں خبردار ان کے امام الزہری سے سماع پر کلام ہے انہوں نے ان سے بعض صحیفے سنے پھر کھو دیے اور یاد نہ رکھ سکے اور روایات میں ان سے تدلیس کرتے اور ان کا قول کہ زہری نے گمان کیا اس کی تائید کرتا ہے کہ ان کا سماع نہیں ہوا لیکن یہ حدیث صحیح ہے دوسری سند سے پس واضح ہوا یہ ان سے صحیح ہے

هشيم بن بشير الواسطي نے ایک حدیث سقیفہ بھی روایت کی ہے اس میں ابوبکر کی خلافت، رجم کے مسئلہ اور اس زیر بحث روایت کا ذکر ہے اس میں پر امام احمد کا کہنا ہے

وقال ابن هانىء: قلت (يعني لأبي عبد الله) ، كم منح لهشيم من حديث الزهري؟ قال: أربعة أحاديث حديث السقيفة: قد سمعه بطوله وقال، في الرجم منه: أخبرنا الزهري، وفي بعضه قال: ذكر الزهري، وسمعه بطوله، فلم يقل: أخبرنا الزهري.
ابن هانی نے کہا میں نے امام احمد سے پوچھا کتنی بار هشيم بن بشير الواسطي پر امام زہری کی حدیث پر

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتْ النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُولُوا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

ابن عباس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا کہ ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مجھے اس طرح نہیں بلند کرنا جس طرح نصرانی عیسیٰ کو کرتے ہیں – بے شک میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں

نصرانی کہتے ہیں نعوذ باللہ کے اللہ تعالی سے نور نکلا جو روح قدس کی صورت مریم کے بطن میں جا کر ٹھہرا اور انسان کی صورت بنا – اس نور مجسم کو انہوں نے یسوع کا نام دیا- اسی طرح یہاں ہندو اوتار کا تصور ذہن میں رکھیں – ہندو کہتے ہیں اللہ تعالی نعوذ باللہ اپنے عرش سے نیچے مرد کی صورت آیا مثلا رام کی شکل میں اور وہ عالم الغیب تھا لیکن اس کو معلوم تھا کہ اس کی بیوی کو راوُن اغوا کرلے گا لہذا رام لیلا ہوتی رہی- مہا بھارت ہو یا رامائن یہ تمام ایک تماشہ تھا جو انسانوں کی تعلیم کے لئے کیا گیا اس کو رام لیلا یا کشن لیلا کہا جاتا ہے – بعض مسلمان فرقوں کا عقیدہ اسی طرز

آزمائش کی گئی ؟ احمد نے کہا چار بار حدیث سقیفہ اس کو طوالت سے سنا اور اس میں رجم کا ذکر کیا اور کہا اخبرنا زہری اور بعض دفعہ کہا ذکر زہری اور پھر اخبرنا نہیں کہا

الغرض یہ روایت سفیان بن عیننہ کی سند سے صحیح ہے هشيم بن بشير الواسطي کی سند سے قابل قبول نہیں ہے

پر آ گیا ہے کہ رسول اللہ بھی ایک نوری مخلوق تھے، ان کو علم غیب تھا بعض اوقات اس علم کا اظہار کرتے۔

توضیح فتاوی امجدیہ کے حاشیہ ص 278 میں بریلوی مفتی آل مصطفیٰ مصباحی کا کہنا ہے

ذات خدا نے .... اپني ذات کا مظہر اتم جناب محمد صلي اللہ علیہ وسلم کو بنایا

یہ علماء حلولی عقیدے کو رد کرتے ہیں لیکن منصور بن حلاج کے لئے رطب اللسان رہتے ہیں۔ یہ علماء ظہور ذات الہی کی بات کرتے ہیں

یہی مفتی کہتے ہیں:

اللہ تعالي کا کسي چیز میں جلوہ فرمانا اس کي شان اعلي و ارفع کے منافي نہیں ہے ... حضور اقدس صلي اللہ علیہ وسلم خدائے ذو الجلال کے مظہر الکامل ہیں

گویا کہ رب تعالی نعوذ باللہ زمین پر جلوہ افروز ہوا لیکن ایک مخلوق کی صورت میں جو مخلوق (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کھاتی پیتی تھا

سن ۲۰۰ ہجری کے بعد مسلمانوں میں قبر والوں سے شغف بڑھ رہا تھا۔ وہاں جا کر محدثین اپنی بپتائیں عرض کرتے اور قبور کو تریاق مجرب قرار دیتے تھے۔ الذہبی کتاب سیر اعلام النبلاء، ج ۹ ص ۳۴۴، میں لکھتے ہیں

وعن ابراهيم الحربى ، قال قبر معروف (الكرخى) الترياق المجرب

اور ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ معروف (کرخی) کی قبر مجرب تریاق ہے

امام احمد ابدال کی تلاش میں رہتے جن سے دعا کرا سکیں- امام احمد کہتے ہیں بحر الدم (1010)

بحوالہ موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله، دار الكتب

وقال أحمد: معروف من الأبدال، وهو مجاب الدعوة

احمد کہتے ہیں معروف کرخی ابدال میں سے ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے

اور ابن حبان کتاب ثقات میں لکھتے ہیں

وما حلت بي شدة في وقت مقامي بطوس, فزرت قبر علي بن موسى الرضا صلوات الله على جده وعليه ودعوت الله إزالتها عني إلا أستجيب لي, وزالت عني تلك الشدة, وهذا شيء جربته مرارا, فوجدته كذلك

طوس میں قیام کے وقت جب بھی مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوئی ، میں نے (امام) علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علی جدہ وعلیہ کی قبر کی زیارت کی ،اور اللہ سے اس پریشانی کے ازالہ کے لئے دعاء کی ۔تو میری دعا قبول کی گئی ،اور مجھ سے وہ پریشانی دور ہو گئی۔اور یہ ایسی چیز ہے جس کا میں نے بارہا تجربہ کیا تو اسی طرح پایا- الثقات لابن حبان ، ط دار الفکر: 456/8

ابن عساکر تاریخ الدمشق ج ۲ ص ۳۱۵ میں لکھتے ہیں:

مسجد مغارة الدم مسجد الدير الذي كان لرهبان النصارى فجعل مسجدا

مسجد مغارۃالدم، مسجد دیر عیسائی راہبوں کا مسکن تھے جن کو مسجد بنایا گیا

یہ مقام جبل قاسیون دمشق میں ہے اور ہابیل علیہ السلام سے منسوب تھا اور بعض کے نزدیک عزیر سے - کتاب البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر کے مطابق

بِجَبَلِ قَاسِيُونَ شَمَالِيَّ دمَشْقَ مَغَارَةٌ يُقَالُ لَهَا مَغَارَةُ الدَّمِ مَشْهُورَةٌ بِأَنَّهَا الْمَكَانُ الَّذِي قَتَلَ قَابِيلُ أَخَاهُ هَابِيلَ عِنْدَهَا وَذَلِكَ مِمَّا تَلَقَّوْهُ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَاللَّهُ أَعْلَمُ بِصِحَّةِ ذَلِكَ.

جبل قاسیون شمال دمشق میں ایک غار ہے جس کو مَغَارَةُ الدَّمِ کہا جاتا ہے جو اس مکان کے طور پر مشھور ہے جس میں قابیل نے ہابیل کا قتل کیا تھا اور ایسا اہل کتاب میں قبول چلا آرہا ہے اور اللہ ہی اس بات کی صحت جانتا ہے

ابن کثیر مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قدامۃ کے لئے البدایۃ والنہایۃ میں لکھتے ہیں کہ ہر پیر اور جمعرات کو وہ اس مقام پر جاتے

وَكَانَ يَزُورُ مَغَارَةَ الدَّمِ فِي كُلِّ يَوْمِ اثنين وخميس

یعنی زمین کے وہ مقامات جہاں اولیاء اللہ کا قتل ہوا یا ان کی قبریں تھیں ان سے تبرک حاصل کرنا اہل کتاب میں چلا آرہا تھا - اس سے ہی بچنے کا حکم نبوی تھا - لیکن افسوس مسلمانوں میں یہ

مقامات نہ صرف عوام میں بلکہ خواص علماء اور محدثین میں بھی مشہور ہو چلے تھے-زمین وآسمان میں روحانیت کے ڈانڈے اولیاء اللہ اورانبیاء کی قبروں پر جا کر مل رہے تھے-اس طرح زمین کے وہ مقامات روحانیت کے مراکز بن گئے جہاں اولیاء اللہ کی قبور تھیں یا ان سے منسوب تھیں-

اہل کتاب میں سوچ ہم سے پہلے سے تھی کہ اولیاء اللہ قبروں میں سو رہے ہیں[2]

One of the most significant development in late antique Christianity was the breaking down of barrier between heaven and earth, between the divine and corporeal. And the best evidence for this conjunction was to be found at the spot where rested the body of a martyr. As the inscription stated on the grave of Saint Martin at Tours: "He is fully here, present and made plain in miracles of every kind". The belief in the intercessionary power of a saint's relic gave rise to an architecture of the dead, for Christians "filled the whole earth with tombs and sepulchers," and also to a literature of dead, as stories circulating about posthumous wonders worked at the shrine of its holy occupant were gathered and set down.

قدیم نصرانیت کی ایک اہم بات تھی کہ ان میں آسمان وزمیں کی، الوہی و جسمانی برزخ ٹوٹ چکی تھی اور اس کا سب سے بہتر ثبوت تھا کہ وہ مقام جہاں کسی شہید کا جسم ہو وہاں یہ (الوہیت و جسم) مل جاتے تھے—لہذا ٹورس کے ولی کے کتبہ پر لکھا ہے وہ یہاں پورے موجود ہیں ہر طرح کے

[2] Seeing Islam as other saw it by Robert G. Hoyland

معجزات کے ساتھ – اولیاء اللہ کی ان باقیات سے وسیلہ کے عقیدہ نے نصرانیت میں مردوں سے متعلق پوری ایک عمارت کھڑی کر دی، جس سے زمین کی قبریں اور مقابر بھر گئے اور الموتی پر تحاریر اور حکایات پھیل گئیں اور جمع کی گئیں کہ کس طرح اس صاحب قبر کے مزار سے بعد الموت کرامتیں ظاہر ہوئیں

صلیبی جنگوں کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ نصرانی ان مقابر انبیاء کو حاصل کرنا چاہتے تھے جو انہوں نے انبیاء سے منسوب کیے تھے -انہی مقابر کے بارے میں تنبیہ النبی اس طرح تھی کہ صحیح بخاری میں ہے

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا‘ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا‘ ان سے ہلال بن حمید نے‘ ان سے عروہ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض کے موقع پر فرمایا تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانبر نہ ہو سکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لعنت ہو۔انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيِّ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُنَيْنٍ، قَالَ: وَكَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكُفُونَ عِنْدَهَا، وَيُعَلِّقُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ، يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ: فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ خَضْرَاءَ

عَظِيمَةٍ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: {اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةً قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ} [الأعراف: 138] إِنَّهَا السُّنَنُ، (1) لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُنَّةً سُنَّةً

أبِی وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ نے کہا کہ ہم حنین کے لئے مکہ سے نکلے اور کفار کا ایک بیری کا درخت تھا جس پر اعتکاف کرتے اور اسلحہ لٹکاتے تھے جس کو ذات النواط کہا جاتا تھا پس کہا یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی ایسا کر دیں پس رسول اللہ نے فرمایا تم نے وہ کہا جو قوم موسی نے کہا تھا کہ ہمارے لئے بھی ایسا الہ بنادو انہوں نے کہا تم جاہل قوم ہو[3]

صحیح ابن حبان میں بھی ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ قُتَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سِنَانَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيَّ – وهم حلفاء بني الديل – أخبر أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ – وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللَّهِ مَكَّةَ، خَرَجَ بِنَا مَعَهُ قِبَلَ هَوَازِنَ، حَتَّى مَرَرْنَا عَلَى سِدْرَةِ الْكُفَّارِ: سِدْرَةٌ يَعْكِفُونَ حَوْلَهَا، وَيَدْعُونَهَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

---

3 اس روایت کو شعیب الأرنؤوط صحیح کہتے ہیں

"اللَّهُ أَكْبَرُ، إِنَّهَا السُّنَنُ، هَذَا كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى: اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهة، قال: إنكم قوم تجهلون" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إنكم لتركبن"2" سنن من قبلكم".

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خواہش کا اظہار کیا کہ ایسا کیا جائے اس فعل کا ارتکاب نہیں ہوا تھا لیکن انبیاء شرک کی بیخ کنی کرتے ہیں- ایک درخت کی درخواست بھی پوری نہیں کی گئی

غلو پروروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ، اصحاب رسول اور فرضی کرداروں کے حوالے سے بہت کچھ مشہور کر رکھا ہے – اس کتاب کا مدعا یہی ہے کہ ان کی بعض آراء اور عقائد کو دیکھا جائے- اسلامی تصوف مختلف تصورات کا پیچیدہ مرکب ہے جن میں ہر تصور کو ایک خاص زاویہ سے دیکھنا ضروری ہے – راقم کی اس حوالے سے کتاب مجمع البحرین موجود ہے –

زیر نظر کتاب میں تصوف اور متصوفین کے مختلف عقائد پر تبصرے ہیں جو ویب سائٹ اسلامک بلیف پر سوالات کے جواب کی صورت جمع ہوئے اور اب ان کو افادہ عامہ کے لئے یکجا کیا گیا ہے

والسلام علی من اتبع الھدی

ابو شہریار

۲۰۱۸

نور محمدی کا ذکر

تخلیق کائنات سے قبل کے حوالے سے محدثین اور صوفیاء کی کتب میں ایک روایت بیان ہوئی ہے جس کا متن ہے

یا جابر إن الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره ، فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى ، ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا أرض ولا شمس ولا قمر ولا جني ولا إنسي ، فلما أراد الله تعالى أن يخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء فخلق من الجزء الأول القلم ، ومن الثاني اللوح ، ومن الثالث العرش ، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء فخلق من الجزء الأول حملة العرش ومن الثاني الكرسي ومن الثالث باقي الملائكة ، ثم قسم الجزء الرابع إلى أربعة أجزاء فخلق من الأول نور أبصار المؤمنين ومن الثاني نور قلوبهم وهي المعرفة بالله ومن الثالث نور أنسهم وهو التوحيد لا إله إلا الله محمد رسول الله ثم نظر إليه فترشح النور عرقاً فتقطرت منه مائة ألف قطرة

رسول اللہ نے فرمایا اے جابر اللہ نے اشیاء خلق کرنے سے قبل تمہارے نبی کا نور خلق کیا اور یہ اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ چاہتا جاتا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ جہنم نہ فرشتے نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن و انس - پس جب اللہ نے ارادہ کیا خلق کرنے کا تو اس نور کے چار ٹکرے کیے - ایک جز سے قلم بنا دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، پھر چوتھے کے بھی چار

جزاور کیے ان میں سے ایک سے عرش کو اٹھانے والے، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی فرشتے۔ پھر چوتھے کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنوں کی آنکھوں کا نور بنا، دوسرے سے دلوں کا نور جو اللہ کی معرفت ہے، تیسرے سے ان کے نفسوں کا نور جو توحید ہے لاإلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ – پھر اس (کلمہ) پر نظر کی تو اس نور سے پسینہ نکلا جس سے ایک لاکھ قطرے اور نکلے

یہ مکمل روایت نہیں ہے اس کا متن بہت طویل ہے اور متن عجیب و غریب ہے – عرش و کرسی موجود تک نہ تھے جب قلم بنا اور لوح بنی اور فرشتے بنے۔

طاہر القادری اس روایت کو پیش کرتے ہیں

(ا) امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ
میں نے اپنے آقا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
" اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبیؐ کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا، نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سورج نہ چاند تھا نہ جن اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔ آگے طویل حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ پھر ساری کائنات کی تخلیق اسی نور کے توسط سے ہوئی۔

طاہر القادری نے اس روایت کا مکمل ترجمہ تک اپنی کتاب نور محمدی میں نہیں کیا کیونکہ آگے جو پسینہ کا ذکر ہے وہ کیا ہے اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہو گا-

اہل تشیع عالم ملا باقر مجلسی نے بھی اس کو بحار الانوار میں بیان کیا ہے – شیعوں کی کتاب ریاض الجنان از فضل اللہ بن محمود الفارسی میں ہے

في البحار، عن رياض الجنان لفضل الله بن محمود الفارسي: عن جابر بن عبد الله قال: قلت لرسول الله (صلى الله عليه وآله): أول شئ خلق الله تعالى ما هو ؟ فقال: نور نبيك يا جابر، خلقه ثم خلق منه كل خير

فضل اللہ بن محمود الفارسی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے پوچھا کہ کیا چیز اللہ تعالی نے سب سے پہلے خلق کی؟ فرمایا تیرے نبی کا نور اے جابر! اس نور کو تخلیق کیا اور پھر اس سے ساری اشیاء کو خلق کیا

اہل سنت میں السیوطیؒ نے الخصائص الکبری میں اس طرق کا ذکر کیا ہے – القسطلانی اور ابن عربی الصوفی نے اپنی کتب میں اس طرق کا ذکر کیا ہے- بر صغیر میں اِحمد رضا بریلوی نے کہا ہے کہ یہ مصنف عبد الرزاق کی روایت تھی – محدثین میں العجلونی نے کشف الخفاء میں بھی ذکر ہے کہ یہ روایت مصنف عبد الرزاق میں تھی لکھا

أول ما خلق اللهُ نورُ نبيكِ يا جابر – الحديث رواه عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله بلفظ قال قلت: يا رسول الله، بأبي أنت وأمي، أخبرني عن أول شئ خلقه الله قبل الأشياء

الآثار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة میں مؤلف محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم الأنصاري اللكنوي الهندي، **ابو الحسنات** (المتوفى: 1304هـ) **نے ذکر کیا ہے کہ مصنف عبد الرزاق میں ایک روایت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی تھی جس میں ہے کہ سب سے پہلے نور محمدی کو خلق کیا گیا**

وَمِنْهَا: مَا يَذْكُرُونَهُ فِي ذِكْرِ الْمَوْلِدِ النَّبَوِيّ أَن نور مُحَمَّد خُلِقَ مِنْ نُورِ اللَّهِ بِمَعْنَى أَنَّ ذَاتَهُ الْمُقَدَّسَةَ صَارَتْ مَادَّةً لِذَاتِهِ الْمُنَوَّرَةِ وَأَنَّهُ تَعَالَى أَخَذَ قَبْضَةً من نوره فخلق من نُورَهُ، وَهَذَا سَفْسَطَةٌ مِنَ الْقَوْلِ. فَإِنَّ ذَاتَ رَبِّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْ أَنْ تَكُونَ مَادَةً لِغَيْرِهِ وَأَخْذُ قَبْضَةٍ مِنْ نُورِهِ لَيْسَ مَعْنَاهُ أَنَّهُ قُطِعَ مِنْهُ جُزْءٌ فَجَعَلَهُ نُورَ نَبِيِّهِ فَإِنَّهُ مُسْتَلْزِمٌ لِلْتَجزِي وَغَيْرِ ذَلِكَ مِمَّا يَتْبَعَهُ فِي ذَاتِهِ تَعَالَى اللَّهُ عَنْهُ وَالَّذِي أَوْقَعَهُمْ فِي هَذِهِ الْوَرْطَةِ الظَّلْمَاءِ هُوَ ظَاهِرُ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفَةٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ، فَقَالَ: يَا جَابِرُ! إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورُ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ ..... وَقَدْ أخطأوا فِي فَهْمِ الْمُرَادِ النَّبَوِيّ وَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ الْإِضَافَةَ فِي قَوْلِهِ مِنْ نُورِهِ كَالْإِضَافَةِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى فِي قِصَّةِ خَلْقِ آدَمَ ونفخت فِيهِ من روحي وَكَقَوْلِهِ تَعَالَى مِنْ قِصَّةِ سَيِّدِنَا عِيسَى وَرَوْحٌ مِنْهُ، وَكَقَوْلِهِمْ بَيْتُ اللَّهِ الْكَعْبَةُ وَالْمَسَاجِدُ وَقَوْلِهِمْ رَوْحُ اللَّهِ لِعِيسَى وَغَيْرِ ذَلِكَ.

اوران میں ہیں جو ولادت نبوی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ نور محمدی کو نور رب تعالی سے خلق کیا گیا ان معنی میں کہ ذات مقدس سے نور نکلا...رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے نور میں سے کچھ نور نکال کر اسے اپنے نبی کا نور بنایا، اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے کوئی جزء کاٹ کر علیحدہ کیا اور اس سے اپنے نبی کا نور بنایا، ورنہ اس سے تو اللہ تعالیٰ کا اجزاء میں جانا لازم ہو گا۔۔۔ جن قصاص و مذکرین نے عبد الرزاق کی اس روایت کے ظاہر کو اپنایا ہے وہ ورطہ ظلمات کا شکار ہوئے ہیں (پھر حدیث نقل کرتے ہیں)۔... ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ وہ لوگ نہیں جانتے کہ اس حدیث میں (من نورہ) سے اضافت مراد ہے۔ بالکل اس اضافت کی طرح جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور اس میں اپنی روح پھونکنے کے قصہ میں بیان کی ہے، یا جیسے اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسی علیہ السلام کے قصہ میں (روح منہ) کہا۔ یا کعبہ و مساجد کو بیت اللہ اور حضرت عیسی علیہ السلام کو (روح اللہ) وغیرہ کہا۔

دیو بندی علماء نے بھی اس روایت کا ذکر کیا ہے

عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے، نہ بایں معنیٰ کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا، بلکہ اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا- پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی، نہ دوزخ تھی، نہ فرشتے تھے، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جن، نہ انسان- پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح، اور تیسرے سے عرش- اس حدیث

سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اول الخلق ہونا باوّلیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایت میں اوّلیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

(نشر الطیب فی ذکر الحبیب از اشرف علی تھانوی، صفحہ ۵ تا ٦)

حال ہی میں ایک نئ تحقیق بریلوی علماء کی طرف سے کی گی ہے اور دعوی کیا گیا ہے کہ نور محمدی والی روایت مصنف عبد الرزاق میں تھی لیکن طباعت کے دوران یہ جز مفقود ہو گیا تھا اس کی وجہ سے یہ روایات مطبوعہ نسخے میں سے غائب ہو گئی۔ یہ جزاب پاکستان سے چھپا ہے[4]

اس روایت کی سند اس کتاب کے ص ٦٢ پر ہے

عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر

یہ سند بظاہر صحیح ہے۔البتہ راقم کے نزدیک یہ روایت عبد الرزاق کے دور اختلاط کی معلوم ہوتی ہے

قابل غور ہے کہ القسطلانی شارح صحیح البخاری نے المواهب اللدنية میں اس روایت کا ذکر کیا ہے[5]، ابن عربی الصوفی نے تلقيح الأذهان ومفتاح معرفة الإنسان میں اس کا ذکر کیا ہے۔

---

[4] https://archive.org/details/MusanafAbdulRazzaqByAbuBakrAbdulRazzaqBinHammam

[5]

قسطلانی نے مکمل متن نہیں دیا دو چار جملے اس حدیث کے لکھے ہیں

وروى عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله الأنصارى قال: قلت يا رسول الله، بأبى أنت وأمى، أخبرنى عن أول

محدثین میں إسماعیل العجلونی نے كشف الخفا اور الأربعين میں إس روایت کا ذکر کیا ہے۔ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری نے تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس میں اس کا ذکر کیا ہے- إحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (المتوفى: 974هـ) نے فتوی میں اس کا ذکر کیا ہے کہ یہ مصنف عبد الرزاق میں تھی- محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم الأنصاري اللكنوي الهندي، أبو الحسنات (المتوفى: 1304هـ) نے بھی اس کو مصنف عبد الرزاق کی

شيء خلقه الله تعالى قبل الأشياء. قال: يا جابر، إن الله تعالى قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره، فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى، ولم يكن فى ذلك الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملك ولا سماء، ولا أرض ولا شمس ولا قمر، ولا جنى ولا أنسى، فلما أراد الله تعالى أن يخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأول القلم، ومن الثانى اللوح، ومن الثالث العرش. ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأول حملة العرش، ومن الثانى الكرسى، ومن الثالث باقى الملائكة، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول السماوات، ومن الثانى الأرضين ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنين، ومن الثانى نور قلوبهم- وهى المعرفة بالله- ومن الثالث نور أنسهم، وهو التوحيد لا إله إلا الله محمد رسول الله» 1»

بس یہ تمام کلام ہے جو قسطلانی نے کیا لیکن یہ مکمل روایت نہیں ہے – بعد والوں نے اس کو مکمل نقل کیا ہے مثلا
بلغة السالك لأقرب المسالك المعروف بحاشية الصاوي على الشرح الصغير (الشرح الصغير هو شرح الشيخ الدردير لكتابه المسمى أقرب المسالك لمَذْهَبِ الْإِمَامِ مَالِك) مؤلف: أبو العباس أحمد بن محمد الخلوتي، الشهير بالصاوي المالكي (المتوفى: 1241هـ)
اس میں اس کا مکمل متن ہے-
الفتاوى الحديثية از احمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (المتوفى: 974هـ) میں اس کا مکمل متن ہے: فقد أخرج عبد الرّزّاق بِسَنَده عَن جَابر بن عبد الله الْأنْصَارِيّ رَضِي الله عَنْهُمَا قَالَ: (قلت: يَا رَسُول الله بِأبي أَنْت وَأمي أَخْبرنِي عَن أول شَيْء خلقه الله قبل الْأَشْيَاء؟ قَالَ: يَا جَابر إِن الله خلق قبل الْأَشْيَاء نور نبيك مُحَمَّد صلى الله عَلَيْه وَسلم من نوره فَجعل ذَلِك النُّور يَدور بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ الله، وَلم يكن فِي ذَلِك الْوَقْت لوح وَلَا قلم وَلَا جنَّة وَلَا نَار وَلَا ملك وَلَا سَمَاء پھر مکمل متن نقل کیا
سوال ہے کہاں سے متن آیا ؟

روایت قرار دیا ہے۔اس روایت کے مصدر کو بیان کرنے میں احمد رضا بریلوی یا ابن عربی یا سیوطی کا تفرد نہیں ہے۔اس کو غیر صوفی عجلونی نے بھی ذکر کیا ہے۔ اب کیا یہ ممکن ہے کہ یہ روایت موجود نہ ہو لیکن اس کا ذکر کیا جاتا ہو وہ بھی متن کے ساتھ! اگر یہ روایت مصنف عبد الرزاق کی نہیں تھی تو پھر کہاں سے آئی؟[6]

دور جدید میں لوگ اس جز مفقود کو غیر ثابت کہہ رہے ہیں[7]۔ لیکن اس سوال کا جواب کون دے گا کہ اتنے سارے لوگ جن میں بعض خود علم حدیث کے جاننے والے ہیں وہ اس روایت کا ذکر

6

نوٹ: احناف بھی اس روایت کو رد کرتے ہیں - إرشاد العاثر لوضع حديث أول ما خلق الله نور نبيك يا جابر از حسن السقاف
مرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر از عبد الله بن الصديق الغماري - سیوطی نے اس روایت کا دفاع نہیں کیا ہے بلکہ ان سے سوال ہوا اس روایت پر وَهَلِ الْوَارِدُ فِي الْحَدِيث: أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ نُورَ مُحَمَّد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَزَّأَهُ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ تو کہا وَالْحَدِيثُ الْمَذْكُورُ فِي السُّؤَالِ لَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ، یہ مذکورہ حدیث جس پر سوال ہے اس کی اسناد پر اعتماد نہیں ہے- الحاوي للفتاوي

7

یعنی اگر ہم مان لیں کہ جز مفقود گھڑا ہوا ہے تو یہ ماننا بھی پڑے گا کہ ابن حجر الهيتمي (المتوفى: 974هـ) بھی اس کو گھڑنے میں شامل تھے - ایسا کسی نے نہیں کہا کہ یہ کذاب تھے - یہ بعید ہے کوئی حدیث کا نسخہ "خفیہ" گھڑا جائے اور علماء کو معلوم نہ ہو سکے یہاں تک کہ اس کے "ہم عصر چوٹی کے علماء" اس نسخے کو نقل کرتے پھریں - ایسا کرنے میں وقت لگتا ہے ایک نسخہ بنایا اس کو کسی ایک شہر میں چھاپا اس کو پھیلنے میں اور درجہ قبولیت حاصل کرنے میں وقت لگے گا- اس نسخہ کے نکلنے کے سو دو سو سال بعد ایسا ممکن تھا- لیکن یہ نہیں کہ مکہ میں بیٹھے ابن حجر بھی اس کو نقل کرنے لگ جائیں جو ملزم اسحاق بن عبدالرحمٰن السلیمانی کے ہم عصر ہی ہیں – میرے نزدیک ایسا ممکن نہیں ہے

مصنف عبد الرزاق کے حوالے سے کر گئے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ "ممکن" ہے ان سب لوگوں نے حوالے کو مواہب الدنیہ از قسطلانی سے نقل کیا ہو یعنی ان سب نے تحقیق نہیں کی بلکہ مکھی پر مکھی ماری اور مصنف عبد الرزاق کا حوالہ دیتے رہے۔یہ قول وہابیوں میں مشہور ہے اس روایت کے جواب کے طور پر

سليمان بن سحمان النجدي (المتوفی: 1349ھ) نے کتاب الصواعق المرسلة الشهابية على الشبه الداحضة الشامية میں لکھا:

هذا حديث موضوع مكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم مخالف لصريح الكتاب والسنة، وهذا الحديث لا يوجد في شيء من الكتب المعتمدة

یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے رسول اللہ پر جھوٹ ہے کتاب و سنت کی مخالف ہے اور کتب معتمد میں نہیں ہے

یعنی ۹۲ سال پہلے اس کو گھڑی ہوئی روایت کہا جاتا تھا۔اس وقت کسی نے اس مصنف عبد الرزاق جز مفقود کا ذکر نہیں کیا کہ اس کی سند ثابت نہیں ہے۔

راقم کا نقطہ نظر ہے کہ ممکن ہے کہ یہ روایت عبد الرزاق نے روایت کی لیکن یہ ان کے دور اختلاط کی ہے

تقریب التہذیب از ابن حجر میں ہے

عبد الرزاق ابن همام ابن نافع الحميري مولاهم أبو بكر الصنعاني ثقة حافظ مصنف شهير عمي في آخر عمره فتغير وكان يتشيع من التاسعة مات سنة إحدى عشرة وله خمس وثمانون

عبد الرزاق ابن ہمام ابن نافع الحمیری .. ثقہ حافظ تھے مصنف ہیں...آخری عمر میں تغیر کا شکار تھے اور ان میں تشیع تھی

محدث ابن صلاح کا قول ہے عبد الرزاق ابن ہمام مختلط تھے –اس پر حافظ عراقی نے لکھا ہے

لم يذكر المصنف أحدا ممن سمع من عبد الرزاق بعد تغيره إلا إسحق بن إبراهيم الدبرى فقط وممن سمع منه بعد ما عمى أحمد بن محمد بن شبوية قاله أحمد بن حنبل وسمع منه أيضا بعد التغير محمد بن حماد الطهرانى والظاهر أن الذين سمع منهم الطبرانى فى رحلته إلى صنعاء من أصحاب عبد الرزاق كلهم سمع منه بعد التغير وهم أربعة أحدهم الدبرى الذى ذكره المصنف وكان سماعه من عبد الرزاق سنة عشر ومائتين

مصنف (ابن الصلاح) نے ذکر نہیں کیا کہ عبد الرزاق سے کس نے تغیر کے بعد سنا صرف اسحاق بن ابراہیم کے اور جس نے سنا ان کے نابینا ہونے کے بعد ان میں ہیں احمد بن محمد، یہ امام احمد نے کہا اور ان سے اس حالت میں سنا محمد بن حماد نے، اور ان سے سنا طبرانی نے جب صنعاء کا سفر کیا– ان سب نے بعد میں سنا اور یہ چار ہوئے جن میں الدبری ایک ہیں ان سب نے ۲۱۰ ھ میں سنا

عالم اختلاط میں عبد الرزاق نے معمر عن ابن المنکدر کی سند سے بھی روایات بیان کی ہیں اور غیر عالم اختلاط میں بھی کی ہیں مثلا

شعب الایمان از بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْد الله الْحَافظُ، قَالَ: أَنَا أَبُو عَبْد الله مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّنْعَانِيُّ، قَالَ: نَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: " ثَلَاثَةٌ هُنَّ فَوَاقِدُ: جَارُ سَوْءٍ فِي دَارِ مَقَامِه، وَزَوْجَةُ سَوْءٍ إِنْ دَخَلْتَ عَلَيْهَا آذَتْكَ، وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا، وَسُلْطَانٌ إِنْ أَحْسَنْتَ لَمْ يَقْبَلْ مِنْكَ وَإِنْ أَسَأْتَ لَمْ يُقِلْكَ "

سنن الکبری بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْد الله الْحَافظُ، ثنا أَبُو عَبْد الله مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّغَانِيُّ , ثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أنبأ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: " إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ , فَلْيَقُمْ؛ فَإِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ "

سوالات ابن ہانی؛ 5/228 کے مطابق احمد نے عبد الرزاق کے حوالے سے کہا

لا يعبأ بحديث من سمع منه وقد ذهب بصره، كان يلقن أحاديث باطلة

جس نے عبد الرزاق کے نابینا ہونے کے بعد اس سے احادیث سنی ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ باطل حدیثوں کی تلقین قبول کر لیتے تھے۔

نور محمد کا عقیدہ اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ اور عبد الرزاق کو شیعہ بھی کہا گیا ہے۔ تقریب التہذیب از ابن حجر میں یہ الفاظ ہیں

عبد الرزاق ابن همام ابن نافع الحميري مولاهم أبو بكر الصنعاني ثقة حافظ مصنف شهير عمي في آخر عمره فتغير وكان يتشيع من التاسعة مات سنة إحدى عشرة وله خمس وثمانون

اس میں عبد الرزاق کو شیعہ لکھا گیا ہے-

قال الذهبي: عبد الرزاق بن همام ابن نافع، الحافظ الكبير، عالم اليمن، أبو بكر الحميري الصنعاني الثقة الشيعي

امام الذھبی نے ان کو شیعی کہا ہے

رجال الطوسی جو شیعوں کی کتاب ہے اس میں عبد الرزاق کا شمار شیعوں میں کیا گیا ہے- اور امام جعفر کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے- شیعوں کی رجال کی کتاب نقد الرجال از السید مصطفیٰ بن الحسین الحسینی التفرشی کے مطابق عبد الرزاق بن ہمام الیمانی: من إصحاب الباقر والصادق علیہما السلام، رجال الشیخ .... - یعنی اہل تشیع کے پاس یہ شیعہ تھے اور امام جعفر سے اور امام صادق سے روایت کرتے تھے

امام احمد نے العلل ومعرفۃ الرجال: 59/2 الرقم 1545 میں کہا

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل: سألت أبي، قلت له: عبد الرزاق كان يتشيع ويفرط في التشيع ؟ فقال: أما أنا فلم أسمع منه في هذا شيئا، ولكن كان رجلا تعجبه أخبار الناس - أو الأخبار

عبد اللہ نے احمد سے سوال کیا: کیا شیعہ تھے اور مفرط تھے ؟ احمد نے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے ان سے ایسا کچھ نہیں سنا لیکن یہ ایک آدمی تھے جن کی خبروں پر لوگوں کو تعجب ہوتا

ابن عدی نے کہا
وقد روى أحاديث في الفضائل مما لا يوافقه عليها أحد من الثقات
یہ فضائل علی میں وہ روایت کرتے جن کی ثقات موافقت نہیں کرتے

بہر حال عبد الرزاق کی دی گئی اس منفرد روایات پر صوفی منش علماء نے عقیدہ لیا کہ نعوذ باللہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کا ایک جز تھے - وہ نوری تھے جو عالم ارضی میں جلوہ افروز ہوئے نہ کہ پیدا ہوئے

جب آدم بھی نہ تھے

جامع الترمذی کی ایک حدیث ہے

إِبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ) جامع ترمذی: کتاب: فضائل و مناقب کے بیان میں باب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا بیان حدیث ۳۶۰۹ ہے

حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَفِي الْبَاب عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! نبوت آپ کے لیے کب واجب ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا ’جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے

امام ترمذی کہتے ہیں: ابوہریرہ کی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں اس باب میں میسرہ فجر سے بھی روایت آئی ہے۔

مسند احمد میں بھی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

شَقِيقٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَتَى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ: " وآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

عبد الله بن أبي الجذعاء مَيْسَرَةَ الْفَجْر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اپ کب نبی ہوئے؟ فرمایا جب آدم جسد و روح کے درمیان تھے

اس کو شعیب نے صحیح کہا ہے- یہ روایت قابل غور ہے اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ آدم علیہ السلام اس وقت نبی نہیں تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیا گیا- تخلیق سے پہلے تقدیر لکھی گئی اس میں تمام انبیاء جو صلب آدم سے ہیں ان کو نبی مقرر کیا گیا ان کی ارواح کو خلق کیا گیا اور آدم جب جسد و روح کے درمیان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدر لکھا گیا کہ یہ آخری نبی ہوں گے

طحاوی مشکل الاثار میں کہتے ہیں

وَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ "، فَإِنَّهُ، وَإِنْ كَانَ حِينَئِذٍ نَبِيًّا، فَقَدْ كَانَ اللهُ تَعَالَى كَتَبَهُ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ نَبِيًّا

اور جہاں تک حدیث میں ہے کہ میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح و جسد کے درمیان تھے- پس اللہ نے ان کا نبی ہونا لوح محفوظ میں لکھا- یعنی بنی آدم کی تقدیر لکھی گئی جب آدم علیہ السلام جسد اور روح کے درمیان کی حالت میں تھے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْكَلْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى بْنِ هِلَالٍ السُّلَمِيِّ، عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنِّي عَبْدُ اللهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ

عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا : میں اللہ کا غلام ، نبیوں پر مہر ہوں اور بے شک آدم علیہ السلام اپنے مٹی کے خمیر میں تھے

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ کہا گیا ہے یعنی تخلیق آدم سے قبل رسول اللہ جسد بشری میں آ چکے تھے ۔اس کی سند میں سعید ابن سوید الکلبی ہے اور امام بخاری کہتے ہیں : لم یصح حدیثہ اس کی حدیث صحیح نہیں ۔اور ابن حجر نے کتاب تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الاربعۃ میں اس کا ذکر کیا :

قال البُخَارِيّ لم يَصح حَدِيثه يَعْنِي الَّذِي رَوَاهُ مُعَاوِيَة عَنهُ مَرْفُوعا إِنِّي عبد الله وَخَاتم النَّبِيين فِي أم الْكتاب وآدَم منجدل فِي طينته

امام بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث صحیح نہیں یعنی حدیث جو مُعَاوِيَةُ بْنَ صَالِحٍ نے سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْكَلْبِيِّ سے موفوع روایت کیا ہے کہ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا : میں اللہ کا غلام ، نبیوں پر مہر ہوا اور بے شک آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے

کتاب الموضوعات ازابن جوزی میں ہے

وَقد رَوَى جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بَيَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِيهِ سُفْيَانَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْد عَن الْوَلِيد بن عبد الرحمن عَنْ نُمَيْرٍ الْحَضَرِيِّ عَنْ أَبِي ذَر قَالَ قَالَ رَسُول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَكُنَّا عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ آدَمَ بِأَلْفَيْ عَامٍ ثُمَّ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ فَانْقَلَبْنَا فِي أقلاب الرِّجَالِ ثُمَّ جَلَلْنَا فِي صُلْبِ عبد المطلب، ثُمَّ شَقَّ اسْمَانَا مِنِ اسْمِهِ فَاللَّهُ مَحْمُودٌ وَأَنَا مُحَمَّدٌ، وَاللَّهُ الاعلى وعَلى عليا هَذَا وَضعه جَعْفَر بن أَحْمَدَ وَكَانَ رَافِضِيًّا يضع الحَدِيث.

ابی ذر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ نے فرمایا میں اور علی کو نور سے خلق کیا گیا اور ہم تخلیق آدم سے ہزار سال پہلے سے عرش کے دائیں طرف تھے پھر اللہ تعالی نے آدم کو خلق کیا پھر ہم کو رجال کے دلوں میں سے گزارا پھر صلب عبد المطلب میں رکھا پھر ہمارے ناموں کو اللہ کے نام کے ساتھ شق کیا گیا کہ میں محمد ہوں اور اللہ محمود ہے اور اللہ الا علی ہے اور علی علیا ہے

ابن جوزی نے کہا اس کو رافضی جعفر بن احمد (بن علی بن بیان المتوفی ۳۰۴ھ) نے گھڑا ہے-

فضائل الصحابۃ از ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل (المتوفی : 241ھ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ قثنا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ قثنا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «كُنَّا أَنَا وَعَلِيٌّ نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ

آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ، فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ قَسَمَ ذَلِكَ النُّورَ جُزْءَيْنِ، فَجُزْءٌ أَنَا، وَجُزْءٌ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ»

سلمان رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں اور علی اللہ تعالی کے سامنے ۱۴۰۰۰ سال تک ایک نور کی طرح تھے قبل اس کے کہ آدم خلق ہوتے۔ پس جب اللہ نے آدم کو خلق کیا، اس نور کو تقسیم کیا، ایک جز سے میں بنا ایک سے علی

اس کی سند میں الحسن بن علی ہے۔ تاریخ دمشق میں اس کی سند ہے

أخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو محمد الجوهري أنا أبو علي محمد بن أحمد بن يحيى العطشي نا أبو سعيد العدوي الحسن بن علي أنا أحمد بن المقدام العجلي أبو الأشعث (2) أنا الفضيل بن عياض عن ثور بن يزيد عن خالد بن معدان عن زاذان عن سلمان قال سمعت حبي رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يقول كنت أنا وعلي نورا بين يدي الله مطيعا يسبح الله ذلك النور ويقدسه قبل أن يخلق ادم بأربعة عشر ألف عام فلما خلق الله ادم ركز ذلك النور في صلبه فلم نزل (3) في شئ واحد حتى افترقنا في صلب عبد المطلب فجزء أنا وجزء علي

اس سند سے معلوم ہوتا ہے کہ سند میں ابو سعید العدوی الحسن بن علی ہے جو اصل میں ابو سعید العدوی الحسن بن علی بن زکریا بن صالح، اللؤلؤی، البَصْری، الذئب ہے اور متروک ہے —یہ

روایت ابو بکر بن مالک القطیعی کا اضافہ ہے کیونکہ ابو سعید العدوی الحسن بن علی کی پیدائش ۲۱۰ ہجری کی ہے اور امام احمد کی وفات   کے وقت یہ بچہ ہو گا

شیعوں کی کتاب الخصال از صدوق ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی المتوفی 381ھ ، منشورات جماعۃ المدرسین فی الحوزۃ العلمیۃ قم المقدسۃ میں روایت ہے

روى الصدوق في الخصال: 481.482؛ وفي معاني الأخبار: 306.308، حدثنا أحمد بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد الله بن الحسين بن إبراهيم ابن يحيى بن عجلان المروزي المقرئ قال : حدثنا أبوبكر محمد بن إبراهيم الجرجاني قال : حدثنا أبوبكر عبد الصمد بن يحيى الواسطي قال : حدثنا الحسن بن علي المدني، عن عبد الله بن المبارك، عن سفيان الثوري، عن جعفر بن محمد الصادق، عن أبيه، عن جدّه، عن عليّ بن أبي طالب(عم) قال: «إنّ الله تبارك وتعالى خلق نور محمد(ص) قبل أن خلق السماوات والأرض والعرش والكرسيّ واللوح والقلم والجنّة والنار، وقبل أن خلق آدم ونوحاً...، ثمّ أظهر عزَّ وجلَّ اسمَه على اللوح، وكان على اللوح منوِّراً أربعة آلاف سنة، ثم أظهره على العرش، فكان على ساق العرش مثبَتاً سبعة آلاف سنة، إلى أن وضعه اللهُ عزَّ وجلَّ في صلب آدم

صدوق نے الخصال میں علی رضی اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے نور محمد کو آسمان و زمین و عرش و کرسی لوح و قلم .... سے قبل تخلیق کیا

اس کتاب کے محقق علی اکبر الغفاری کا کہنا ہے کہ سند میں مجہولین ہیں: على بن الحسن بن شقيق أبو عبد الرحمن المروزى ، وجميع رجال السند إلى هنا مجهول ولم أظفر بهم

الغرض اہل سنت اور اہل تشیع دونوں حلقوں میں اس حوالے سے روایات بیان کی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بشر نہیں نور الہی تھے

نور محمدی نہیں تو کیا خلق ہوا؟

اہل سنت کے وہ علماء جو صوفی منش نہیں تھے ان کو روایت ملی کہ سب سے پہلے قلم بنا۔ لہذا بعض نے کہا قلم تو بعض نے کہا عرش پہلے خلق ہوا۔

مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَمِيلٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ الْقَلَمَ وَأَمَرَهُ فَكَتَبَ كُلَّ شَيْءٍ

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلی چیز قلم خلق ہوا اللہ نے اس کو لکھنے کا حکم کیا—پس اس نے لکھا ہر چیز کو

قال الہیثمی فی مجمع الزوائد 190/7 : رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات. اھ-و قال: رواہ البزار ورجالہ ثقات. ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا اس کو طبرانی نے ثقات سے روایت کیا ہے

راقم کہتا ہے محدثین متاخرین کا کہنا ہے عمر بن حبیب نام کے دو شخص ہیں ایک بصرہ کا قاضی ہے اور ایک مکہ کا قاضی ہے - دونوں نے مکہ والوں سے سنا ہے — جو مکی ہے وہ ثقہ ہے اور جو بصری ہے وہ ضعیف ہے — امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں: عُمَر بن حَبِيب، قاضي البَصرة. يَتكلمون فيه. عَنِ ابْن جُرَيج. عمر بن حبیب بصرہ کا قاضی ہے - اس پر کلام کیا جاتا ہے - ابن جریج سے روایت کرتا ہے

پھر بخاری نے دوسرے کا ذکر کیا **عُمَر بْن حَبِيب**. قَالَ ابْن عُيَينَة: كَانَ صاحبا لنا حافظا. عَنْ عَمرو بْن دِينار، والزُّهري، يُعَدُّ فِي المَكِّيين ،.ورأى عَطاء. رَوى عنه زَيد بن الحُباب.

امام بخاری کے مطابق **عُمَر بْن حَبِيب** سے زید بن الحباب روایت کرتا ہے

زید بن حباب کوفی ہے - اس طرح یہ معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے — جو قاضی بصرہ ہے وہ مکہ والوں سے بھی روایت کرتا ہے اور جو قاضی مکہ تھا اس سے کوفہ والوں نے بھی روایت لی ہے - پھر جو راوی ثقہ قرار دیا گیا ہے اس کو قصہ گو بھی کہا جاتا ہے - جس کو ثقہ کہا گیا ہے اس کی تضعیف الأزدي نے کی ہے —

اس کی سند میں رباح بن زيد القرشي، مولاهم، الصنعاني المتوفی ۱۸۷ھ بھی ہے - کہا جاتا ہے کہ عمر بن حبیب مکی کی سن ۱۵۰ سے ۱۶۰ھ کے درمیان کبھی وفات ہوئی ہے - کہا جاتا ہے کہ عمر بن حبیب قاضی جو بصرہ میں تھا یہ سن ۲۰۷ھ میں مرا - اس حساب سے اس کی سند میں گمان غالب ہے کہ عمر بن حبیب مکی قصہ گو ہے جس سے کوفیوں نے روایت کیا ہے

اور الأزدي نے ضعیف قرار دیا ہے اور دیگر نے ثقہ کہا ہے-راقم کے نزدیک یہ سند اس قدر مضبوط نہیں کہ اس سے کچھ بات قائم ہو-

الشریعۃ از ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ) کی کتاب میں ہے

أَرْطَاةَ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلْقَهُ اللَّهُ الْقَلَمُ،

مجاہد نے کہا ان کو پہنچا کہ ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے قلم خلق ہوا

اس کی سند منقطع ہے کیونکہ مجاہد کا سماع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

مستدرک حاکم کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْبَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنْبَأَ جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلْقَهُ اللَّهُ الْقَلَمُ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ، فَقَالَ: وَمَا أَكْتُبُ؟ فَقَالَ: الْقَدَرُ، فَجَرَى مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ، قَالَ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ فَارْتَفَعَ بُخَارُ الْمَاءِ

فَفُتِقَتْ مِنْهُ السَّمَاوَاتُ، ثُمَّ خَلَقَ النُّونَ فَبُسِطَتِ الْأَرْضُ عَلَيْهِ، وَالْأَرْضُ عَلَى ظَهْرِ النُّونِ فَاضْطَرَبَ النُّونُ فَمَادَتِ الْأَرْضُ، فَأُثْبِتَتْ بِالْجِبَالِ، فَإِنَّ الْجِبَالَ تَفْخَرُ عَلَى الْأَرْضِ

أَبِي ظَبْيَانَ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ کہا سب سے اول چیز قلم خلق ہوا – اس سے کہا گیا لکھو – قلم نے کہا کیا لکھوں؟ حکم دیا گیا تقدیر لکھو .....پھر نون کو خلق کیا اس پر زمین کو پھیلایا اور زمین نون کی پشت پر تھی – پس نون مچلی تو زمین لرزی پس اس پر پہاڑ رکھے

اس روایت کے مطابق نون پر زمین کو پھیلا یا گیا اور دیگر روایات میں ہے کہ نون ایک مچھلی تھی-اس کا متن عجیب و غریب ہے اور راوی أَبُو ظَبْيَانَ الْجَنْبِيّ الْكُوفِيّ، حُصَيْنُ بْنُ جُنْدُبِ بْنِ عَمْرِو مدلس بھی ہے-

روایت پسندوں کا آپس کا اختلاف :

یونانی فلسفہ والے اللہ کے وجود کے قائل تھے لیکن ان کے نزدیک اللہ نے خلق نہیں کیا تھا اس سے کائنات کا صدور ہوا یعنی اس سے کائنات نکلی- مسلمانوں فلاسفہ نے اس کو تبدیل کیا اور کہا نہیں اللہ نے خلق کیا اور اس میں محدث بھی ہے اب فلاسفہ اور باقی لوگوں کا اختلاف ہوا کہ محدث کب آیا اس کا اول تھا یا نہیں- فلسفہ یونان میں قیامت کا کوئی تصور نہیں تھا لہٰذا کوئی چیز فانی

نہیں۔ایک چیز اگر ہے تو کسی دوسری قوت سے ختم ہو گی لیکن معدوم نہیں ہو سکتی۔ مسلمان فلاسفہ کے لئے یہ بحث بہت اہم تھی کہ قیامت کو فلسفہ سے کیسے ثابت کریں مخلوق فانی ہے تو کس طرح ؟اور فنا کیا ہے ؟ عدم کیا ہے ؟

مسلمانوں کا اختلاف ہوا کہ سب سے پہلے کیا محدث یا خلق ہوا۔ دوسری طرف مسئلہ یہ ہوا کہ فلسفیانہ اصطلاحات کو محدثین نے قرآن و حدیث میں ڈھونڈا اور ان کو خلط ملط کر دیا مثلا محدث کا لفظ قرآن میں ہے یعنی نیا یہ عربی لفظ ہے کوئی مصطلحہ نہیں ہے۔ سن ۲۰۰ ہجری کے بعد اس لفظ کا فلسفہ یونان کی کتب کا عربی میں ترجمہ کرتے ہوئے استعمال ہوا۔ یہ دو الگ چیزیں تھیں ایک سادہ عربی لفظ تھا اور ایک فلسفیانہ اصطلاح تھی۔

علماء، فلاسفہ اور صوفیاء کے لئے سوال کھڑا ہوا کہ پہلے کیا خلق ہوا؟

صوفیاء کہتے نور محمدی خلق ہوا

اور اہل تشیع کہتے نور محمدی و ائمہ خلق ہوا

امام ابن تیمیہ کہتے عرش خلق ہوا اس کا ذکر البانی نے صحیحہ رقم ۱۳۳ میں کیا ہے
اور بعض محدثین کہتے قلم خلق ہوا لہذا البانی نے مخلوق اول قلم کو قرار دیا اور لکھا

وفيه رد على من يقول بأن العرش هو أول مخلوق، ولا نص في ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وإنما يقول به من قاله كابن تيمية وغيره

اور قلم والی حدیث میں رد ہے جس نے کہا کہ عرش اول مخلوق ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص نہیں ہے لیکن یہ کہنے والوں نے کہا ہے جیسا کہ ابن تیمیہ اور دوسرے

البانی کہتے ہیں

وتأويله بأن القلم مخلوق بعد العرش باطل

اور یہ تاویل کرنا کہ قلم عرش کے بعد کی مخلوق ہے باطل ہے

اور البانی کہتے ہیں

وفيه رد أيضا على من يقول بحوادث لا أول لها، وأنه ما من مخلوق

اور اس حدیث میں اس کا بھی رد ہے جو یہ کہے کہ حوادث کی کوئی ابتداء نہیں اور ان میں مخلوق نہیں

وہابی عالم صالح المنجد کا قول ہے[8]

فالصحيح أن القلم مخلوق بعد العرش   پس صحیح یہ ہے کہ قلم مخلوق ہے عرش کے بعد

ابن تیمیہ کا قول کتاب الصفدية ج ۲ ص ۸۲ پر ہے

[8] https://islamqa.info/ar/145809

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : (كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ، قَالَ : وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ) رواه مسلم

عبد اللہ بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اللہ تعالی نے مخلوق کے دفتر بنائے ، زمین و آسمان کے خلق ہونے سے پچاس ہزار سال قبل

فهذا يدل على أنه قدَّر إذ كان عرشه على الماء ، فكان العرش موجوداً مخلوقاً عند التقدير لم يوجد بعده .

پس یہ دلالت کرتا ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اور عرش بطور مخلوق موجود تھا تقدیر میں

راقم کہتا ہے قرآن میں موجود ہے کہ متشابھات کے پیچھے مت لگو- ہم کو علم نہیں کیا خلق ہوا لیکن جو ظاہر بات ہے کہ نہ تو قلم مخلوق اول ہو سکتی ہے نہ رسول اللہ نہ علی- جو بھی چیز وجود میں آئی ہے وہ اللہ کے امر سے آئی ہے اور امر کے الفاظ ہیں جو حروف تہجی کے ہیں یعنی کلمہ کن !

---فیکون تو ہو جاتا ہے

حدیث نور کا متن

نو دریافت مصنف عبد الرزاق کے جز مفقود کی حدیث جابر ہے

١٨– عبدالرزاق عن معمر[٢] عن ابن المنكدر[٣] عن جابر[٤] قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أول شيء خلقه الله تعالى؟ فقال: هو نور نبيك يا جابر خلقه الله، ثم خلق فيه كل خير، وخلق بعده كل شيء، وحين خلقة أقامه قدامه من مقام القرب اثني عشر ألف سنة، ثم جعله أربعة أقسام فخلق العرش/ والكرسي من قسم: وحملة العرش وخزنة الكرسي من ٤/أ
قسم، وأقام القسم الرابع في مقام الحب اثني عشر ألف، ثم جعله أربعة أقسام فخلق القلم من قسم، واللوح من قسم، والجنة من قسم، ثم أقام القسم الرابع في مقام الخوف اثني عشر ألف سنة جعله أربعة أجزاء فخلق الملائكة من جزء، والشمس من جزء، والقمر والكواكب من جزء، وأقام الجزء الرابع في مقام الرجاء اثني عشر ألف سنة، ثم جعله أربعة أجزاء فخلق العقل من جزء والعلم والحكمة والعصمة والتوفيق من جزء وأقام الجزء الرابع في مقام الحياء اثني عشر ألف سنة ثم نظر الله عز وجل إليه فترشح النور عرقاً فقطر منه مائة ألف وأربعة.

[وعشرون ألف وأربعة آلاف]* قطرة من نور، فخلق الله من كل قطرة روح نبي، أو روح رسول ثم تنفست أرواح الأنبياء فخلق الله من أنفاسهم الأولياء والشهداء والسعداء والمطيعين إلى يوم القيامة، فالعرش والكرسي/ من نوري ٤/ب
والكروبيون من نوري والروحانيون والملائكة من نوري والجنة وما فيها من النعيم من نوري، وملائكة السموات السبع من نوري، والشمس والقمر والكواكب من نوري، والعقل والتوفيق من نوري، وأرواح الرسل والأنبياء من نوري، والشهداء والسعداء والصالحون من نتاج نوري، ثم خلق الله اثني عشر ألف حجاب فأقام الله نوري وهو الجزء الرابع، في كل حجاب ألف سنة، وهي مقامات العبودية والسكينة والصبر والصدق واليقين، فغمس الله ذلك النور في كل حجاب ألف سنة فلما أخرج الله النور من الحجب ركبه الله في الأرض فكان يضيء منها ما بين المشرق والمغرب كالسراج في الليل المظلم، ثم خلق الله آدم من الأرض فركب فيه النور في جبينه، ثم انتقل منه إلى شيث، وكان ينتقل من طاهر إلى طيب، ومن

یہ مکمل روایت نہیں ہے البتہ اس کا ترجمہ ہے

عبد الرزاق نے معمر سے انہوں نے ابن منکدر سے انہوں نے جابر سے روایت کیا
کہ جابر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا
چیز سب سے اول خلق ہوئی؟ رسول اللہ نے فرمایا اے جابر اللہ نے اشیاء خلق کرنے
سے قبل تمہارے نبی کا نور خلق کیا
اور اس کے بعد ہر چیز کو خلق کیا اور جب اس کو خلق کر رہا تھا تو یہ نور مقام قرب میں
۱۲ ہزار سال کھڑا رہا

پھر اس نور کی چار قسمیں کیں۔ پس عرش خلق ہوا اور کرسی اس کی ایک تقسیم سے
اور عرش کو اٹھانے والے اور کرسی کے رکھوالے اس کی ایک قسم سے

اور چوتھا جز مقام محبت میں ۱۲ ہزار سال کھڑا رہا۔ پھر چار جز اور کیے اس میں ایک سے
قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے جنت

اور چوتھا جز مقام خوف میں ۱۲ ہزار سال رہا—اس سے فرشتے اور دوسرے جز سے
سورج اور تسرے سے چاند اور چوتھے سے تارے بنے
اور چوتھا جز مقام امید میں ۱۲ ہزار سال کھڑا رہا۔ پھر چار جز اور کیے اس میں ایک سے
عقل دوسرے سے علم و حکمت تسرے سے عصمت اور توفیق بنے

اور چوتھا جز مقام شرم میں ۱۲ہزار سال کھڑا رہا پھر اللہ نے اس کو دیکھا تو اس نور میں سے پسینہ نکلا جو ایک لاکھ اور چار (اور ۲۰ لاکھ اور ۴ ہزار) قطرے نور کے تھے ۔ہر قطرہ سے ایک نبی بنا یا رسول کی روح پھر اس روح نے سانس لیا

اور اس سانس سے اولیاء کے نفوس بنے اور شہداء کے اور سعادت مندوں کے اور اطاعت کرنے والوں کے جو قیامت تک ہوں گے۔

پس عرش و کرسی میرے نور سے ہیں

اور کروبیوں میرے نور سے ہیں

اور روحانییوں اور فرشتے میرے نور سے ہیں

اور سات آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے ہیں

اور سورج چاند تارے میرے نور سے ہیں

اور عقل اور توفیق میرے نور سے ہیں

اور انبیاء و رسل کی ارواح میرے نور سے ہیں

اور سعادت مندوں کے اور اطاعت کرنے والوں اور صالحین کی ارواح میرے نور سے ہیں

پھر اللہ نے ۱۲ہزار پردے خلق کیے پس میرے نور کو اللہ نے کھڑا کیا اور وہ چوتھا جز تھا

ہر حجاب کے درمیان ایک ہزار سال فاصلہ ہے اور یہ مقام عبدیت ہے اور سکینہ ہے اور صبر ہے اور صدق ہے اور یقین ہے

قارئین کی آسانی کے لئے اس کو درخت کی صورت بنایا گیا ہے

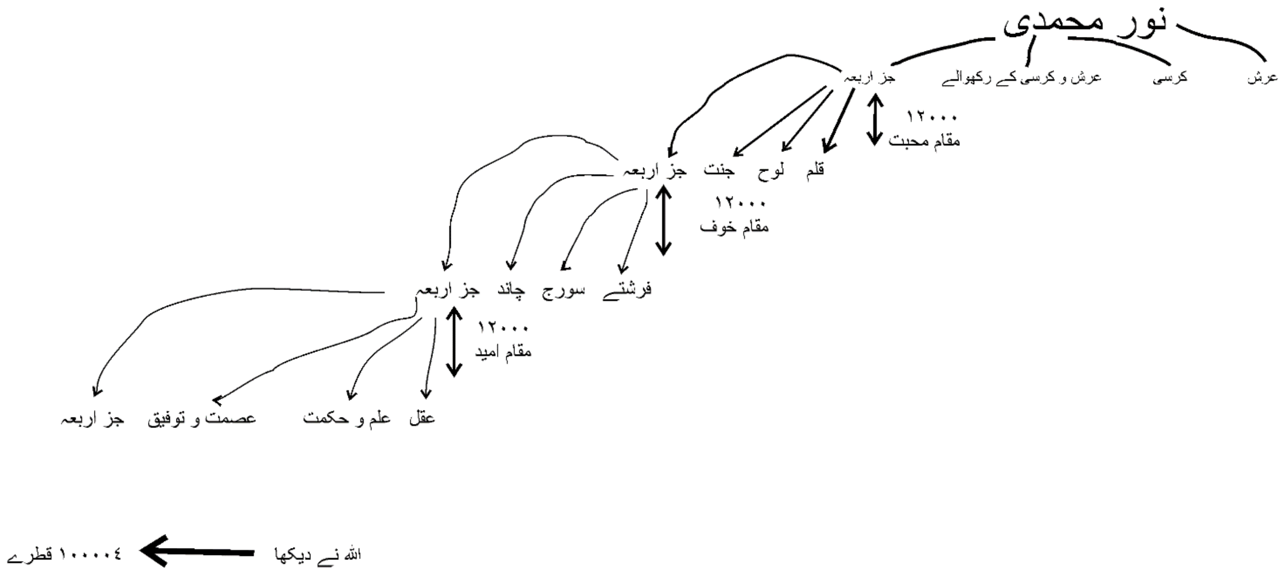
نور محمدی
عرش
کرسی
عرش و کرسی کے رکھوالے
جز اربعہ
۱۲۰۰۰
مقام محبت
قلم
لوح
جنت
جز اربعہ
۱۲۰۰۰
مقام خوف
فرشتے
سورج
چاند
جز اربعہ
۱۲۰۰۰
مقام امید
عقل
علم و حکمت
عصمت و توفیق
جز اربعہ
اللہ نے دیکھا
۱۰۰۰۰٤ قطرے

متن پر تبصرہ

یہ روایت منکر ہے

اس میں فرشتوں کی تخلیق کا کئی بار ذکر ہے اور عرش کے فرشتوں کو حملۃ العرش کہا گیا ہے اور بعد میں کروبین کہا گیا ہے

کروبین یا کروبیون کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بولتے تھے۔

کروبین کا لفظ اصل میں توریت کی کتاب الخروج کے باب ۲۵ کی آیت ۱۸ میں موجود ہے اس کو عبرانی میں כְּרוּבִים لکھا جاتا ہے اور انگریزی میں شروبیم Cherubim کہا جاتا ہے

جدید لغت تکملة المعاجم العربية از رينهارت بيتر آن دُوزِي (المتوفى: 1300هـ) جو ایک مستشرق کی مرتب کی ہوئی ہے اس کے مطابق

كروب وكروبيّ والجمع كروبيون: ملاك مقرَّب

کروب وکروبیّ اس کا جمع کروبیون ہے : مقرَّب فرشتے

کسی صحیح حدیث میں اس لفظ سے فرشتوں کا تذکرہ نہیں ملا البتہ یہ لفظ اہل کتاب میں مستعمل ہے

بلکہ عربی میں کرب کا لفظ غم و حزن کے مفہوم میں مستعمل ہے یہی مسلمانوں کی لغات میں لکھا ہے

روایت میں بار بار ۱۲۰۰۰ سال کا ذکر ہے جو مختلف مقام قرار دیے گئے ہیں : مقام قرب، مقام خوف، مقام رجا یا امید، مقام حیا- یعنی ۴۸۰۰۰ سال کے وقفوں کے بعد تخلیق ہوئی- جہنم اس میں خلق نہیں کی گئی- روایت میں اگرچہ اللہ تعالی ہی خلق کر رہا ہے لیکن نور کو پسینہ بہت بعد میں جا کر آیا اس سے روح بنی اور روحوں نے سانس لیا یا للعجب- اس روایت کا متن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث جیسا نہیں

روایت میں دکھایا گیا ہے کہ ہر چیز اس نور سے خلق ہوئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا- یہی سب انجیل یوحنا میں عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بیان ہوا ہے

جبکہ قرآن میں ہے کہ تمام زندہ پانی سے خلق ہوئے

وَ جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ

اور پانی سے ہر زندہ چیز کو بنایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شامل ہیں کیونکہ اس میں کوئی استثنی نہیں ہے۔

نور محمدی کا عالم ارضی میں ظہور ہونا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں پیدائش سے قبل عالم ارضی میں اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن بہت خوشی سے مناتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ نصرانیوں کے بقول عیسیٰ نے موت کے چکر کو ختم کر دیا اب جو بھی ان کو اللہ کی پناہ رب کا بیٹا مان لے گا وہ ابدی زندگی سے ہمکنار ہو گا اور جو نہیں مانے گا وہ حیات اخروی نہ پائے گا بلکہ اس کی روح معدوم ہو جائے گی- اس کو نئی زندگی کی نوید کہا جاتا ہے لہذا عیسیٰ کی آمد کے سلسلے میں جشن منایا جاتا تھا اور ہے –نصرانیوں کی انجیل یوحنا کی آیات ہیں

یوحنا کی معرفت اِنجیل

زندگی کا کلام

1 ابتدا میں کلام تھا۔ کلام اللہ کے ساتھ تھا اور کلام اللہ
تھا۔ 2 یہی ابتدا میں اللہ کے ساتھ تھا۔ 3 سب کچھ کلام
کے وسیلے سے پیدا ہوا۔ مخلوقات کی ایک بھی چیز اُس کے
بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ 4 اُس میں زندگی تھی، اور یہ زندگی
انسانوں کا نور تھی۔ 5 یہ نور تاریکی میں چمکتا ہے، اور
تاریکی نے اُس پر قابو نہ پایا۔

6 ایک دن اللہ نے اپنا پیغمبر بھیج دیا، ایک آدمی جس
کا نام یحیٰ تھا۔ 7 وہ نور کی گواہی دینے کے لئے آیا۔
مقصد یہ تھا کہ لوگ اُس کی گواہی کی بنا پر ایمان لائیں۔
8 وہ خود تو نور نہ تھا بلکہ اُسے صرف نور کی گواہی دینی تھی۔
9 حقیقی نور جو ہر شخص کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا۔

10 گو کلام دنیا میں تھا اور دنیا اُس کے وسیلے سے
پیدا ہوئی تو بھی دنیا نے اُسے نہ پہچانا۔ 11 وہ اُس میں آیا
جو اُس کا اپنا تھا، لیکن اُس کے اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔
12 تو بھی کچھ اُسے قبول کر کے اُس کے نام پر ایمان
لائے۔ اُنہیں اُس نے اللہ کے فرزند بننے کا حق بخش دیا،
13 ایسے فرزند جو نہ فطری طور پر، نہ کسی انسان کے منصوبے
کے تحت پیدا ہوئے بلکہ اللہ سے۔

14 کلام انسان بن کر ہمارے درمیان رہائش پذیر
ہوا اور ہم نے اُس کے جلال کا مشاہدہ کیا۔ وہ فضل اور سچائی
سے معمور تھا اور اُس کا جلال باپ کے اکلوتے فرزند کا سا تھا۔
15 یحیٰ اُس کے بارے میں گواہی دے کر پکار اُٹھا،
”یہ وہی ہے جس کے بارے میں مَیں نے کہا، ’ایک
میرے بعد آنے والا ہے جو مجھ سے بڑا ہے، کیونکہ وہ مجھ
سے پہلے تھا‘۔“
16 اُس کی کثرت سے ہم سب نے فضل پر فضل
پایا۔ 17 کیونکہ شریعت موسیٰ کی معرفت دی گئی، لیکن اللہ کا
فضل اور سچائی عیسیٰ مسیح کے وسیلے سے قائم ہوئی۔ 18 کسی
نے کبھی بھی اللہ کو نہیں دیکھا۔ لیکن اکلوتا فرزند جو اللہ کی گود
میں ہے اُسی نے اللہ کو ہم پر ظاہر کیا ہے۔

یحیٰ بپتسمہ دینے والے کا پیغام

19 یہ یحیٰ کی گواہی ہے جب یروشلم کے یہودیوں
نے اماموں اور لاویوں کو اُس کے پاس بھیج کر پوچھا،
”آپ کون ہیں؟“
20 اُس نے انکار نہ کیا بلکہ صاف تسلیم کیا، ”مَیں مسیح
نہیں ہوں۔“
21 اُنہوں نے پوچھا، ”تو پھر آپ کون ہیں؟ کیا
آپ الیاس ہیں؟“
اُس نے جواب دیا، ”نہیں، مَیں وہ نہیں ہوں۔“
اُنہوں نے سوال کیا، ”کیا آپ آنے والا نبی ہیں؟“
اُس نے کہا، ”نہیں۔“
22 ”تو پھر ہمیں بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ جنہوں
نے ہمیں بھیجا ہے اُنہیں ہمیں کوئی نہ کوئی جواب دینا ہے۔
آپ خود اپنے بارے میں کیا کہتے ہیں؟“
23 یحیٰ نے یسعیاہ نبی کا حوالہ دے کر جواب دیا،
”مَیں ریگستان میں وہ آواز ہوں جو پکار رہی ہے، رب کا
راستہ سیدھا بناؤ۔“
24 بھیجے گئے لوگ فریسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔

یعنی عیسیٰ ایک نور تھا، جو اللہ سے جدا ہوا اور کلمہ اللہ بن کر انسانی صورت مجسم ہوا—یہ شرح یوحنا نے کی جو ایک یونانی ذہن کا شخص تھا اور انجیل کی ابتداء میں اپنی شرح بیان کی۔ اللہ تعالی نے

اس کا رد کیا اور خبر دی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نور نہیں بلکہ کتاب اللہ یعنی انجیل نور تھی اور کلمہ اللہ مجسم نہیں ہوا بلکہ مریم کو القا ہوا اور ان میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی-

افسوس ۱۰۰ ہجری کے اندر ہی اس فرق کو میٹ دیا گیا اور راویوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر بھی نور نکلا

حدثنا أحمد قال: نا يونس بن بكير عن ابن إسحق قال: حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان، عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أنهم قالوا: يا رسول الله، أخبرنا عن نفسك، فقال: دعوة أبي إبراهيم، وبشرى عيسى، ورأت أمي حين حملت بي أنه خرج منها نور أضاءت له قصور بصرى من أرض الشام، واسترضعت في بني سعد بن بكر، فبينا أنا مع أخ لي في بهم لنا، أتاني رجلان عليهما ثياب بياض، معهما طست من ذهب مملوءة ثلجاً، فأضجعاني، فشقا بطني، ثم استخرجا قلبي فشقاه، فأخرجا منه علقة سوداء، فألقياها، ثم غسلا قلبي وبطني بذاك الثلج، حتى إذا أنقياه، رداه كما كان، ثم قال أحدهما لصاحبه: زنه بعشرة من أمته، فوزنني بعشرة، فوزنتهم، ثم قال: زنه بألف من أمته، فوزنني بألف، فوزنتهم، فقال: دعه عنك، فلو وزنته بأمته لوزنهم.

خالد بن معدان بن إبي کرب الکلاعی ،إبو عبد اللہ الشامی الحمصی نے اصحاب رسول سے روایت کیا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول ! ہمیں آپ اپنے بارے میں بتلائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے والد ابراہیم کی دعا اور عیسی کی دی ہوئی

خوشخبری ہوں، میری والدہ جب امید سے ہوئیں تو انھوں نے دیکھا ان کے جسم سے نور نکلا جس سے سرزمین شام میں بصری کے محل روشن ہو گئے

اس روایت کو ابن اسحاق نے اپنی سند سے بیان کیا ہے: (سیرت ابن ہشام: 66/1) اور انہی کی سند سے امام طبری نے اسے اپنی تفسیر طبری: (566/1) میں اور امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک: (600/2) میں روایت کیا ہے، اور ساتھ امام حاکم یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے، لیکن بخاری اور مسلم نے اسے روایت نہیں کیا، ان کے اس تبصرے پر امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

کتاب جامع التحصیل کے مطابق اس راوی کا سماع شام منتقل ہونے والے اصحاب سے ہے ہی نہیں

خالد بن معدان الحمصي يروي عن أبي عبيدة بن الجراح ولم يدركه قال أحمد بن حنبل لم يسمع من أبي الدرداء وقال أبو حاتم لم يصح سماعه من عبادة بن الصامت ولا من معاذ بن جبل بل هو مرسل وربما كان بينهما اثنان وقال أبو زرعة لم يلق عائشة وقال بن أبي حاتم سألته يعني أباه خالد بن معدان عن أبي هريرة متصل فقال قد أدرك أبا هريرة ولا يذكر له سماع

اور خود الذہبی کا کہنا ہے کان یرسل ویدلس یہ ارسال وتدلیس بھی کرتا ہے- راقم کے نزدیک جب تک صحابی کا نام نہ لے اس روایت کو متصل نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ یہ مدلس ہے- واضح رہے اصحاب رسول عدول ہیں لیکن بعض اوقات ان سے ہر راوی کا سماع نہیں ہے- امام بخاری نے صحیح میں خالد کی أَبَا أُمَامَةَ والمقدام بن معد يكرب وَعُمَيْر بن الْأسود الْعَنسِي سے روایت لی ہے یعنی بخاری کے نزدیک ان اصحاب رسول سے سماع ہے لیکن نور نکلنے والی روایت میں اصحاب رسول کا نام نہیں لیا گیا لہذا یہ بات مشکوک ہے

انجیل یوحنا کے مطابق عیسیٰ ایک نور تھا، جو مجسم ہوا باب اول آیات ایک تا ۱۴ میں یہ عقیدہ بیان ہوا ہے مسلمان اس ڈور میں پیچھے کیوں رہتے، انہوں نے بھی بیان کیا کہ رسول اللہ جب پیدا ہوئے تو نور نکلا جس سے شام کے محلات (جن کو بصری کہا جاتا تھا) روشن ہو گئے کیونکہ شام میں اس وقت قیصر نصرانی کی حکومت تھی گویا ہمارا نبی دنیا میں آیا تو اس کا نور عیسیٰ سے بڑھ کر تھا

اس طرح کی بہت سی اور روایات ہیں جو صرف نصرانیوں سے مقابلے پر بنائی گئی ہیں

شام کے محلات روشن ہوئے پر روایات مسند احمد میں ہیں جن کو بہت ذوق و شوق سے تمام فرقوں کے لوگ بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ عصر حاضر کے علماء میں البانی (صحیح لغیرہ – "الصحیحۃ" (1546 و 1925)) اور شعیب الأرنؤوط – عادل مرشد بھی مسند احمد پر تعلیق میں اس کو صحیح لغیرہ کہتے ہیں

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنِّي عِنْدَ اللهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِ ذَلِكَ، دَعْوَةِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةِ عِيسَى قَوْمَهُ، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ، وَكَذَلِكَ تَرَى أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ

الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں اس وقت سے خاتم النبین ہوں جب آدم مٹی میں خمیر تھے اور میں تم کو اس کی تاویل بتاؤں گا- میں ابراہیم کی دعا ہوں، عیسیٰ کی بشارت ہوں اور وہ ہوں جو میری ماں نے جنتے وقت دیکھا تھا ان میں سے نور نکلا جس سے شام کے محل روشن ہوئے اور ایسا ہی امہات المومنین بھی کہتیں تھیں

سند میں سعید بن سوید شام حمص کا ہے میزان الاعتدال از الذھبی کے مطابق

امام البخاری: لا یتابع فی حدیثہ - امام بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی

البزار المتوفی ۲۹۲ھ بھی اس کو مسند میں بیان کرتے ہیں کہتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ لا نَعْلَمُهُ يُرْوَى عَن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم بِإِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ عَنْهُ بِأَحْسَنَ مِنْ هَذَا الإِسْنَادِ وَسَعِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ

یہ حدیث ہم نہیں جانتے کہ اس کو اس سے اچھی متصل اسناد سے رسول اللہ سے کسی نے روایت کیا ہو سوائے اس سند کے اور سعید بن سوید شام کا ایک آدمی ہے جس میں برائی نہیں ہے- یعنی امام بخاری اور البزار کا اس راوی پر اختلاف تھا ایک اس میں کوئی برائی نہیں جانتا تھا اور دوسرا اس کی روایات کو منفرد کہتا تھا- صحیح ابن حبان میں ابن حبان نے اسی سند سے اس روایت کو علامت نبوت میں شمار کیا ہے اور اسی سند کو تلخیص مستدرک میں امام الذھبی نے صحیح کہا ہے

راقم کہتا ہے روایت چاہے سعید بن سوید کی سند سے ہو یا کسی اور کی سند سے اس میں شامیوں کا تفرد ہے اور ان شامیوں کو اپنے پروسٹی اہل کتاب پر ثابت کرنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے اور یہ شامیوں کا غلو ہے

خصائص الکبری میں پیدائش کی روایت تفصیل سے ہے نعوذ باللہ جس کے مطابق اپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنی ماں سے باہر نکلے بیان کیا گیا ہے

اسی میں ہے کہ

وأبصرت تِلْكَ السَّاعَة مَشَارِق الأَرْض وَمَغَارِبهَا وَرَأَيْت ثَلَاثَة أَعْلَام مضروبات علما فِي الْمشرق وعلما فِي الْمغرب وعلما على ظهر الْكَعْبَة فأخذني الْمَخَاض فَولدت مُحَمَّدًا صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَلَمَّا خرج من بَطْني نظرت إِلَيْهِ فَإِذا أَنا بِهِ سَاجِدا

آمنہ نے کہا میں نے مشرق و مغرب میں دیکھا اور تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک کعبہ پر اور محمد باہر آیا تو سجدے میں تھا

یہ طویل روایت ابو نعیم اصبہانی نے دلائل النبوہ میں دی ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ ثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

اس کی سند میں إبو بکر بن عبد اللہ بن إبي مريم الغسانی الشامی ہے جو سخت ضعیف ہے

. قال ابن حبان: ہو ردیء الحفظ، وہو عندی ساقط الاحتجاج بہ إذا انفرد

ابن حبان نے کہا ردی حافظہ کا مالک تھا اور میرے نزدیک اس کی منفرد روایت ساقط دلیل ہے

اس طرح شامیوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطن آمنہ میں سے نور نکلنے والے روایت – محراب و منبر پر بیان کی جاتیں ہیں

اس نور کی منظر کشی عصر حاضر میں ایرانی فلموں میں کی گئی – شامی راویوں کی اس روایت کو اہل تشیع نے قبول کر لیا- شیعوں کی کتاب الخصال از إبي جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی المتوفی 381 ہجری کے مطابق

حدثنا أبوأحمد محمد بن جعفر البندار الفقيه بأخسيكث (2) قال : حدثنا أبوالعباس محمد بن جمهور (3) الحمادي قال : حدثني أبوعلي صالح بن محمد البغدادي ببخار ا قال : حدثنا سعيد بن سليمان ، ومحمد بن بكار ، وإسماعيل بن إبراهيم قال (4) : حدثنا الفرج بن فضالة ، عن لقمان بن عامر ، عن أبي امامة قال : قلت : يا رسول الله ما كان بدء أمرك ، قال : دعوة أبي إبراهيم ، وبشرى عيسى بن مريم ، ورأت أمي أنه خرج منها شئ أضاءت منه قصور الشام

الفرج بن فضالۃ الحمصی الشامی نے روایت کیا لقمان بن عامر سے اس نے ابی امامہ سے کہ میں نے رسول اللہ سے پوچھا اپ کا امر نبی کیسے شروع ہوا؟ فرمایا میں اپنے باپ ابراھیم کی دعا ہوں اور

عیسیٰ ابن مریم کی بشارت ہوں اور میری امی نے دیکھا کہ ان میں سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے

اس کی سند میں الفرج بن فضالة الحمصی الشامی اہل سنت میں سخت ضعیف ہے اور اہل تشیع کی کتب رجال میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملا

رسول اللہ کی پیدائش پر ان کے ساتھ ان کی ماں کے بطن سے ایک عظیم نور نکلا اس روایت کے مختلف طرق ہیں سب میں شامیوں کا تفرد ہے

بہر حال یہ روایات قبول کی گئیں – عقائد کا حصہ بن گئیں اور بریلوی اور دیوبند مکتبہ فکر کے مشترکہ پیشوا امام ربانی مجدد الف ثانی کہہ گئے ہیں

زمین و آسمان کو انہی (نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم) کی طفیل پیدا فرمایا ہے کما وردہ ،جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد و انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالی کے نور سے پیدا ہوے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ (میں اللہ تعالی کے نور سے پیدا ہوا ہوں) اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی
ترجمہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی صفحہ ۲۶۶

مصطفیٰ کا سایہ نہ بننا

صوفیاء میں یہ بات پھیل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر کم نور تھے ۔بر صغیر میں احمد رضا خان سر خیل فرقہ بریلویہ کے ترجمہ قرآن بنام کنز الایمان میں سورہ کہف کی آیت نمبر 110 کا ترجمہ کیا گیا ہے

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا

تو فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے (۱۱۰)

جبکہ صحیح ترجمہ ہو گا:

کہو بے شک میں تمہارا جیسا بشر ہوں ، مجھ پر الوحی آتی ہے کہ تمہارا الہ ایک ہی الہ ہے- تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی ایک کو بھی شریک نہ کرے

الفاظ ظاہر صورت بشری قرآن میں اضافہ ہے- صحیح مسلم کتاب فضایل صحابہ- باب فضائل علی بن ابی طالب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگوں سن رکھو میں ایک بشر ہوں- قریب ہے کہ مجھے رب کا فرشتہ آ لے پس میں اسکو قبول کر لوں

.بریلویوں کا مدعا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام بشر نہیں ہیں –اس میں کوئی دو رائے نہیں لیکن.بریلوی فرقوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ کو بشر نہیں مانا جائے گا جبکہ قرآن کا حکم ہے کہ بشر مانا جائے- پھر قرآن نے دیگر انبیاء کی قوموں کا ذکر کیا کہ انہوں نے انکار کیا کہ ان پر کوئی بشر رسول بن کر آیا ہے –اس سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ تمام انبیاء خاص ہیں ؟ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معشر انبیاء سے ہی الگ کیوں کیا جائے

سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 32 کا یہ حصہ ملاحظہ فرمائیں

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اے نبی کی ازواج - تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو

کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ازواج النبی بھی نوری تھیں ؟ ظاہر ہے ایسا نہیں ہے- قرآن میں جا بجا ہے کہ مومن کو ظلمات سے نور کی طرف لایا جاتا ہے- یہ نور صرف اور صرف نور ہدایت ہے- اللہ کو نور کہنا گمراہی ہے - سورہ الانعام کی پہلی آیت ہے کہ نور اور ظلمات کو خلق کیا

اور سورہ النور میں ہے کہ اللہ زمین وآسمانوں کا نور ہے اس نور کی مثال ہے... پھر ایک تفصیل ہے کہ یہ نور زیتون کے پاک تیل سے جل رہا ہے جو تیل نہ شرقی ہے نہ غربی پھر کہا یہ نور ان گھروں میں موجود ہے جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اسطرح مثال سے سمجھایا گیا کہ اللہ کا نور اس آیت میں نور ہدایت ہے

قرآن میں ہے وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا زمین تمھارے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی- یہاں پر نور کو اللہ سے نسبت دی گئی ہے جس طرح آیات نفخت فيه میں روحی میں روح کی نسبت اللہ کی طرف ہے-

قرآن، سورۃ المائدہ آیت 15 میں ہے

قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی میں شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الالوسی (المتوفى: 1270ھ-) لکھتے ہیں

قَدْ جاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ عظيم وهو نور الأنوار والنبي المختار صلّى الله عليه وسلّم، وإلى هذا ذهب قتادة، واختاره الزجاج

اس نور عظیم ہے جو نور الانوار ہے اور نبی مختار صلّی الله علیه وسلّم ہیں اور یہ مذھب ہے قتادہ کا اور اس کو زجاج نے لیا ہے

راقم کہتا ہے نور اور کتاب مبین میں واو عطف ہے یہ تفسیر ہے کہ کتاب اللہ کو نور کہا گیا ہے اور نور چراغ سے نکلتا ہے – لہذا رسول اللہ کو سراج یا چراغ کہا گیا ہے - جب جواب نہیں بن پڑتا تو نور و بشر کی بحث کو سایہ رسول کی بحث میں بدل دیا جاتا ہے

اس دنیا کی جو بھی شی نظر اتی ہے اس کے پیچھے روشنی کا انعکاس کارفرما ہے - روشی ٹھوس جسم پر پڑتی ہے اور پلٹ کر دیکھنے والے کی نگاہ تک جاتی ہے - جب ایسا ہو تو اس جسم کا سایہ بننا لازمی ہے لہذا اس سے کوئی بھی ٹھوس جسم نہیں بچا البتہ مادہ کی دوسری حالت گیس کا سایہ نظر نہیں آتا جیسے ہوا کا سایہ نظر نہیں اتا کیونکہ اس میں ایٹم دور ہیں اور روشنی گزر جاتی ہے

صحیح ابن خزیمہ کی صحیح سند سے روایت ہے

نا بَحْرَ بْنُ نَصْرِ بْنِ سَابَقِ الْخَوْلَانِيّ، نا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ فِي الصَّلَاةِ مَدَّ يَدَهُ، ثُمَّ أَخَّرَهَا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صَنَعْتَ فِي صَلَاتِكَ هَذِهِ مَا لَمْ تَصْنَعْ فِي صَلَاةٍ قَبْلَهَا قَالَ: «إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ قَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ، وَرَأَيْتُ فِيهَا. . . . قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ، حَبُّهَا كَالدُّبَّاءِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْهَا، فَأُوحِيَ إِلَيْهَا أَنِ اسْتَأْخِرِي، فَاسْتَأْخَرَتْ، ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ، بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ حَتَّى رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ، فَأَوْمَأْتُ إِلَيْكُمْ أَنِ اسْتَأْخِرُوا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَقِرَّهُمْ، فَإِنَّكَ

أَسْلَمْتَ وَأَسْلَمُوا، وَهَاجَرْتَ وَهَاجَرُوا، وَجَاهَدْتَ وَجَاهَدُوا، فَلَمْ أَرَ لِي عَلَيْكُمْ فَضْلًا إِلَّا بِالنُّبُوَّةِ»

انس رضی الله عنہ سے روایت ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے صبح کی نماز پڑھی پھر نماز کے دوران انہوں نے ہاتھ کو آگے کیا پھر پیچھے پس ہم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ آپ نے نماز میں کیا کیا جو اس سے پہلے نہیں کیا – فرمایا میں نے جنت دیکھی اور اس میں لٹکتے پھل دیکھے ... پس ارادہ کیا کہ اس کو لوں تو وحی کی گئی کہ چھوڑ کروں لہذا چھوڑ دیا پھر جہنم پیش کی گئی یہاں تک (روشنی میں) میں نے اپنآ سایہ اور تمہارے سائے تک دیکھے

الذھبی نے اسکو صحیح کہا ہے -روایت دلیل ہے کہ رسول اللہ کا سایہ تھا- صحیح مسلم کی روایت ہے کہ نور سے فرشتوں کو تخلیق کیا گیا اور صحیح بخاری میں فرشتوں کے سایہ کا ذکر ہے

عن جَابِرَ بْنَ عَبْد اللَّه، قَالَ: لَمَّا قُتل أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي، وَأَكْشفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهه، فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ يَنْهَوْنِي وَالنَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ، وَقَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: " لاَ تَبْكِيه - أَوْ: مَا تَبْكِيه - مَا زَالَت المَلاَئكَةُ تُظلُّهُ بِأَجْنحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ "[صحيح البخاري 5/ 102 رقم 4080]-

جابر بن عبد الله رضی الله عنہ کہتے ہیں میرے والد کا قتل شہادت ہوئی میں رونے لگا اور ان کے چہرے پر سے کپڑا ہٹاتا پس اصحاب رسول نے منع کیا لیکن رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے منع نہ کیا اور کہا مت رو فرشتوں نے ان پراپنے پروں سایہ کرنا نہ چھوڑا یہاں تک کہ بلند ہوئے

یعنی ان کی روح کی پرواز تک فرشتے ان پر پروں سے سایہ کیے رہے- **بعض علماء نے غلو کا عقیدہ اختیار کیا مثلا زرقانی (المتوفی 1122) نے کہا**

روى ابن المبارك وابن الجوزي، عن ابن عباس: لم يكن للنبي -صلى الله عليه وسلم- ظل، ولم يقم مع الشمس قط إلا غلب ضوؤه ضوء الشمس، ولم يقم مع سراج قط إلا غلب ضوء السراج[شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية 5/ 525]۔

ابن مبارک اور ابن جوزی نے روایت کیا ہے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور نبی مبارک سورج کے ساتھ کبھی کھڑے نہ ہوئے الا یہ کہ نبی کی روشنی سورج سے بڑھ کر ہوتی یا چراغ کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے کہ نبی کی روشی چراغ سے بڑھ کر ہوتی

الزرقانی (المتوفی 1122) نے نقل کیا

وقال ابن سبع: كان -صلى الله عليه وسلم- نوراً، فكان إذا مشى في الشمس أو القمر لا يظهر له ظل"؛ لأن النور لا ظلَّ له[شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية 5/ 525]۔

أبو ربيع سليمان ابن سبع نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے پس جب چلتے سورج یا چاند کی روشنی میں تو ان کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا

كتاب المواهب اللدنية بالمنح المحمدية از أحمد بن محمد بن أبى بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (المتوفى: 923هـ) کے مطابق

ولم يكن له- صلى الله عليه وسلم- ظل فى شمس ولا قمر رواه الترمذى الحكيم عن ذكوان

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سایہ مبارک نہ سورج کی دھوپ میں نظر آتا تھا نہ چاند میں اس کو حکیم الترمذی نے ذکوان سے روایت کیا ہے

حکیم الترمذی ایک صوفی تھا اس کی کتاب نوادر میں یہ قول نہیں ملا البتہ سیوطی نے الخصائص الکبری میں اس کی سند دی ہے

عبد الرحمن بن قيس الزعفراني عن عبد الملك بن عبد الله بن الوليد عن ذكوان ان رسول الله لم يكن يرى له ظل في شمس ولا قمر ولا أثر قضاء حاجة

اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن قیس زعفرانی ہے جو احادیث گھڑتا تھا

المواهب میں ایک اور قول بھی ہے

رواه البيهقى، ولم يقع له ظل على الأرض، ولا رؤى له ظل فى شمس ولا قمر. ويشهد له أنه- صلى الله عليه وسلم- لما سأل الله تعالى أن يجعل فى جميع أعضائه وجهاته «نورا، ختم بقوله: «واجعلنى نورا

البیہقی نے روایت کیا ہے کہ ان کا سایہ زمین پر نہیں اتا نہ ان کا سایہ سورج میں دیکھا گیا نہ چاند میں اور اس کی شہادت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ سے دعا کرتے تو وہ مانگتے کہ ان کے تمام جسم میں نور ہو جائے اور کہتے اور مجھ میں نور کر دے

یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت کو سکھائی اور اس کو رات کی نماز میں پڑھا جاتا ہے آج تک یہ دعا کسی بھی مومن کی قبول نہیں ہوئی؟ ظاہر ہے یہ بلا دلیل ہے اور نور قلبی ایمان ہے۔ افسوس عقل سلیم سے عاری علماء اس قول کو بیان کر گئے ورنہ کیا رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر نہ کیا کسی صحابی نے اس قسم کا محیر العقول معجزہ نقل نہ کیا کہ رات روشن ہو گئی، دن میں بدل گئی۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اس لئے نہیں بننے دیا گیا کہ کہیں کسی بے ادب کا پیر سایہ مبارک پر نہ پڑھ جائے۔ اس قول کو نسفی نے تفسیر مدارک ج ۲ ص ۴۹۲ میں سورہ النور کی تفسیر میں نقل کیا ہے

وقال عثمان إن الله ما أوقع ظلم على الأرض لئلا يضع إنسان قدمه على ذلك الظل فلما لم يمكن أحداً من وضع القدم على ظلك

عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ اللہ عزوجل نے آپ کا سایہ زمین پر پڑنے نہیں دیا تاکہ اس پر کسی انسان کا قدم نہ پڑ جائے۔

لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین مکہ نے اوجڑی ڈالی، ان کے دانت پر سر پر ضرب لگائی۔ جسد مبارک ان کی دی گئی تکلیف کو بشری شان سے. برداشت کرتا رہا۔ نسفی کا عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب قول بلا سند ہے

ایک اور دلیل بھی پیش کی جاتی ہے

عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سألت خالی ھند بن ابی ھالۃ(ربیب النبی ﷺ) وکان وصافاً عن حلیۃ النبی ﷺ وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئاً اتعلق بہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخما مفخماً یتلا لوٗ وجھہٗ تلا لوٗ القمر لیلۃ البدر۔

(شمائل ترمذی، ص۲)

ترجمہ۔ حسن بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں (نبی ﷺ کے ربیب) ہند بنی ابی ہالہ سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین وصاف تھے، نبی حلیہ مبارکہ دریافت کیا، میرا دل چاہتا تھا کہ وہ حلیہ مقدسہ سے کچھ بیان کریں اور میں اس سے پوری طرح متعارف ہو جائوں، توانہوں نے فرمایا عظیم اور معظم تھے، آپ کا چہرۂ انور جیسا چمکتا اور روشنی دیتا تھا جیسے چودہویں رات میں چاند چمکتا ہے

دلائل النبوہ ابو نعیم میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: ثنا عَلِيّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّهْدِيُّ وَثنا أَبُو بَكْرِ الطَّلْحِيُّ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ الْمُزَنِيّ قَالَ: ثنا أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: ثنا جُمَيعُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعِجْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ بِمَكَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي هَالَةَ التَّمِيمِي [ص:628] عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ التَّمِيمِيّ وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ، وَأَنِّي أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

اس میں ایک مجہول شخص حسن بن علی سے روایت کر رہا ہے لہٰذا ضعیف روایت ہے

روایت بیان کی جاتی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حفصہ بنت رواحہ سے سوئی عاریتاً لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سی رہی تھی کہ اچانک وہ میرے ہاتھ سے گر گئی اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے

فتبينت الابرة من شعاع نور وجهه صلي الله عليه وآله وسلم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس سے نکلنے والے نُور کی وجہ سے مجھے اپنی گم شدہ سوئی مل گئی

سیوطی، الخصائص الکبریٰ، 1 : 107 ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 1 : 325

أخبرنا أبو حفص (2) عمر بن علي بن أحمد الفاضل النوقاني بها أنبأنا أبو محمد (3) الحسن بن أحمد السمرقندي أنبأنا الحسن الحافظ قراءة أنبأنا أبو إبراهيم بن إسماعيل بن عيسى بن عبد الله التاجر السمرقندي (4) بها أنبأنا أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد بن يحيى بن الفضل بن عبد الله الفارسي أنبأنا أبو الحسن بن علي بن الحسين الجرجاني الحافظ السمرقندي أنبأنا مسعدة بن بكر الفرغاني

بمرو وأنا سألته فأملي علي بعد جهد أنبأنا محمد بن أحمد بن أبي عون أنبأنا عمار بن الحسن أنبأنا سلمة بن الفضل بن عبد الله (5) عن محمد بن إسحاق بن يسار عن يزيد بن رومان وصالح بن كيسان عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت استعرت من حفصة بنت رواحة إبره كنت أخيط بها (6) ثوب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فسقطت مني الإبرة فطلبتها فلم أقدر عليها فدخل رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فتبينت الإبرة من شعاع نور وجهه فضحكت فقال يا حميراء لم ضحكت قلت كان كيت وكيت فنادى بأعلى صوته يا عائشة الويل ثم الويل ثلاثا لمن حرم النظر إلى هذا الوجه ما من مؤمن ولا كافر إلا ويشتهي أن ينظر إلى وجهي

سند میں عمّار بن الحَسَن بن بشير، أبو الحَسَن الهمداني الرازي. [الوفاة: 241 - 250 ھ] نے سَلَمَةَ بن الفضل الأبرش سے روایت کیا ہے – سلمہ پر جرح ہے

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: لا يُحْتَجّ بِهِ. – دلیل مت لینا

و قال الْبُخَارِيّ: عنده مناكير. اس کے پاس منکر روایات ہیں

وضعّفه النَّسَائيّ. نسائی نے ضعیف قرار دیا

وقال أبو زُرْعة: كَانَ أهل الرّيّ لا يرغبون فيه لسوء رأيه وَظُلْمٍ فيه. الرّيّ والے سلمہ ابرش کی طرف رغبت نہیں کرتے تھے

وقال ابن مَعِين: كَانَ يتشيّع، وكان معلّم كُتّاب. **یہ شیعہ کے عالم تھے**

وقال علي ابن المَدِينيّ: ما خرجنا مِن الرَّيّ حتى رَمَينا بحديث سَلَمَةَ الأبرش. ہم الرَّيّ سے **نکلے تو اس کی احادیث پھینک دیں**

بہر حال یہ عقیدہ پھیل گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ قرآن میں یہ عقیدہ بیان نہیں ہوا

مجدد الف ثانی مکتوبات میں لکھتے ہیں: ناچار اورا سایہ نبود۔ در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف ترست۔ وچوں لطیف تر ازوے در عالم نہ باشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔

بیشک حضور کا سایہ نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم شہادت میں ہر چیز سے اس کا سایہ لطیف ہوتا ہے اور حضور سے لطیف کائنات میں کوئی چیز نہیں تو پھر آپ کا سایہ کس صورت سے ہو سکتا ہے۔

مزید کہتے ہیں: ہر گاہ محمد رسول اللہ از لطافت ظل نہ بود خدائے محمد چگونہ ظل باشد۔

جب محمد رسول اللہ کے لئے لطیف ہونے کے سبب سایہ نہیں تو حضور کے خدا کے لئے کیسے سایہ ہو سکتا ہے۔

عبدالحق محدث دہلوی مدراج نبوۃ میں لکھتے ہیں :

نبود مرآں حضرت راسایہ نہ درآفتاب ونہ در قمر۔

حضور کا سایہ نہ سورج میں پڑتا تھا نہ چاند کی چاندنی میں۔

مزید لکھتے ہیں؛ چوں آں حضرت عین نور باشد نور راسایہ نباشد۔ حضور عین نور ہیں اور نور کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔

رشید احمد گنگوہی قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین کا ترجمہ لکھتے ہیں

تحقیق آئے ہیں تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور کتاب مبین" نور سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔۔۔ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے اور یہ واضح ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔۔۔ (امداد السلوک ص 156)

رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں "شیخ عبد الحق (محدث دہلوی) رحمتہ اللہ نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص 373)

ثناء اللہ امر تسری پیشوائے غیر مقلدین قد جاء کم۔۔۔ الخ آیت مقدسہ کا ترجمہ یوں کیا

"تمہارے پاس اللہ کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب قرآن شریف آئی" (تفسیر ثنائی جلد اول ص 362)

مزید لکھا

''ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا، خدا تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے نور ہیں''
(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص 93)

مولوی وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا، پھر پانی، پھر پانی کے اوپر عرش کو پیدا کیا، پھر ہوا، پھر قلم اور دوات اور لوح پھر عقل کو پیدا کیا، پس نور محمدی آسمانوں اور زمین اور ان میں پائی جانے والی مخلوق کے لئے مادہ اولیہ ہے'' نیز حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ قلم اور عقل کی اولیت اضافی ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص 56)

افسوس المشبہ اس کے بر خلاف اللہ کو ایک نور قرار دیتے ہیں۔ ابن باز سے ''نور الدائم'' نام رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا۔

نور الدائم'' سے مراد اگر اللہ ہے؛ کیونکہ ہمیشہ صرف اللہ ہی ہے، تو ایسا نام تبدیل کر دینا چاہیے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ اس سے وہ نور مراد ہے جو اللہ کی صفت ہے؛ کیونکہ نور کی دو قسمیں ہیں وہ نور جو اللہ تعالی کی صفت ہے، تو یہ صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ نور سے مراد روشنیاں ہیں جو مخلوق ہیں جیسے سورج، چاند وغیرہ یہ روشنی (کے ذرائع) مخلوق ہیں۔اور

اسلام کا نور بھی مخلوق نور میں شامل ہے۔ چنانچہ اسے چاہیے کہ ایسا نام تبدیل کر دے تا کہ (اللہ کی صفت کا) وہم نہ ہو" انتہی

راقم کہتا ہے ایسا نام جو اللہ نے نہ رکھا ہو اس کو اللہ کا نام کہنا الحاد ہے - **راقم کہتا ہے یہ اقوال بلا دلیل ہیں۔ مخلوق میں سایہ ہونا خوبی ہے اللہ اس کو اپنی الوہیت کی نشانی کہتا ہے اور سورج اس پر دلیل ہے**

سورہ الرعد میں ہے

لِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ١٥

اور (سات) آسمانوں اور زمین میں جو ہیں مرضی اور بغیر مرضی سے اللہ تعالی کے آگے سجدہ کرتی ہیں اور ان کے سائے بھی صبح و شام سجدہ کرتے ہیں۔

سورہ النحل میں ہے

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ٤٨

کیا انہوں نے جو اللہ نے خلق کیا ان میں کسی کو نہیں دیکھا کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں گرتے ہیں اللہ کے لئے سجدے میں اور وہ کم تر کیے گئے ہیں

اللہ سایہ ہونے کو مخلوق کی شان کہتا ہے لیکن ان غلو پسندوں نے دعوی کیا ہے کہ یہ رسول اللہ میں نہیں تھا جو ان کا کھلا کذب وافتراء ہے جس کی کوئی دلیل نہیں اور مخلوق کو خالق سے ملانے کی کوشش ہے۔

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ

قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا

اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيۡتُهَا يُضِىۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ (35)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ ہو، چراغ شیشے کی قندیل میں ہے، قندیل گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارا ہے زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے، اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کے ابتدائی حصے کو لے کر اور اس کے آگے کے متن کو صرف نظر کر کے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نور ہے - نور اس کی صفت ہے -

آیت میں اللہ تعالی کو نور، نور ہدایت کے معنوں میں کہا گیا ہے نہ کہ ان معنوں میں کہ وہ نور ہے — اگر اللہ نور ہے تو النور اللہ کا نام بن جائے گا یہ بات مسئلہ الصفات میں بالکل واضح قبول کی جاتی ہے — اللہ تعالی کے نام ننانوے ہیں جس کی خبر حدیث میں ہے اور یہ قرآن و حدیث سے لئے جاتے ہیں — ان میں النور کو اللہ کا نام نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اللہ تعالی نے خبر دی کہ نور اس کی مخلوق ہے- سورہ الانعام میں ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ۖ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (1)

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا، پھر بھی یہ کافراوروں کو اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہراتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نور تو اللہ تعالی کی مخلوق ہے اسی کو ہم دیکھ رہے ہیں - آگ جلتی ہے تو نور نکلتا ہے — نور سورج سے چاند سے نکلتا ہے لہٰذا اس کی کیفیت معلوم ہے، مجہول نہیں ہے — سورہ نور کی آیت میں سمجھا کر بتایا گیا ہے کہ اللہ کا نور ایسا ہے جیسا زیتون کا خالص تیل ہو جو جب بطور ایندھن جلتا ہے تو اس میں سے (رات) میں

کرنیں پھوٹتی ہیں تو ماحول منور ہو جاتا ہے، اسی طرح کفر کے ظلمات میں ایمان کا نور جگمگاتا ہے اور اللہ کا رسول سرجا منیرا ہے یعنی ایک چمکتا چراغ۔

آیت میں اللہ نے اپنے نور کی مثال خالص زیتون کے جلتے تیل سے دی ہے- یہ مثال اللہ کی ذات کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس نے خود فرما دیا

لیس کمثله شی

اس کی مثال کوئی چیز نہیں

لہٰذا زیتون کا جلتا تیل اللہ تعالی کے نور ذات کو بیان نہیں کر رہا اس کے نور ہدایت کو بیان کر رہا ہے- اس کو اردو اور عربی میں تشبیہ دینا کہا جاتا ہے-

اللہ مسلسل ہدایت دے رہا ہے اور اسی کو نور کہا گیا ہے کہ مومن کو ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے- اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں ان کو اسماء الحسنی کہا جاتا ہے اور یہی حدیث میں ہے- اور قرآن میں بھی اسماء الحسنی سے مانگنے کا ذکر ہے- لہٰذا اسماء الحسنی ننانوے سے اوپر نہیں ہیں- جو بھی اللہ کا نام ہے وہ اللہ کے لئے خاص ہے اور کسی اور کا نہیں ہو سکتا- البانی کا کہنا ہے کہ اس پر کوئی صحیح حدیث نہیں کہ النور اللہ کا اسم ہو [9]-

---

9

لا أعلم أن (النور) من أسماء الله عز وجل في حديث صحيح[10]

میں نہیں جانتا کہ کسی صحیح حدیث میں النور کو اللہ تعالی کا اسماء الحسنی میں ذکر کیا گیا ہو

صحیح مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد میں ہے

حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ

النور اس کا حجاب ہے اگر وہ اس النور کو اٹھا دے تو اس کے وَجْهِهِ کا (جمال یا جلال و عظمت[11] اس سب کو جلا دیں گی جہاں تک اللہ تعالی کی نگاہ جائے

ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں لکھا اور اس کو بلا جزم کہا

فالنور وإن كان اسماً لله، فقد يقع اسم النور على بعض المخلوقين، فليس معنى النور الذي هو اسم لله في المعنى مثل النور الذي هو خلق الله

اور النور اگر اللہ کا نام ہو تو پھر اس اسم نور کا اطلاق مخلوق پر بھی کیا گیا ہے لہذا نور کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ اللہ کا وہ اسم ہے جو ان معنوں میں ہے کہ وہ مخلوق جیسا ہو گا

[10] https://www.youtube.com/watch?v=IPlrzAU1_90&feature=youtu.be

[11]

مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار از جمال الدين، محمد طاهر بن علي الصديقي الهندي الفَتَّنِي الكجراتي (المتوفى: 986هـ) کے مطابق سبحات" وجهه، هي جلاله وعظمته، وأصلها جمع سبحة

: كتاب العين از الخليل بن أحمد بن عمرو بن تميم الفراهيدي البصري (المتوفى: 170هـ) نے اس کی شرح ہے کہ

وقال سعد بن مسمع: ذا سُبْحَةٍ لو كان حلو المعجم أي: ذا جمال. وهذا من سُبُحات الوجه، وهو محاسنه

سعد بن مسمع نے کہا ... یعنی جمال اور یہ سُبَحات الوجہ ہے یعنی محاسن

الأسماء والصفات للبيهقي از البيهقي (المتوفى: 458هـ) میں ہے

یعنی تمام مخلوق بھسم ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ النور نام نہیں کیونکہ یہ حجاب عظمت کا نام ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نور اللہ کا حجاب ہے تو ظاہر ہے اللہ کا نور اور اس کا حجاب ایک نہیں ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک اور حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ»

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ رسول اللہ نے فرمایا میں نے ایک نور دیکھا

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ , أنا أَبُو الْحَسَنِ الْكَارِزِيُّ , أنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ , عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: يُقَالُ فِي السُّبْحَةِ: إِنَّهَا جَلَالُ وَجْهِ اللَّهِ , وَمِنْهَا قِيلَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّمَا هُوَ تَعْظِيمٌ لَهُ وَتَنْزِيهٌ

الأسماء والصفات للبيهقي میں ہے
إِنَّ سُبُحَاتِ مِنَ التَّسْبِيحِ الَّذِي هُوَ التَّعْظِيمُ
بے شک یہ سُبُحَاتِ اس تسبیح میں سے ہے جو اس کی تعظیم ہے

سمجھا جا سکتا ہے کہ صرف حجاب کو دیکھا البتہ اس روایت کی دو سندیں ہیں ایک میں عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِي ضعیف الحدیث ہے۔ ابن عدی الکامل میں روایت پیش کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا مُحمد بْنُ الْمنْهَال، حَدَّثَنا عُمَر بن حبيب، حَدَّثَنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ حُمَيد بْنِ هلال عَنْ عَبد اللَّه بْنِ الصَّامت، عَن أَبِي ذَرٍّ، قالَ: قُلتُ يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ كَيْفَ أَرَاهُ، وَهو نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ.

وَهَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ خَالِدٍ الحذاء غير محفوظ.

کہتے ہیں یہ روایت عمر بن حبیب کی سند سے غیر محفوظ ہے۔اس روایت کے دوسرے طرق میں يزِيد بن إِبْرَاهِيم التسترِي ہے اور اس طرق سے امام مسلم نے صحیح میں اس کو نقل کیا ہے۔کتاب ذخیرۃ الحفاظ از ابن القیسرانی (المتوفی: 507ھ-) کے مطابق

حَدِيث: نور أنى أرَاهُ. رَوَاهُ يزِيد بن إِبْرَاهِيم التسترِي: عَن قَتَادَة، عَن عبد الله بن شَقِيق قَالَ: قلت لأبي ذَر: لَو رَأَيْت رَسُول الله لسألته، قَالَ لي: عَمَّا كنت تسأله؟ قَالَ: كنت أسأله: هَل رأى ربه عز وَجل؟ فَقَالَ: قد سَأَلته، فَقَالَ: نور أريه مرَّتَيْنِ أَو ثَلَاثًا. وَهَذَا لم يروه عَن قَتَادَة غير يزِيد هَذَا، وَلَا عَن يزِيد غير مُعْتَمر بن سُلَيْمَان، وَكِلَاهُمَا ثقتان، وَحكي عَن يحيى بن معِين أَنه قَالَ: يزِيد فِي قَتَادَة لَيْسَ بذلك وَأنكر عَلَيْهِ رِوَايَته: عَن قَتَادَة عَن أنس.

حديث میں نے نور دیکھا اس کو يزِيد بن إِبْرَاهِيم التسترِي نے قتادہ سے انہوں نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا ہے کہا ہے میں نے ابو ذر سے پوچھا کہ اگر رسول اللہ کو دیکھتا تو پوچھتا ؟ انہوں نے کہا کیا پوچھتے ؟ میں نے کہا پوچھتا کہ کیا انہوں نے اپنے رب کو دیکھا ؟ ابو ذر نے کہا میں نے پوچھا تھا پس کہا میں نے دو یا تین بار نور دیکھا اور اس کو روایت نہیں کیا قتادہ سے مگر یزید نے اور یزید سے کسی نے روایت نہیں کیا سوائے معتمر بن سلیمان کے اور یہ دونوں ثقہ ہیں اور یحیی بن معین سے حکایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا یزید قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا اچھا نہیں ہے اور اس کی روایات کا انکار کیا جو قتادہ عن انس سے ہوں

ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق میں الذہبی کہتے ہیں قال القطان ليس بذاك

تاریخ الاسلام میں الذھبی کہتے ہیں وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: هُوَ فِي قَتَادَةَ لَيْسَ بِذَاكَ ابن معین کہتے ہیں قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا (اچھا) نہیں ہے

میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں الذھبی اس نور والی روایت کا یزید بن إبراہیم کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں اس کا اور معتمر کا تفرد ہے

محمد بن وزير الواسطي، حدثنا معتمر بن سليمان، عن يزيد بن إبراهيم، عن قتادة، عن عبد الله بن شقيق، قال: قلت لأبي ذر: لو رأيت النبي صلى الله عليه وسلم لسألته: هل رأى ربه؟ فقال: قد سألته فقال لي: نور إني أراه مرتين أو ثلاثا تفرد به عن قتادة وما رواه عنه سوى معتمر

صحیح مسلم کی جیسی سند سے اس روایت کی تخریج ابن خزیمہ نے اپنی کتاب التوحید میں بھی کی ہے وہاں اس کو ذکر کیا

حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ، قَالَ: عَمَّا كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ، قَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي الْقَلْبِ مِنْ صِحَّةِ سَنَدِ هَذَا الْخَبَرِ شَيْءٌ، لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْآثَارِ فَطِنَ لِعِلَّةٍ فِي إِسْنَادِ هَذَا الْخَبَرِ، فَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَقِيقٍ، كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُثْبِتُ أَبَا ذَرٍّ، وَلَا يَعْرِفُهُ بِعَيْنِهِ وَاسْمِهِ وَنَسَبِهِ لِأَنَّ أَبَا مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى ثَنَا قَالَ: ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى غَرَائِرَ سُودٍ، يَقُولُ: «لِيَبْشَرْ أَصْحَابُ الْكُنُوزِ بِكَرَّةٍ فِي الْحَيَاةِ وَالْمَوْتِ» فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ، صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ يَذْكُرُ بَعْدَ مَوْتِ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَقُولُ هَذِهِ الْمَقَالَةَ، وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى غَرَائِرَ سُودٍ، خُبِّرَ أَنَّهُ أَبُو ذَرٍّ، كَأَنَّهُ لَا يُثْبِتُهُ وَلَا يَعْلَمُ أَنَّهُ أَبُو ذَرٍّ - وَقَوْلُهُ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» ، يَحْتَمِلُ مَعْنَيَيْنِ: أَحَدُهُمَا نَفْيٌ، أَيْ: كَيْفَ أَرَاهُ، وَهُوَ نُورٌ، وَالْمَعْنَى الثَّانِي أَيْ: كَيْفَ رَأَيْتَهُ، وَأَيْنَ رَأَيْتَهُ، وَهُوَ نُورٌ، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ إِدْرَاكَ مَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ، كَمَا قَالَ عِكْرِمَةُ: «إِنَّ اللَّهَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ لَا يُدْرِكُهُ شَيْءٌ» وَالدَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ هَذَا التَّأْوِيلِ الثَّانِي: أَنَّ إِمَامَ أَهْلِ زَمَانِهِ فِي الْعِلْمِ وَالْأَخْبَارِ: مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ ثَنَا بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ،: قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ،.... فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «رَأَيْتُ نُورًا»

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى، وَقَالَ: «نُورًا أَنَّى أَرَاهُ»

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، أَيْضًا، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ.... «نُورًا أَنَّى أَرَاهُ

كَذَا قَالَ لَنَا بُنْدَارٌ» أَنَّى أَرَاهُ "، لَا كَمَا قَالَ أَبُو مُوسَى، فَإِنَّ أَبَا مُوسَى قَالَ: «أَنَّى أَرَاهُ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ نے کہا ایک شخص نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو ان سے سوال کرتا۔ ابو ذر نے پوچھا کیا سوال کرتے ؟ کہا میں سوال کرتا کہ کیا انہوں نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ ابو ذر نے کہا میں نے یہ سوال کیا تھا تو انہوں نے کہا نور میں نے دیکھا (نور، میں کیسے دیکھتا) - اِبو بکر محمد بن إسحاق بن خزيمة (المتوفى: 311ھ) نے کہا دل میں اس سند کی صحت پر کوئی چیز (کھٹکتی) ہے۔ اہل اثار یا محدثین علماء میں سے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں کسی کو نہ دیکھا جو اس خبر کی سند کی علت پر جانتے ہوں کیونکہ عبد اللہ بن شقیق کی روایت ابو ذر سے مضبوط نہیں ہے اور نہ یہ آنکھ سے دیکھا گیا ہے نہ نام و نسب سے جانا جاتا ہے۔ کیونکہ أَبُو مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى ثَنَا قَالَ: ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا کہ میں مدینہ پہنچا تو ایک شخص کالے خیمہ میں کھڑا کہہ رہا تھا خزانوں کے اصحاب کو بشارت دو کہ زندگی کی صبح ہے اور موت ہے۔۔پس (لوگوں نے) کہا یہ ابو ذر

ہیں صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ابن خزیمہ نے کہا پس عبد اللہ بن شقیق نے ابو ذر کی موت کے بعد کا ذکر کیا کہ اس نے ایک شخص کو کالے خیمہ میں کچھ کہتے سنا ، خبر دی یہ ابو ذر تھے ، گویا یہ اس کو بات ثابت نہیں کہتے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ابو ذر کون ہیں- پھر اس کا یہ قول بھی ذو معنی ہے ایک میں نفی ہے یعنی اس کو کیسے دیکھتا وہ نور ہے اور دوسرا معنی ہے اس کو کیسے کہاں دیکھ پاتا وہ نور ہے - ....

دوم : امام اہل زمانہ علم واخبار امام بندار نے اس حدیث پر کہا

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ نے روایت کیا ہے .... میں نے نور دیکھا

اور يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ نے أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنَ الْمُثَنَّى کی طرح روایت کیا ہے..... میں نے نور دیکھا

اور عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نے روایت کیا ہے ..... نور ہے میں کیسے دیکھتا

اسی طرح بندار نے کہا اور وہ نہیں کہا جو أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنَ الْمُثَنَّى نے روایت کیا ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَبَهْزٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ بَهْزٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ. قَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ قُلْتُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ فَقَالَ: قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» يَعْنِي عَلَى طَرِيقِ الْإِيجَابِ. (حم)

21392

فرمایا نور ہے، کیسے دیکھتا ! یعنی قبول و ایجاب کے انداز میں کہا

اس روایت کا متن مضطرب تو ہے ہی عبد اللہ بن شقیق کا ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملنا بھی مشکوک ہے کیونکہ یہ دور عمر رضی اللہ عنہ کا وقوعہ بیان کیا گیا ہے۔

مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى غَرَايِرَ سُودٍ يَقُولُ: " أَلَا أُبَشِّرُ أَصْحَابَ الْكُنُوزِ بِكَيٍّ فِي الْجِبَاهِ وَالْجُنُوبِ، فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَبدِاللَّهِ بنِ شَقِیق نے کہا میں مدینہ پہنچا تو ایک شخص کالے خیمہ میں کھڑا کہہ رہا تھا خبر دار میں خزانوں کے اصحاب کو بشارت نہ دوں وہ اپنے آگے اور پہلو پر روئیں گے ۔پس (لوگوں نے) کہا یہ ابوذر ہیں صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

سنن الکبری البیہقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُؤَمَّلِ، ثنا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ, ثنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أنبأ يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَجُلٌ طَوِيلٌ أَسْوَدُ, فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ عَلَى أَيِّ حَالٍ هُوَ الْيَوْمَ, قَالَ: قُلْتُ: أَصَائِمٌ أَنْتَ؟ قَالَ: " نَعَمْ " وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ الْإِذْنَ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَدَخَلُوا فَأُتِينَا بِقِصَاعٍ فَأَكَلَ فَحَرَّكْتُهُ أُذَكِّرُهُ بِيَدِي فَقَالَ: " إِنِّي لَمْ أَنْسَ مَا قُلْتُ لَكَ أَخْبَرْتُكَ أَنِّي صَائِمٌ إِنِّي أَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَأَنَا أَبَدًا صَائِمٌ "

عبد اللہ بن شقیق نے کہا میں مدینہ پہنچا وہاں ایک بہت لمبا آدمی دیکھا جو کالا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا ابو ذر میں نے اس سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ آج تم (ابو ذر) کس حال میں ہو۔ کہا میں نے پوچھا: کیا روزے سے ہو؟ ابو ذر نے جواب دیا: ہاں۔ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے (بلاوے کی) آواز کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر کھانا آیا اس کو کھایا... پھر کہا میں تم کو نہیں جانتا، میں نے تم کو جو کہا اس کی خبر دیتا ہوں۔ میں روزے سے تھا۔ میں ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھتا ہوں پس میں ہمیشہ روزے سے ہوں

طبقات الکبری از ابن سعد میں ہے

كُنَّا جُلُوسًا بِبَابِ عُمَرَ وَمَعَنَا أَبُو ذَرٍّ، فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ أَذِنَ عُمَرُ، فَأُتِيَ بِالْعَشَاءِ، فَأَكَلَ

ہم سب مل کر عمر کے گھر کے باب پر پہنچے اور ابو ذر ساتھ تھے ۔انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں پھر عمر نے ان کو اجازت دی تورات کا کھانا کھایا۔

اس کلام میں کس قدر اضطراب ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے دور میں اصحاب رسول فارغ البال تھے مدینہ میں غلاموں کی کثرت تھی اس دور میں ابو ذر کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا؟ یا للعجب

پھر جندب بن جنادۃ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن شقیق دور عمر میں مدینہ میں ملے تو ان کا سماع کثیر اصحاب رسول سے کیوں نہیں ہے؟ تاریخ الکبیر از امام بخاری میں ہے

قال عَبّاس بن الوَلِيد: حدَّثنا عَبد الأَعلى ، حدَّثنا الجُرَيرِيّ، عَنْ عَبد اللهِ بْنِ شَقِيق، قَالَ: جاورتُ أبا هُرَيرة سَنَةً.

عبد اللہ بن شقیق نے کہا میں نے ابو ہریرہ کے ساتھ ایک سال گزارا

جب عبد اللہ بن شقیق نے دور عمر پا لیا تو خود عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کی تعداد اتنی کم کیوں ہے جبکہ انہوں نے مدینہ میں ایک سال گزارا ہے جو کوئی کم مدت

نہیں ہے – عبد اللہ بن شقیق نے نہ تو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نہ علی رضی اللہ عنہ سے نہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے

محدثین میں بعض کی رائے عبد اللہ بن شقیق پر منفی ہے-

العقیلی نے عبد اللہ بن شقیق کا شمار الضعفاء میں کیا ہے اور خبر دی کہ

كَانَ التَّيْمِيُّ سَيِّءَ الرَّأْيِ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ

سُلَيْمَانُ بن طرخان التّیمیّ کی عبد اللہ بن شقیق پر بری رائے تھی

اس بحث سے معلوم ہوا کہ صحیح مسلم کی اس حدیث میں محدثین نے کلام کیا تھا اور اس روایت کے متن میں اضطراب ہے یہاں تک کہ عبد اللہ بن شقیق کی ابو ذر سے ملاقات ہوئی بھی یا نہیں اس پر بھی شک ہے

لہذا اول تو یہ روایت صحیح نہیں ہے پھر دوسری حدیث جس جو صحیح ہے اس میں حجاب کو نور کہا گیا ہے

اب اسماء الحسنی پر چند اشکال پیش کرتے ہیں

اشکال: کہا جاتا ہے کہ اگر ہم کہیں کہ نام صرف ننانوے ہیں یا اسماء الحسنی محدود ہیں جو ہمارے علم میں ہیں یا آپ کے علم میں ہیں تو اس سے صفات بھی محدود ہو جائیں گی اور ایسا ہونے سے خدا، خدا کیسے رہے گا؟

اس پر راقم کہتا ہے وہ تمام صفات جو کسی ذات کو معبود والہ ورب قرار دیتی ہوں وہ ان ننانوے ناموں میں سمٹ کر بیان ہو چکی ہیں –اس سے اللہ کی تعریف محدود نہیں ہوئی بلکہ ان ناموں کی شرح مزید کی جا سکتی ہے -صفت سے مراد لغوا تعریف ہے لیکن یہ اصلا فلسفہ کی اصطلاح ہے جس کی مراد ہے کہ وہ چیزیں جو کسی ذات یا جسم کو دیگر سے ممتاز کر دیں- جب ہم کسی چیز کو اللہ کی صفت کہیں گے اور وہ کسی اور میں بھی ہو تو پھر وہ صفت اللہ کا نام نہیں ہے-

اشکال: کہا جاتا ہے کہ اگر نور اللہ تعالی کا نام نہیں تو بھی یہ صفت تو ممکن ہے–

راقم کہتا ہے یہ ممکن نہیں کیونکہ مسلئہ صفات میں یہ بات معروف ہے کہ جو بھی چیز اللہ کی صفت ہے وہ اس کا نام بن جاتی ہے - لہٰذا اللہ نور سماوات میں نور ہدایت ہی ہے یہ صفت نہیں ہے کیونکہ نور مخلوق ہے-

اشکال: سوال ہو سکتا ہے کہ یہ خوبی مخلوق میں بھی تو ہو سکتی ہے؟

اس کا جواب ہے کہ اللہ کی صفت اللہ کے لئے خاص ہے کیونکہ یہ اس نوعیت کی صفت ہے کہ اس کے سوا کسی اور میں ممکن نہیں ہے۔ مثلا بندے کو صرف رحیم کہا جاتا ہے الرحیم نہیں کہا جا سکتا کیونکہ الرحیم صرف اللہ کا نام ہے۔ مخلوق اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ تعالی رحم کرتا ہے اس کے جیسا کوئی رحم نہیں کر سکتا اس لئے الرحیم ہے۔

انسان کو اللہ نے حواس خمسہ دیے ہیں اور اس کے لئے کہا

فجعلناه سَمِيعاً بَصِيراً

ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنا دیا

لیکن البصیر نہیں کہا بصیر کہا لہذا البصیر اللہ ہے

ابن حزم کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل میں کہتے ہیں

قَالَ الله تبَارك وَتَعَالَى {لَيْسَ كمثله شَيْء وَهُوَ السَّمِيع الْبَصِير} فَقُلْنَا نعم إِنَّه سميع بَصِير لَا كشيء من البصراء وَلَا السامعين مِمَّا فِي الْعَالم وكل سميع وبصير فِي الْعَالم فَهُوَ ذُو سمع وبصر فَالله تَعَالَى بِخِلَاف ذَلِك بِنَص الْقُرْآن فَهُوَ سميع كَمَا قَالَ لَا يسمع كالسامعين وبصير كَمَا قَالَ لَا يبصر كالمبصرين لَا يُسمي رَبنَا تَعَالَى إِلَّا بِمَا سمى بِهِ نَفسه وَلَا يخبر عَنهُ إِلَّا بِمَا أخبر بِهِ عَن نَفسه فَقَط كَمَا قَالَ الله تَعَالَى {هُوَ السَّمِيع الْبَصِير} فَقُلْنَا نعم هُوَ السَّمِيع الْبَصِير وَلم يقل تَعَالَى إِن لَهُ سمعا وبصرا فَلَا يحل لأحد أَن يَقُول إِن لَهُ سمعا وبصراً فَيكون قَائِلا على الله تَعَالَى بِلَا علم وَهَذَا لَا يحل وَبِاللَّه تَعَالَى

اللہ تعالی کہتا ہے لَيْسَ كمثله شَيْء وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اس کے جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ہے پس ہم کہتے ہیں ہاں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے لیکن کسی بینا کی طرح نہیں اور کسی سننے والے کی طرح نہیں جو اس عالم میں ہیں، اور ہر سننے والا اور دیکھنے والا جو اس عالم میں ہے تو وہ سمع و بصر والا ہے- لیکن اللہ تعالی کے لئے اس کے خلاف قرآن میں نص ہے پس وہ سننے والا ہے جیسا اس نے کہا، نہ کہ وہ سنتا ہے ایسے جسے کوئی (انسان یا جانور) سنّتا ہے، اور دیکھتا ہے جیسا اس نے کہا، مگر ایسے نہیں جسے کوئی دیکھنے والا دیکھتا ہے —ہمارے رب تعالی نے کوئی نام نہ رکھا سوائے وہ جو اس نے خود رکھا اور کسی دوسرے نام کی خبر نہیں دی سوائے ان کے جن کی اس نے خبر دی- اللہ نے کہا کہ ہُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ پس ہم کہتے ہیں ہاں وہ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ہے اور اللہ نے اپنے لئے (قوت) سمع اور بصر نہیں کہا سو یہ حلال نہیں کسی کے لئے بھی کہ وہ اللہ کے لئے سمع و بصر کہے کیونکہ وہ اللہ پر وہ بات بولے گا جس کا علم نہیں اور یہ حلال نہیں ہے

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحیم قرار دیا

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

بے شک تمہارے پاس تم میں سے رسول آگیا ہے اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے تمہاری بھلائی پر، وہ حریص (فکر مند) ہے مومنوں پر، نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

اِور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ قرار دیا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور ہم نے اپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی گئی کہ وہ رحم کرتے ہیں یہ اللہ کا حکم ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا لہٰذا مالک نے خوش ہو کر اس کا ذکر کیا۔ لیکن رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور لوگ بھی کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ بھی رحیم ہو سکتے ہیں قرآن میں ہے

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ

بیشک ابراہیم بردبار، نرم دل والا والا بہت رجوع کرنے والا ہے۔

یہ تمام خوبیاں ابراہیم علیہ السلام کو بھی رحیم بنا دیتی ہیں

اللہ کا نام الرحیم ہے اس کے جیسا کوئی نہیں- العلی اللہ کا نام ہے اس کے سوا کوئی نہیں- ایک انسان دوسرے انسان پر رحم کرتا ہے تو رحیم ہوا - انسان کی عزت کی جاتی ہے اس لئے علی ہوا- یہ اللہ تعالی کا پرتو یا عکس یا تجلی نہیں بلکہ اللہ کے امر و حکم پر مخلوق کا عمل ہے- رسول اللہ لوگوں پر رحیم تھے کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے چونکہ وہ شفقت سے پیش آتے مالک نے اس کا خاص ذکر نبی علیہ السلام کے لئے کیا ہے- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو بددعا بھی نہیں دی اس کے برعکس بعض انبیاء نے اپنی قوموں کو بددعا دی جس کے نتیجے میں وہ عذاب عام سے ہلاک ہوئیں- اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہیں یعنی اب آنے والے دور کے لئے ایک نمونہ -

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہا

کائنات کی سب چیزیں حق تعالی کے اسماء وصفات کا مظہر ہیں اور تمام مخلوقات میں سے انسان مظہرِ کامل ہے اور انسانوں میں کے مظہرِ کامل و مکمل واتّم حضور (ص) ہیں۔

راقم کہتا ہے ہمارا رحم کرنا یقینا اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے لیکن اگر کوئی قہر کرے اور کہے کہ یہ میرے رب کی طرف سے ہے وہ القہار ہے مجھ میں اس کی

صفت منعکس ہو رہی ہے تو ہم کیا اس کو اسماء و صفات کا مظہر قرار دیں گے ؟ لہٰذا ہم اس کو مظہر نہیں کہتے ہم اس کو حکم اللہ پر عمل کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ کے حکم پر عمل کیا اور اپنی قوم پر رحم کیا ان کو فتح مکہ کے دن معاف کر دیا۔

غور طلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِینَ کب سے ہیں ؟ کیا بطن آمنہ سے پیدا ہونے سے قبل سے تمام زمین پر رحمت فرما رہے تھے ؟ ظاہر ہے ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے رحمت للعالمین قرار دیا تو اس کا مطلب بعثت کے بعد کا دور ہے قبل ولادت کا دور ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین اور رحمت للعالمین کا اصل مدعا ہدایت کا پہنچانا ہے۔ یعنی آخری نبی کے آنے کے بعد سے قیامت تک کا دور مراد ہے۔ اللہ تعالی کہتا ہے

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ

کہو میں رسولوں میں کوئی نیا (یا انوکھا) نہیں ہوں

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

جس نے کہا میں یونس بن متی (علیہ السلام) سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے

اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین کہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر آدم علیہ السلام کے ساتھ تھے- رحمت کا مطلب بعثت کے بعد آنے والا دور کے بارے میں ہے نہ کہ ماضی کے بارے میں- مثلا قرآن میں ہے ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو نشانی بنایا وَجَعَلْنَا ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥٓ ءَايَةً یعنی بعد والوں کے لئے- بنی اسرائیل کو تمام جہانوں میں فضیلت دی وأني فضلتكم على العالمين یعنی ماضی میں-

سورہ مائدہ میں ہے

اے اہلِ کتاب! بیشک تمہارے پاس ہمارے (یہ) رسول تشریف لائے ہیں جو تمہارے لئے بہت سی ایسی باتیں (واضح طور پر) ظاہر فرماتے ہیں جو تم کتاب میں سے چھپائے رکھتے تھے اور (تمہاری) بہت سی باتوں سے درگزر (بھی) فرماتے ہیں-
بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آگیا ہے اور ایک روشن کتاب

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہا ہے ان میں امام طبری بھی ہیں —اور طبری وضاحت کرتے ہیں کہ ان کی مراد رسول اللہ کو اللہ کی طرف سے ہدایت کا نور کہنا ہے طبری نے تفسیر میں لکھا ہے

يعني بالنور، محمدًا صلى الله عليه وسلم الذي أنار الله به الحقَّ، وأظهر به الإسلام

نور یعنی محمد جن سے اللہ نے حق کو روشن کیا اور اسلام کو غالب

ان مفسرین نے حدیث جابر کی بنیاد پر ایسا نہیں کہا نہ اس کا ذکر کیا ہے

اس حوالے سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوری ہیں ایک دعا کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے جو صحیح مسلم میں ہے اور اس کو تہجد کی نماز میں پڑھا جاتا ہے — الفاظ ہیں

وَكَانَ فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَعَظِّمْ لِي نُورًا

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ دعا کی اے اللہ میرا دل روشن فرما اور میری آنکھیں روشن فرما اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور کر اور میرے لئے نور کو بڑھا دے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے اس دعا میں نور طلب کیا تو اس حوالے سے درست بات یہ ہے ہے کہ یہ بطور اضافہ ہے — ساتھ ہی آپ نے یہ دعا

مومنوں کو بھی سکھا دی۔ اب نور مومن بھی مانگ رہا ہے ــ سوال یہ ہے کہ ۱۴ صدیوں سے کیا کوئی مومن مستجاب الدعوات اس امت میں نہیں گذرا جس کی نور والی دعا پوری ہوئی ہو اور وہ سراپا نور بن گیا ہو؟ اگر اس نور سے مراد نوری ہو جانا ہے اور اگر کسی کی دعا پوری ہوئی ہے تو پھر نوری ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں رہتی۔ امت کے بہت سے لوگوں کا نوری ہونا قبول کرنا ہو گا۔ ظاہر ہے یہ نور بطور عنصر تخلیق مراد و منشا نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان بشر ہے نوری نہیں۔

اگر منشا یہ تھی کہ انسانی جسم نوری بن جائے لگے تو بشری لیکن اندر نوری ہو تو اصحاب رسول اور انبیاء اور اولیاء تمام پر نور کا اثبات کرنا ہو گا۔ یہ عجیب و غریب بات ہے اور باقی مخلوق سے عظیم تبدیلی ہے، جس سے باقی انبیاء بے خبر رہے ہیں اور کسی صحیح مستند روایت میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے ــ اس عظیم الشان تغیر کا ذکر اصحاب کبار ــ مہاجرین و انصار میں سے کسی نے نہیں کیا یہ کیسے ممکن ہے؟

صحیح مسلم کی ایک حدیث جس میں ہے کہ میرے جسم میں نور کر دے اس کی مثال ہے کہ دن کی نماز کی دعائے استفتاح میں ہے

اللهم اغسل خطاياي بالماء والثلج و البرد

میرے گناہ پانی سے، برف سے، سردی سے دھو دے

جبکہ گناہ معاف کرنا اللہ کا فعل ہے موسموں اور بارش سے گناہ معاف نہیں ہوتے –
اب اس قول کی تاویل ہی کی جائے گی-

اشکال : کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

میں اپنے پروردگار کے ہاں خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم ابھی پانی اور کیچڑ کے درمیان تھے

اگر اس حدیث کو تقدیری امر پر ملحوظ کیا جائے یا حق تعالی کے علم کے لحاظ سے قرار دیا جائے تو پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت قرار نہیں پاتی کیونکہ تقدیر میں تو ہر چیز موجود ہے اور حق تعالی کے علم میں بھی ہر چیز ہے پھر اس کو بیان کرنے کا مقصد و منشا کیا ہے؟

راقم کہتا ہے اول سندا یہ مضبوط روایت نہیں ہے- اس روایت کو عبد اللہ بن شقیق نے روایت کیا ہے جس کا ذکر اسی مضمون میں پیچھے گذر چکا ہے- راقم کو اس روایت کے کسی متن میں خاتم النبیین کے الفاظ نہیں ملے

عبد الباقی بن قانع نے کتاب جملۃ الصحابۃ میں ذکر کیا

ثنا موسى بن زكريا التستري ثنا طرخان بن العلاء ثنا يزيد بن زريع، ثنا خالد بن الحذاء عن عبد الله بن شقيق العقيلي عن أبيه قال: قام أبي

فقال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى كنت نبيا؟ فقال الناس: مه. فقال: «دعوه كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد

عبد اللہ بن شقیق العقیلی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ میرے باپ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب سے نبی تھے ؟ پس لوگوں نے کہا مہ (یعنی اس سوال کو برا جانا) پس نبی نے فرمایا میں نبی تھا اور آدم جسد و روح کے بیچ تھے

یہاں بھی روایت کے الفاظ میں اضطراب مل رہا ہے بعض اوقات عبد اللہ بن شقیق نے کہا ہے میرے باپ نے کھڑے ہو کر سوال کیا گویا کہ دیکھ رہا ہو پھر بعض اوقات اس کو مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہا ہے۔ مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَتَى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ: «وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ»

بعض اوقات اس کو کسی بدو کا سوال کہا ہے۔ کتاب القدر از فریابی اور الإبانة الكبرى لابن بطة میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

مَتَى كُنْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ لَهُ النَّاسُ: مَهْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «دَعُوهُ، كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ»

بعض اوقات اس کو غیر معروف صحابی ابْنِ الْجَدْعَاءِ کی حدیث قرار دیا ہے – کتاب الأحاديث المختارة از ضياء الدين إبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسی (المتوفی: 643ھ-) میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَتْهُمْ أبنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أبنا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الطَّبَرَانِيُّ ثنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الأَسْفَاطِيُّ ثنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ثنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ الْجَدْعَاءِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى كُتِبْتَ نَبِيًّا قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

بعض اوقات اس نے نام ابْنِ أَبِي الْجَدْعَاءِ لیا ہے- کتاب الرد على الجهمية از إبو سعيد عثمان بن سعيد الدارمی السجستانی (المتوفی: 280ھ-) میں ہے

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، أَنْبَأَ هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدٍ وَهُوَ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الْجَدْعَاءِ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ: «وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

امام مسلم نے کتاب المنفردات والواحدان میں عبد الله بن أبي الجدعاء اور عبد الله بن ابن أبي الحمساء کو الگ الگ افراد قرار دیا ہے- عبد اللہ بن إبي الجدعاء اور عبد اللہ بن ابن إبي الحمساء دو اصحاب رسول بقول عبد اللہ بن شقیق ہیں اور ان سے روایت کرنے میں عبد اللہ بن شقیق کا تفرد ہے

یہ روایت معجم طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْعَبَّاسِ الْبَجَلِيُّ الْكُوفِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ بْنِ صُبَيْحٍ، ثنا نَصْرُ بْنُ مُزَاحِمٍ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهُ مَتَى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ: «وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ

یہاں سند میں قیس بن الربیع الأسدی إبو محمد الکوفی ضعیف ہے

ایک دوسرے طرق سے بھی یہ قول معجم طبرانی میں آتا ہے

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا زَيْدُ بْنُ الْحَرِيشِ، ثنا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو النَّضْرِ، عَنْ جُوَيْبِرٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ مُزَاحِمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ , مَتَى أُخِذَ مِيثَاقُكَ؟ قَالَ: «وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ»

اس طرق میں جویبر ضعیف ہے

اس روایت کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کیا گیا ہے

مستدرک الحاکم اور سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنْبَأَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَعْلَبَكِّيُّ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: «بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ وَنَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ

سند میں يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ مدلس کا عنعنہ ہے اور الولید بن مسلم بھی مدلس ہے اس کا سماع الاوزاعی سے نہیں ہے

اگر ان روایات کو قبول بھی کر لیں تو راقم کہتا ہے یہ تقدیر سے ہی متعلق قول ہے اور اس میں سب ایک ہیں- اس کی وجہ ہے کہ بعض اوقات تکرار کے لئے بھی چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے –سب کو معلوم ہے اللہ نے تقدیر لکھی ہے اور اس میں انبیاء کا کوئی استثنی نہیں ان کی تقدیر بھی لکھی گئی- جہاں تک رہی تقدیر اور علم کی بات تو اس کی مثال اس طرح ہے کہ اللہ تعالی نے ہی سب انسانوں کو خلیفہ مقرر کیا ہے لیکن فرشتوں کے سوال پر پیش صرف آدم علیہ السلام کو کیا تھا تمام انسانوں کو نہیں-

قرآن میں سورہ الأعراف میں ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ

اور بے شک ہم نے تم سب کو خلق کیا پھر تم سب کی صورت بنائی پھر فرشتوں کو ہم نے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو (پس کیا سب نے) سوائے ابلیس کے – جو سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا

اس آیت میں ہے کہ تمام انسان خلق ہوئے ان کی شکل و صورت بھی آدم کو سجدے کرنے سے پہلے بن چکی تھی - اس سے ظاہر ہے کہ تمام مخلوق کی ارواح کو خلق کیا گیا – ان کی شکل و صورت کو لوح میں جمع کر دیا گیا اور اس میں انبیاء و رسل بلکہ تمام مخلوق شامل ہے - لہذا جب آدم علیہ السلام کا جسم وجود لے رہا تھا تو ارواح بن چکی تھیں اور یہی مفہوم اس حدیث میں بیان ہوا کہ میں خاتم النبین ہو چکا تھا جب آدم مٹی میں بن رہے تھے

رسول اللہ کی تخلیق ہزار سال پہلے ہوئی

کتاب الروض الباسم از ابو سلیمان جاسم کے مطابق

أخبرنا خيثمة بن سليمان: نا جعفر بن محمد بن زياد الزّعفراني الرازي - ببغداد: نا إبراهيم بن المنذر الحِزامي (ح). وأخبرنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم بن عبد الرحمن (1) القرشي قراءةً عليه: أنا أبو عبد الملك أحمد بن إبراهيم القرشي قراءةً عليه، قالا (2): نا إبراهيم بن المنذر، -وهو الحِزامي-: نا إبراهيم بن مهاجر بن مِسمار عن عمر بن حفص بن ذكوان عن مولى الحُرَقَة. عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "إنّ اللهَ -عَزَّ وجَلَّ- قرأ (طه) و (ياسين) قبلَ أن يخلقَ آدمَ بألف عامٍ، فلمّا سَمِعَ الملائكةُ القرآنَ قالوا: طُوبى لأمّةٍ يُنزَّل هذا عليها، وطوبى لأجوافٍ تحمل هذا، وطوبى لألسنٍ تكلَّمُ بهذا".

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے تخلیق آدم سے ہزار سال قبل (طہ) و (یاسین) کی قرات کی جب

فرشتوں نے قرآن سنا تو کہا خوشخبری ہو اس امت پر جس پر یہ نازل ہو اور خوشخبری ہو ان جسموں پر جو اس کو اٹھائیں (یعنی حفظ کریں) اور ان زبانوں پر جو اس کے الفاظ کو ادا کریں

سند میں ابراہیم بن مہاجر بن مسمار ضعیف ہے

کتاب الإیماء إلی زوائد الأمالی والأجزاء - زوائد الأمالی والفوائد والمعاجم والمشیخات علی الکتب الستۃ والموطأ ومسند الإمام إحمد المؤلف: نبیل سعد الدین سَلیم جَرّار کے مطابق

قال الشيخ الإمام أبوبكر الخطيب هذا حديث غريب من حديث عبدالرحمن بن يعقوب مولى الحرقة عن أبي هريرة، تفرد بروايته إبراهيم بن مهاجر بن مسمار المديني، عن حفص بن عمر بن ذكوان.

وقال المنذري: إبراهيم بن مهاجر ضعيف

خطیب بغدادی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ... منذری نے کہا اس میں ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے

سنن الدارمی میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ [ص:2148] - الْمِسْمَارِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ مَوْلَى الْحُرَقَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَرَأَ طه وْ يس قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ، فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ، قَالَتْ: طُوبَى لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ هَذَا عَلَيْهَا، وَطُوبَى لِأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هَذَا، وَطُوبَى لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهَذَا "

[تعليق المحقق **حسين سليم أسد الداراني**] إسناده ضعيف جدا عمر بن حفص بن ذكوان قال أحمد: تركنا حديثه وحرقناه سند میں عمر بن حفص متروک ہے

رسول اللہ کے والدین

اس نور کی کہانی کے بعد لوگوں کو اشکال پیدا ہوا کہ والدین رسول جن میں سے یہ نور الہی گذرا وہ کیا جہنمی ہیں، کیونکہ صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيْنَ أَبِي؟ قَالَ: «فِي النَّارِ»، فَلَمَّا قَفَّى دَعَاهُ، فَقَالَ: «إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ» (صحيح مسلم)

نبی نے فرمایا.... میرا باپ جہنم میں ہے

الروض الأنف في شرح السيرة النبوية از أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581ھ) میں ہے

قَالَ الْقُرْطُبِيّ فِي تَذْكِرَتِهِ: جَزَمَ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ فِي كِتَابِ: السّابِقِ وَاللّاحِقِ، وَأَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ شَاهِينَ فِي كِتَابِ النّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ لَهُ فِي الْحَدِيثِ بِإِسْنَادَيْهِمَا عَنْ عَائِشَةَ- رَضِيَ اللهُ عَنْهَا- قَالَتْ: حَجّ بِنَا رَسُولُ اللهِ- صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ- حجة الوداع، فمز عَلَى قَبْرِ أُمّهِ، وَهُوَ بَاكٍ حَزِينٌ مُغْتَمّ، فَبَكَيْت لِبُكَائِهِ- صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- ثُمّ إنّهُ نَزَلَ فَقَالَ: يَا حُمَيْرَاءُ اسْتَمْسِكِي، فَاسْتَنَدْت إلَى جَنْبِ الْبَعِيرِ، فَمَكَثَ عَنّي طَوِيلًا مَلِيّا، ثُمّ إنّهُ عَادَ إلَيّ، وَهُوَ فَرِحٌ مُتَبَسّمٌ، فقلت له: بأبى أنت

وأمي يَا رَسُولَ اللهِ نَزَلْت مِنْ عِنْدِي، وَأَنْتَ بَاكٍ حَزِينٌ مُغْتَمّ. فَبَكَيْت لِبُكَائِك. ثُمّ عُدْت إلَيّ، وَأَنْتَ فَرِحٌ مُبْتَسِمٌ، فَمِمّ ذَا يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: ذَهَبْت لِقَبْرِ آمِنَةَ أُمّي، فَسَأَلْت أَنْ يُحْيِيَهَا، فَأَحْيَاهَا فَآمَنَتْ بِي

قرطبی نے کتاب التذکرہ میں کہا: خطیب بغدادی کا کتاب السّابِقِ وَاللّاحِقِ میں جزم ہے ابن شاہین کا کتاب الناسخ والمنسوخ میں سندا ایک حدیث پر جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجہ الوداع پر حج کیا اور ان کا گذر اپنی والدہ کی قبر پر ہوا تو وہ غمگین ہوئے اور رونے لگے جس پر تمام اہل رونے لگے .... فرمایا میں اپنی ماں کی قبر پر گیا اور اللہ سے سوال کیا کہ ان کو زندہ کرے، پس ان کو زندہ کیا گیا اور وہ ایمان لے آئیں

کتاب ناسخ الحديث ومنسوخه از ابن شاهين (المتوفى: 385ھ) میں اس روایت کی سند عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ، مَوْلَى الْأَنْصَارِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الْحَضْرَمِيُّ، بِمَكَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَزِيَّةَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُوسَى الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ إِلَى الْحَجُونِ كَئِيبًا حَزِينًا فَأَقَامَ بِهِ مَا شَاءَ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُورًا، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَزَلْتَ إِلَى الْحَجُونِ كَئِيبًا

حَزِينًا فَأَقَمْتَ بِهِ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ رَجَعْتَ مَسْرُورًا قَالَ: «سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَأَحْيَا لِي أُمِّي فَآمَنَتْ بِي، ثُمَّ رَدَّهَا»

یہاں سند میں محمد بن يحيي الزهري، أبو غزية الصغير، المِدَنِيّ **متروک الحدیث ہے دارقطنی کہتے ہیں حدیث گھڑتا ہے**

اسی روایت پر دلیل کی بنیاد بنائی گئی جو شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية میں اس سند سے ہے

حدثنا محمد بن الحسين بن زياد مولى الأنصار، حدثنا أحمد بن يحيي الحضرمي بمكة، حدثنا أبو غزية محمد بن يحيي الزهري، حدثنا عبد الوهاب بن موسى الزهري عن عبد الرحمن بن أبي الزناد، عن هشام بن عروة عن أبيه، عن عائشة: أن النبي صلى الله عليه وسلم نزل إلى الحجون كئيبًا حزينًا، فأقام به ما شاء الله عز وجل، ثم رجع مسرورًا، فقلت: يا رسول الله! نزلت إلى الحجون كئيبًا حزينًا فأقمت به ما شاء الله ثم رجعت مسرورًا، قال: "سألت الله ربي فأحيا لي أمي فآمنت بي، ثم ردها". هذا لفظ ابن شاهين، كما في كتب السيوطي وغيرها

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ نبي صلى الله عليہ وسلم جب حجة الوداع میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے۔ اور الحجون کی گھاٹی پر گزرے تو رنج و غم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور ان کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی پھر رسول الله اپنی

اونٹنی سے اترے اورکچھ دیر بعد میرے پاس واپس تشریف لائے تو خوش مسکراتے ہوئے تشریف لائے میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا بات ہے؟ کہ آپ رنج و غم میں ڈوبے ہوئے اونٹنی سے اترے اور واپس لوٹے تو شاد و فرحاں مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ آمنہ کی قبر کے لئے گیا تھا۔ اور میں نے اللہ تعالی سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ فرما دے تو الله تعالی نے ان کو زندہ فرما دیا اور وہ ایمان لائیں۔.

سند میں محمد بن يحيى بن محمد بن عبد العزيز بن عمر بن عبد الرحمن بن عوف أبو عبد الله ولقبه أبو غزية المدني الزهري ہے جو متروک ہے۔لسان المیزان از ابن حجر میں ہے

قال الدارقطني: متروك.

وقال الأزدي: ضعيف.

محمد بن يحيي الزهري، أبو غزية الصغير، المِدَنِيّ، كان بمصر.

قال الدَّارَقُطْنِيّ: مدني عن عبد الوهاب بن موسى، يضع. الضعفاء والمتروكون

دارقطنی کے مطابق یہ حدیثیں گھڑتا ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا گیا کہ وہ اپنی والدہ کے لئے دعا نہیں کر سکتے یہ نسائی کی روایت ۲۰۳۶ ہے

اخبرنا قتيبة، قال: حدثنا محمد بن عبيد، عن يزيد بن كيسان، عن ابي حازم، عن ابي هريرة، قال: زار رسول الله صلى الله عليه وسلم قبر امه، فبكى وابكى من حوله وقال: "استاذنت ربي عز وجل في ان استغفر لها فلم يؤذن لي، واستاذنت في ان ازور قبرها فاذن لي، فزوروا القبور، فإنها تذكركم الموت".

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی، تو آپ خود رو پڑے اور جو آپ کے ارد گرد تھے انہیں بھی رلا دیا، اور فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ میں ان کے لیے مغفرت طلب کروں تو مجھے اجازت نہیں ملی، (تو پھر) میں نے ان کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت دے دی گئی، تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلاتی ہے“

صحیح مسلم: كِتَابُ الْجَنَائِزِ (بَابُ اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ ﷺ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ) صحیح مسلم: کتاب: جنازے کے احکام و مسائل (باب: نبی اکرم ﷺ کا اپنے رب سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے اجازت مانگنا)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ

محمد بن عبید نے یزید بن کیسان سے، انھوں نے ابو حازم سے اور اور انھوں نے حضرت ابو ہریرۃ . رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی، آپ روئے اور اپنے ارد گرد والوں کو بھی رلایا، پھر فرمایا: "میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ میں ان کے لئے بخشش کی طلب کروں تو مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اجازت مانگی کہ میں ان کی قبر کی زیارت کروں تو اس نے مجھے اجازت دے دی، پس تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمھیں موت کی یاد دلاتی ہیں۔

رسول اللہ کے چچا

نبوت سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی اسی مشرکین کے مذھب پر تھے جو چلا آ رہا تھا—اس کی دلیل البیھقی شعب الایمان کی روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو دادا عبد المطلب نے ان کو ھبل بت پر کعبہ میں پیش کیا

فَأَخَذَهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَأَدْخَلَهُ على هُبَلَ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ، وَذَكَرَ ابْنُ إِسْحَاقَ دُعَاءَهُ وَأَبْيَاتَهُ الَّتِي قَالَهَا فِي شُكْرِ اللهِ تَعَالَى عَلَى مَا وَهَبَهُ

اس روایت کی سند سیرت کی احادیث کے معیار کے مطابق صحیح ہے-مشرکین اللہ کی عبادت کرتے تھے اور ساتھ ہی اپنے قبائلی الہ کی بھی

یہی عقیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا ابو لھب، ابو طالب، حمزہ اور عباس کا تھا- ابو لھب کے انجام کی خبر قرآن میں دے دی گئی ہے

شیعہ مفسر قمی تفسیر سورہ لھب میں لکھتے ہیں

وكان اسم ابي لهب عبد مناف فكناه الله لان منافا صنم يعبدونه

اور ابولھب کا نام تھا عبد مناف لیکن اللہ تعالی نے اس کی کنیت بیان کی کیونکہ مناف بت تھا جس کو پوجا جاتا تھا

صحیح بخاری کی روایت ۳۸۸۴ ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ المسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الوَفَاةُ، دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: «أَيْ عَمِّ، قُلْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ» فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ المطَّلِبِ، فَلَمْ يَزَالاَ يُكَلِّمَانِهِ، حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ المطَّلِبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْهُ» فَنَزَلَتْ: {مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الجَحِيمِ} [التوبة: 113]. وَنَزَلَتْ: {إِنَّكَ لاَ تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ} [القصص: 56]

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب بن حزن صحابی رضی اللہ عنہ نے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں ابوجہل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چچا! کلمہ لاالٰہ الااللہ ایک مرتبہ کہہ دو، اللہ کی بارگاہ میں (آپ کی بخشش کے لیے) ایک یہی

دلیل میرے ہاتھ آجائے گی۔ اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا: اے ابوطالب ! کیا عبدالمطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے ! یہ دونوں ان ہی پر زور دیتے رہے اور آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر قائم ہوں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان کے لیے اس وقت تک مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ (سورۃ براۃ میں) یہ آیت نازل ہوئی «ما كان للنبي والذين آمنوا أن يستغفروا للمشركين ولو كانوا أولي قربى من بعد ما تبين لهم أنهم أصحاب الجحيم» نبی کے لیے اور مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لیے دعا مغفرت کریں خواہ وہ ان کے ناطے والے ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ دوزخی ہیں۔ اور سورۃ قصص میں یہ آیت نازل ہوئی «إنك لا تهدي من أحببت» بیشک جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے۔

سیرت ابن اسحاق میں ہے

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبَدِ (بْنِ عَبَّاسٍ) عَنْ بَعْضِ أَهْلِهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ..... قَالَ: فَلَمَّا تَقَارَبَ مِنْ أَبِي طَالِبٍ الْمَوْتُ قَالَ: نَظَرَ الْعَبَّاسُ إلَيْهِ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ، قَالَ: فَأَصْغَى إلَيْهِ بِأُذُنِهِ، قَالَ: فَقَالَ يَا بن أَخِي، وَاَللَّهِ لَقَدْ قَالَ أَخِي الْكَلِمَةَ الَّتِي أَمَرْتَهُ أَنْ يَقُولَهَا، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَمْ أَسْمَعْ

ابن اسحاق نے کہا مجھ سے عباس بن عبد اللہ بن معبد بن عباس نے اپنے بعض اہل کی سند سے روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جب ابو طالب موت کے قریب پہنچے تو عباس نے ابو طالب کے ہونٹوں کو ہلتے دیکھا ، پس انہوں نے اپنے کان ابو طالب کے ہونٹوں پر لگا دیے اور کہا اے بھتیجے (محمد) اللہ کی قسم میرے بھائی نے کوئی کلمہ بولا ہے جو انہوں نے حکم دیا ہے کہ تم کو بتا دوں - اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو کچھ نہیں سنا

اس روایت کا مدعا یہ ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وفات ابو طالب کے وقت وہاں تھے لیکن سن نہ سکے فاصلہ پر تھے - روایت گھڑنے والے نے یہ نہیں سوچا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالی غیب کی خبر دیتا ہے - سند میں بعض مجہول الحال ہیں جن کی خبر نہیں دی گئی کہ کون تھے

شیعہ مفسر ابی الحسن علی بن ابراہیم القمی المتوفی ۳۲۹ھ کی تفسیر میں ہے کہ (انك لا تهدي من أحببت) آپ جس کو محبوب کریں اس کو ہدایت پر نہیں کر سکتے یہ آیت ابو طالب کے لئے ہے

واما قوله: (انك لا تهدي من أحببت) قال نزلت في ابي طالب عليه السلام فان رسول الله صلى الله عليه وآله كان يقول يا عم قل لا إله إلا الله بالجهر نفعك بها يوم القيامة فيقول: يا بن اخي أنا أعلم بنفسى، (وأقول بنفسى ط) فلما مات شهد العباس بن عبدالمطلب عند رسول الله صلى الله عليه وآله انه تكلم بها عند الموت بأعلى صوته، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: اما انا فلم اسمعها منه وأرجو ان تنفعه يوم

القيامة، وقال صلى الله عليه وآله: لو قمت المقام المحمود لشفعت في ابي وامي وعمي وأخ كان لي مواخيا في الجاهلية

الله تعالی کے قول آپ جس کو محبوب کریں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے- کہا یہ ابو طالب کے لئے نازل ہو ہے کیونکہ رسول الله صلى الله عليه وآله کہتے اے چچا کہہ دیں با آواز بلند لا إله إلا الله میں روز محشر آپ کو فائدہ دوں گا ... ابو طالب کہتے مجھے اپنا پتا ہے - پس جب ان کی وفات ہوئی تو عباس نے دیکھا ابو طالب بات کر رہے تھے اونچی آواز سے لیکن رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا اور امید ہے کہ میں ان کو روز محشر فائدہ دوں

معلوم ہوا کہ سن ۳۰۰ ہجری تک اہل سنت کہہ رہے تھے کہ ابو طالب کفر پر مرے، بعض شیعہ و رافضی کہہ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سن ہی نہ سکے جو ابو طالب سکرات الموت میں کہہ رہے تھے- اور بعض رافضی قبول کر رہے تھے کہ ابو طالب ایمان نہیں لائے

صحیح سند سے آ گیا ہے کہ ابو طالب وفات کے وقت اسی مذھب پر رہے ہو مشرکین مکہ کا تھا اب ان کے انجام کے حوالے سے روایات کو دیکھتے ہیں

صحیحین کی روایات

انجام ابو طالب کے حوالے سے تین قسم کی روایات صحیحین میں ہیں

اول ابو طالب کے عذاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تخفیف ہوئی ورنہ اسفل النار میں ہوتے ۔ ابھی ابو طالب جہنم کے مقام ضحضاح پر ہیں

دوم ابو طالب کو سخت عذاب میں دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہاں سے نکالا اور اب وہ اگ کے مقام ضحضاح پر ہیں

سوم ابو طالب کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے روز محشر شفاعت کریں

الضَّحضَاح کا لفظ اس زمین پر عربی میں بولا جاتا ہے اس پر پانی بہے تو وہ ایڑھی تک پہنچے۔ النہایہ میں ہے

ما رَقَّ من الماء على وجه الأرض ما يبلغُ الكَعْبَين ، فاستَعارَه للنار (النهاية)

وہ پانی جو زمین پر بہے اور ایڑھی سے اوپر نہ جائے اس کو الضَّحْضَاح کہتے ہیں پس یہ اگ پر استعارہ ہے

راقم کہتا ہے عرب میں سخت گرمی کی وجہ سے زمین پر بہنے والا پانی جو مقدار میں کم ہو گرم ہو جاتا ہے اور پیر جلتا ہے لہذا اس کو اگ پر استعارہ کے طور پر بولا جاتا ہے

شیعہ تفسیر قمی میں ہے

ان اهون الناس عذابا يوم القيامة لرجل في ضحضاح من نار عليه نعلان من نار وشرا كان من نار يغلي منها دماغه

سب سے کم عذاب یوم قیامت اس مرد کو ہو گا جو اگ میں ضحضاح میں ہو گا اس کے پیر میں اگ کی چپل ہو گی جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہو گا

اب ان روایات پر غور کرتے ہیں

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

عبید اللہ بن عمر قواریری اور محمد بن ابی بکر مقدمی اور محمد بن عبد الملک اموی کہتے ہیں کہ ابو عوانہ نے بیان کیا عبد الملک ابن عمیر کی سند سے اس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا کہ عباس بن عبد المطلب سے روایت کیا کہ عباس نے رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوطالب کو کسی چیز نے نفع دیا ہے جو وہ آپ کا اِحاطہ کیے رکھتے تھے اور آپ کے لیے غضبناک ہو جاتے تھے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ اگ کے مقام ضحضاح پر ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ اگ کے نچلے طبقہ میں ہوتے

مسلم شریف جلد اول ص ۱۱۵، طبقات ج اول ص ۱۲۴

یعنی ابو طالب کے عذاب میں کمی بیشی کرنا اللہ تعالی کا حکم تھا اور یہ روایت بتاتی ہے کہ ابھی بھی ابو طالب عذاب میں ہیں -

صحیح بخاری حدیث ۳۸۸۳ میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ، قَالَ: "هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے عبداللہ بن حارث نے بیان کیا ان سے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابوطالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غصہ ہوتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کی تہہ میں بالکل نیچے ہوتے

اس حدیث میں شفاعت کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف قول ہے اگر میں نہ ہوتا، یعنی اللہ تعالی نے اپنی جانب سے اس کے عذاب میں کمی کی میرے دل کی تسکین کے لئے

ان روایات پر اعتراض میں کہا جاتا ہے کہ سندا ان میں عبد الملک بن عمیر ہے جو مختلط تھا - راقم کہتا ہے اس روایت میں اس کا تفرد نہیں ہے، صحیحین کے علاوہ دیگر کتب مثلا فوائد تمام، المقصد العلي، المعجم الأوسط میں یہ روایت اس سند سے بھی ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ شَاكِرٍ، ثنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، بِمَكَّةَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ وَمِائَتَيْنِ حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي طَالِبٍ هَلْ نَفَعَتْهُ نُبُوَّتُكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، أَخْرَجْتُهُ مِنْ غَمْرَةِ جَهَنَّمَ إِلَى ضَحْضَاحٍ مِنْهَا

اس میں سند میں راوی شیعہ بھی ہیں- طبرانی کبیر میں ہے جہاں سند میں عبد الملک بن عمیر نہیں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو الْبَزَّارُ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ سَلْمَانَ الْقلوسيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ، ثنا عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ عَلَى صِلَةِ الرَّحِمِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْجَارِ وإِيواءِ الْيَتِيمِ وَإِطْعَامِ الضَّيْفِ وَإِطْعَامِ الْمَسَاكِينِ وَكُلُّ هَذَا قَدْ كَانَ يَفْعَلُهُ هِشَامُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، فَمَا ظَنُّكَ بِهِ أَيْ رَسُولُ اللهِ؟، فَقَالَ: «كُلُّ قَبْرٍ لَا يَشْهَدُ صَاحِبُهُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَهُوَ جَذْوَةٌ مِنَ

النَّارِ، وَقَدْ وَجَدْتُ عَمِّي أَبَا طَالِبٍ فِي طَمْطَامٍ مِنَ النَّارِ فَأَخْرَجَهُ اللهُ بِمَكَانِهِ مِنِّي وَإِحْسَانِهِ إِلَيَّ فَجَعَلَهُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ

اُمِّ سَلَمَۃَ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حَارِثَ بْنَ ہِشَامٍ حجۃ الوداع کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں صلہ رحمی کرتا ہوں، پڑوسی پر احسان کرتا ہوں، یتیم کی دیکھ بھال کرتا ہوں، مہمان و مسکین کو کھانا کھلاتا ہوں اور اس طرح سب جو میں کرتا ہوں ایسا ہی ہشام بن مغیرہ (مشرک) کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر کیا گمان ہے ؟ رسول اللہ نے جوابا فرمایا : ہر قبر جس میں اس کا صاحب بغیر لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ کی گواہی پر ہو اس پر آگ کا انگارہ ہے اور بے شک میں نے ابو طالب کو آگ کی لپیٹ میں پایا، پھر اللہ نے ان کے میرے ساتھ مکان و احسان کی بنا پر ان کو آگ میں سے نکال کر ضَحْضَاحٍ النار میں کر دیا

اسی قسم کا متن عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيُطْعِمُ الْمِسْكِينَ فَهَلْ ذَالِكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: " لَا يَنْفَعُهُ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ایام جاہلیت میں (مشرک)ابن جدعان رشتہ داروں پر رحم کرتا تھا مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا کیا اس کو اس چیز نے نفع دیا؟ فرمایا نہیں کیونکہ اس نے ایک دن بھی نہیں کہا اے رب روز محشر میرے گناہ معاف کر دے

بیہقی نے کتاب بعث و نشور میں لکھا ہے

إلا أن اللهَ يَضَعُ عَنه أَلْوانًا مِن العَذَاب عَلى جِنَايَاتٍ جنَاها سِوى الكُفْر؛ تَطْيِيبًا لِقَلب النَّبي – صلى الله عليه وسلم –، وثَوابًا له في نَفسه، لا لِأَبي طَالِب؛ لأن حَسَناتِ أَبي طَالِب صَارَت بِمَوتِه عَلى كُفره هَباءً مَنثُورًا، وقد وَرَد الخَبر بِأن ثَوابَ الكَافِر عَلَى إِحسَانِه يَكُونُ في الدُّنيا

لب لباب ہے کہ ابو طالب کی نیکیاں اس کی کفر پر موت کی وجہ سے فنا ہو گئیں اور اس کے عذاب میں تخفیف اس کے عمل کی وجہ سے نہیں کی گئی بلکہ محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قلبی اطمینان دینے کے لئے من جانب اللہ کی گئی ہے

اب کچھ شاذ روایات کا ذکر کرتے ہیں- صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ، يَقُولُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوطُكَ

وَيَنْصُرُكَ فَهَلْ نَفَعَهُ ذَلِكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ، فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ

ابن عمر سفیان عبدالملک بن عمیر عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا رسول اللہ سی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیہ وسلم ابوطالب آپ کا احاطہ کیے رہتے تھے اور آپ کی امداد کرتے تھے کیا انہیں کوئی اس کا نفع پہنچا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ، میں نے اس کو اگ کی غمراتِ نار میں پایا پس اس کو نکال کر (جہنم میں) مقام ضحضاح پر کر دیا

صحیح مسلم، جلد اوّل ص ۱۱۵

یہ روایت شاذ ہے کیونکہ اس میں عذاب میں کمی کو غیر واضح انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت یا دعا سے جوڑا گیا ہے -

صحیح بخاری کی حدیث ۳۸۸۵ میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ: "لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ

كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ". حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بِهَذَا، وَقَالَ: "تَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ".

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن عبداللہ ابن الہاد نے، ان سے عبداللہ بن خباب نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آجائے اور انہیں صرف ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔ ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابو حازم اور دراوردی نے بیان کیا یزید سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح، البتہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ابوطالب کے دماغ کا بھیجہ اس سے کھولے گا۔

اس کا متن بھی شاذ ہے کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " شاید قیامت میں "- گویا کہ یہ تمام قول کوئی گمان ہے حقیقت حال نہیں ہے جبکہ دیگر روایات میں ہے کہ ابوطالب ابھی بھی حالت عذاب میں ہیں مقام ضَحْضَاحٍ پہنچ چکے ہیں

صحیح مسلم کی ایک شاذ روایت میں اس کو روز محشر شفاعت سے جوڑا گیا ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: «لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ

قتیبہ بن سعید، لیث، يزيد بن عبد الله بن أسامة بن الهاد الليثى ،عبداللہ بن خباب، ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہماری شفاعت سے اسے نفع پہنچے گا تو مقام ضحضاح پر ہوں گے-اگ میں ان کے پاوں ہوں گے، جس سے ان کا دماغ کھولے گا

ان روایات پر اعتراض وارد ہوتا کہ مشرک کی شفاعت کرنا انبیاء پر ممنوع ہے اور کافر کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہو گی - لہذا یہ خلاف قرآن ہیں- راقم کہتا ہے یہ اعتراض ان شاذ روایات پر درست ہے- لیکن ایمان ابو طالب کے حوالے سے یہ اعتراض صحیحین ہی کی تمام روایات پر لاگو نہیں ہوتا- روایت اس متن کے ساتھ شاذ ہے جس میں خبر دی گئی ہے کہ روز محشر ابو طالب کی شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے یا زندگی میں کسی دعا کی وجہ سے ابو طالب کا عذاب کم ہوا-

راقم کہتا ہے ۳۰۰ ہجری تک اہل تشیع بھی یہی کہتے تھے کہ ابو طالب کافر تھے - ابی الحسن علی بن ابراہیم القمی المتوفی ۳۲۹ھ کی تفسیر میں ہے کہ (انك لا تهدي من أحببت) آپ جس کو محبوب کریں اس کو ہدایت پر نہیں کر سکتے یہ آیت ابو طالب کے لئے ہے

واما قوله: (انك لا تهدي من أحببت) قال نزلت في ابي طالب عليه السلام فان رسول الله صلى الله عليه وآله كان يقول يا عم قل لا إله إلا الله بالجهر نفعك بها يوم القيامة فيقول: يا بن اخي أنا أعلم بنفسي، (وأقول بنفسى ط) فلما مات شهد العباس بن عبدالمطلب عند رسول الله صلى الله عليه وآله انه تكلم بها عند الموت بأعلى صوته، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: اما انا فلم اسمعها منه وأرجو ان تنفعه يوم القيامة، وقال صلى الله عليه وآله: لو قمت المقام المحمود لشفعت في ابي وامي وعمي وأخ كان لي مواخيا في الجاهلية

الله تعالی کے قول آپ جس کو محبوب کریں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے- کہا یہ ابو طالب کے لئے نازل ہو ہے کیونکہ رسول الله صلى الله عليه وآله کہتے اے چچا کہہ دیں با آواز بلند لا إله إلا الله میں روز محشر آپ کو فائدہ دوں گا ... ابو طالب کہتے مجھے اپنا پتا ہے - پس جب ان کی وفات ہوئی تو عباس نے دیکھا ابو طالب بات کر رہے تھے اونچی آواز سے لیکن رسول الله صلى الله علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا اور امید ہے کہ میں ان کو روز محشر فائدہ دوں

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں ابہام رہ گیا تھا کہ ابو طالب کافر تھے یا مسلم - یہاں بھی جاہلوں نے روایت گھڑتے وقت نہ سوچا کہ غیب کی خبر اللہ اپنے نبی کو دیتا ہے- قمی کے چند سالوں بعد مجمع البیان میں طبرسی المتوفی ۴۶۸ھ کہتے ہیں

أن أهل البيت (عليهم السلام) قد أجمعوا على أن أبا طالب مات مسلما

اہل بیت کا اجماع ہے کہ ابو طالب مسلمان مرے

اور متاخرین نے بھی ائمہ سے اقوال منسوب کیے ہیں مثلا اہل تشیع کی روایت امام باقر سے منسوب ہے۔ بحار انوار از ملا مجلسی کی روایت ہے

وأخبرني الشيخ محمد بن إدريس، عن أبي الحسن العريضي، عن الحسين بن طحان، عن أبي علي، عن محمد بن الحسن بن علي الطوسي، عن رجاله، عن ليث المرادي قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: سيدي إن الناس يقولون: إن أبا طالب في ضحضاح من نار يغلي منه دماغه، قال عليه السلام: كذبوا والله إن إيمان أبي طالب لو وضع في كفة

ميزان وإيمان هذا الخلق في كفة ميزان لرجح إيمان أبي طالب على إيمانهم. ثم قال عليه السلام: كان والله أمير المؤمنين يأمر أن يحج عن أب النبي وأمة وعن أبي طالب في حياته، ولقد أوصى في وصيته بالحج عنهم بعد مماته

ابو بصیر لیث مرادی کہتے ہیں میں نے امام ابو جعفر سے پوچھا سیدی لوگ کہتے ہیں کہ ابو طالب ضحضاح میں ہیں جس سے ان کا دماغ کھول رہا ہے۔ فرمایا جھوٹے ہیں اللہ کی قسم۔ اگر ترازو میں ابو طالب کا ایمان ایک پلڑے میں ہو اور ان لوگوں (یعنی اہل سنت کے محدثین) کا ایمان دوسرے پلڑے میں ہو تو ایمان ابو طالب بڑھ کر ہے پھر فرمایا اللہ کی قسم امیر المومنین علی نے

اپنی زندگی میں حکم دیا تھا زیارت (قبر) والدہ و والد النبی کی اور زیارت قبر ابو طالب کی، اور موت کے بعد بھی اس زیارت کی مجھے وصیت کی

سند میں راوی الحسین بن طحان ہے جس پر شیعہ کتب رجال میں کوئی معلومات نہیں ہیں ساتھ ہی عن رجالہ، مجھول لوگ ہیں- یہ روایت ثابت ہی نہیں ہوتی لیکن حیرت ہے کہ ایمان ابو طالب پر بحث وجدل میں اہل تشیع نے ہر مقام پر اس کو لکھا ہے

قرآن میں ہے[12]

12

اس پر تفسیر قمی میں ہے

حدثني ابي عن صفوان عن ابن مسكان قال قال ابوعبدالله عليه السلام ان آزر ابا ابراهيم كان منجما لنمرود بن كنعان فقال له انى ارى في حساب النجوم ان هذا الزمان يحدث رجلا فينسخ هذا الدين ويدعو إلى دين آخر، فقال نمرود في أي بلاد يكون؟ قال في هذه البلاد، وكان منزل نمرود بكونى ربا (كوثي ريا خ ل)

ابن مسکان نے کہا امام ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا ازر ابراہیم کے والد، نمرود کے ایک منجم تھے

یعنی ابي الحسن علي بن ابراهيم القمي کے دور تک اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ یہ ثابت کیا جائے کہ آزر باپ نہیں تھا

اغلبا اس وجہ سے شیعہ مترجم ذیشان حیدر جوادی ترجمہ کرتے ہیں

اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم علیھ السّلام نے اپنے مربی باپ آزر سے کہا کہ کیا تو ان بتوں کو خدا بنائے ہوئے ہے .میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں

شیعہ مترجم محسن علی نجفی ترجمہ کرتے ہیں

واذ قال ابراهيم لابيه آزر أتتخذ اصناما آلهة انى اريك وقومك في ضلال مبين

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ ازر سے کہا تم بتوں کو الہ لیتے ہو۔میں تم کو اور تمھاری قوم کو واضح گمراہ دیکھتا ہوں

کہا جاتا ہے کہ عربی میں لوگ چچا کے لئے بھی اب بولتے ہیں جیسا کہ ان احادیث میں کہا گیا جو صحیح مسلم: كِتَاب الزَّكَاةِ (بَابٌ فِي تَقْدِيمِ الزَّكَاةِ وَمَنْعِهَا) اور صحیح البخاری: كِتَاب الزَّكَاةِ (بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: { وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ) میں بیان ہوئی ہے

و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ . الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) آزر سے کہا: کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو؟ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو صریح گمراہی میں دیکھ رہا ہوں ۔

اس کی وجہ اہل تشیع کے عقیدہ میں ارتقاء ہے جو معصوم عن الخطا کے حوالے سے ہے کہ جو معصوم ہے اس کی نسل بھی معصوم ہوتی ہے اور یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ سن ۳۳۰ ہجری تک اہل تشیع اس عقیدہ میں ہم خیال نہیں تھے-ازر، ابراہیم کے باپ ہی تھے اس کی دلیل ہے کہ قرآن میں ان کو یا ابتی بھی لکھا گیا ہے ورنہ یہاں یا عمی ہوتا اور حدیث میں ازر کو ایک دنبے کی صورت جہنم میں پھینکا جائے گا کیونکہ ابراہیم نے دعا کی کہ روز محشر ذلت نہ دی جائے

اللَّهُ وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا قَدْ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زکاۃ کی وصولی کے لیے بھیجا تو (بعد میں آپ سے) کہا گیا کہ ابن جمیل خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکاۃ روک لی ہے (نہیں دی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن جمیل تو اس کے علاوہ کسی اور بات کا بدلہ نہیں لے رہا کہ وہ پہلے فقیر تھا تو اللہ نے اسے غنی کر دیا رہے خالد تو تم ان پر زیادتی کر رہے ہو۔ انھوں نے اپنی زرہیں اور ہتھیار (جنگی ساز وسامان) اللہ کی راہ میں وقف کر رکھے ہیں باقی رہے عباس تو ان کی زکاۃ میرے ذمے ہے اور اتنی اس کے ساتھ اور بھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عمر! کیا تمھیں معلوم نہیں، انسان کا چچا اس کے باپ جیسا ہوتا ہے؟

حدیث میں کہا گیا چچا باپ کی طرح ہے — یہ بات رشتہ داری کی ہے کہ چچا کا مقام باپ جیسا ہے- جب والد نہ ہوں تو چچا کا رتبہ بلند سمجھا گیا ہے — ہماری بر صغیر کی روایات میں بھی ہے کہ چچا کو باپ کی طرح عزت دی جاتی ہے لیکن اس کو ابا جان نہیں کہا جاتا
قرآن میں ہے

نعبد إلهك وإله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق

یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا: ہم اپ کے الہ کی اور اپ کے باپوں ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے الہ کی عبادت کریں گے

یہ معلوم ہے کہ اسمٰعیل، یعقوب کے چچا ہیں لیکن قرآن میں ان کو بھی باپ کا رتبہ دیا گیا ہے

حدیث میں ہے رسول اللہ نے کہا

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں ابن عبد المطلب ہوں

جبکہ نبی ابن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں نہ کہ ابن عبد المطلب- لیکن مجاز میں دادا کو بھی باپ کہا جا سکتا ہے دوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش ان کے والد نے نہیں کی بلکہ دادا نے کیا اور یہ بات معروف تھی

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے فتح مکہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رُدُّوا عَلَيَّ أَبِي , رُدُّوا عَلَيَّ أَبِي

میرے باپ کو لاو

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تھا- اگرچہ یہ منقطع روایت ہے اور عکرمہ مولی ابن عباس نے روایت کیا ہے

لہذا اسیاق و سباق دیکھ کر متعین کیا جائے گا کہ کیا کہا جا رہا ہے ایسا انداز کہ چچا یا دادا کو بھی باپ کہا گیا ہو بہت کم ہوتا ہے لیکن یہ ممکن ہے

بہر حال خود اہل تشیع نے ازر والد ابراہیم کے حوالے سے ترجمہ باپ بھی کیا ہے اور قمی نے آزر کو منجم قرار دیا ہے- علم نجوم تو اسلام میں حرام ہے یا نہیں ؟

صوفیاء نے غلو میں ابو طالب کو ایمان والا قرار دیا ہے مثلا راحت المحبین مترجم جلد/۲ص/۱۱۶، مرتبہ امیر خسرو میں صوفی نظام الدین دہلوی کا قول ہے

ایک مرتبہ خواجہ شفیق بلخی کی ملاقات خضر علیہ السلام سے ہوئی ۔ آپ نے عجیب و غریب سوالات کیے (منجملہ ایک یہ بھی ہے کہ) میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن ابو طالب دوزخ میں نہیں جائیں گے ، فرمایا: ٹھیک ہے ۔ میں نے سرور کائنات خواجہ عالم کی زبان مبارک سے سنا ہے ۔ جو فرماتے ہیں کہ ابو طالب قیامت کے دن بہشت میں جائیں گے ۔ خواجہ شفیق بلخی نے پوچھا دلیل ؟ فرمایا : ایک دلیل تو یہ ہے کہ جب آپ فوت ہوئے ہیں تو دنیا سے باایمان گئے ہیں ۔ اس دن سے شیطان غمناک ہے ۔ اور جب اس کی قوم نے غمناکی کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا : اس واسطے کہ وہ دنیا سے با ایمان گیا ہے

احمد رضا خان بریلوی نے اپنے عقیدے کے اثبات کے لئے سورہ الفتح کی پہلی آیت کا اس طرح استعمال کیا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّـهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢﴾ ﴿سورة الفتح﴾

بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے۔ (ترجمہ کنز الایمان، احمد رضا خان بریلوی)

اسی وجہ پر آیۃ کریم سورہ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے اور ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ اعنی سیّدنا عبداﷲ وسیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام و امہات طیبات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم و شیث ونوح وخلیل واسمعیل علیہم الصلوۃ والسلام، اور ما تاخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت و امتِ مرحومہ تو حاصل آیۃ کریمہ یہ ہو ا کہ ہم نے تمہارے لیے فتح مبین فرمائی تاکہ اﷲ تمہارے سبب سے بخش دے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ۔ والحمد للہ رب العالمین۔

ملاحظہ فرمائیں: صفحہ 401 جلد 29 العطا یاالنبویۃفی الفتاوی الرضویۃ معروف بہ فتاوی رضویہ - احمد رضا بریلوی - رضا فاؤنڈیشن، جامع نظامیہ رضویہ۔ لاہور

اس طرح آیت قرانی میں بیان کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ کو ان کے والدین کے گناہ قرار دیا

یہ ترجمہ عقیدہ معصوم عن الخطاء سے اخذ کیا گیا ہے جس کا اجراء امت میں ۳۰۰ ہجری کے بعد کسی وقت ہوا ہے

شیعوں کے مطابق نسل بنو ہاشم میں سے نور گزرا ہے لہذا ان کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ ایمان ابو طالب پر بات کریں۔ الوسی نے تفسیر میں کہانی لکھی ہے کہ ابر ہیم کے چچا آزر کو اسی آگ

نے جلادیا جس میں ابراہیم کو ڈالا گیا تھا، یعنی ابراہیم کے سامنے مرا جبکہ قرآن میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد تک ابراہیم اپنے پب ازر کے لئے دعا کرتے رہے

وأيد بعضهم دعوى أن أبا إبراهيم عليه السلام الحقيقي لم يكن كافرا وإنما الكافر عمه بما أخرجه ابن المنذر في تفسيره بسند صحيح عن سليمان بن صرد قال: لما أرادوا أن يلقوا إبراهيم عليه السلام في النار جعلوا يجمعون الحطب حتى إن كانت العجوز لتجمع الحطب فلما تحقق ذلك قال: حسبي الله تعالى ونعم الوكيل فلما ألقوه قال الله تعالى: يا نارُ كُونِي بَرْداً وَسَلاماً عَلى إِبْراهِيمَ [الأنبياء: 69] فكانت فقال عمه من أجلي دفع عنه فأرسل الله تعالى عليه شرارة من النار فوقعت على قدمه فأحرقته.

اس قول کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں جاتی

یہ قول سُلَيْمَان بن صرد أَبُو مطرف الْخُزَاعِيّ الْكُوفِي سے منسوب ہے جو دجال مختار ثقفی کے ساتھ قتل ہوئے

قَالَ البُخَارِيّ قتل مَعَ الْمُخْتَار بن أبي عبيد وَقتل الْمُخْتَار بِالْكُوفَةِ فِي آخر شعْبَان أَو شهر رَمَضَان سنة 97

اصل تفسیر ابن المنذر میں یہ کہانی بھی نہیں ملی جیسا الوسی نے دعوی کیا ہے

لب لباب یہ ہوا کہ قرآن میں جب آ گیا

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

ابراہیم نے جب اپنے باپ ازر سے کہا

تو اس کو بلا قرینہ صلبی باپ ہی لیا جائے گا- یہ تصور کہ انبیاء کے باپ مومن تھے خود ساختہ ہے —تمام کے تمام انبیاء کے باپ مومن معلوم نہیں ہیں-لوط علیہ السلام کا باپ کون تھا معلوم نہیں لیکن ظاہر ہے کوئی بابلی ہی تھا- کہا جاتا ہے ازر چچا تھا— باپ تارخ تھا لیکن اس سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ملتا، تارخ مومن تھا اس کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے

بعض لوگوں نے توریت سے دلیل لی

Gen. 11:26 When hTerah had lived 70 years, he fathered Abram, Nahor, and Haran.

Gen. 11:27 Now these are the generations of Terah. Terah fathered Abram, Nahor, and Haran; and Haran fathered Lot.

راقم کہتا ہے اللہ تعالی نسب اس طرح بیان نہیں کرتا—یہ کتاب پیدائش ہے جو راقم کی تحقیق میں توریت نہیں ہے۔ اس پر تفصیلی کتاب لکھی ہے

In search of hidden Torah

اس کو دیکھیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ کرنا

نصرانیوں کی طرح مسلمانوں نے نبی علیہ السلام کو نور مجسم قرار دیا اور اب وہ معجزات جو عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منسوب کر دیے گئے اور ان کا تذکرہ دلائل النبوہ میں امام بیہقی و غیر ھم نے کیا

رسول اللہ کے معجزات کے حوالے سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے جس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردہ گوہ کو زندہ کیا جاتا ہے —امام بیہقی نے اس کا ذکر دلائل النبوہ، بَابُ مَا جَاءَ فِي شَهَادَةِ الضَّبِّ لِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرِّسَالَةِ، وَمَا ظَهْرَ فِي ذَلِكَ مِنْ دَلَالَاتِ النُّبُوَّةِ میں کیا ہے

سند میں مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْوَلِيدِ السَّلَمِيّ منکر الحدیث ہے- ذھبی نے میزان میں اس کو رد کیا ہے باطل کہا ہے

روى أبو بكر البيهقى حديث الضب من طريقه بإسناد نظيف، ثم قال البيهقى: الحمل فيه على السلمي هذا.

قلت: صدق والله البيهقى، فإنه خبر باطل.

بیہقی نے کہا اس روایت کا دار و مدار السلمی پر ہے- میں الذھبی کہتا ہوں : سچ کہا بیہقی نے یہ خبر باطل ہے

یہ بھی بیان کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا بچہ زندہ کر دیا تھا- کہا جاتا ہے کہ غزوہِ خندق میں جب خندق کھودی جا رہی تھی تو جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مقدس پر بھوک کے آثار محسوس ہو رہے تھے، کیا تمہارے پاس کھانے پینے کے لئے کوئی چیز ہے ؟....... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس دس آدمیوں کی جماعت کو بلاتے جاؤ- یہاں تک کہ سب صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کھانا کھا چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے طلب فرمایا، نیز فرمایا اے جابر ! اپنے بچوں کو بھی بلاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ کھانا کھائیں- بچوں کی والدہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ آرام کر رہے ہیں-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو ان کے ساتھ ہی کھائیں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کمرے میں داخل ہو کر ان بچوں کے پاس پہنچ گئے، کپڑا اٹھایا تو انہیں زندہ پایا گویا کہ وہ ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہوں- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ کو دائیں اور ایک کو بائیں بٹھایا پھر بچوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا

یہ قصہ معلوم نہیں ہوا کہاں ہے البتہ دلائل النبوہ از بیہقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنَزِيُّ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ خَرَجَتْ سَرِيَّةٌ، فَأَخَذُوا إِنْسَانًا مَعَهُ غَنَمٌ يَرْعَاهَا، فَجَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يُكَلِّمَهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ: إِنِّي قَدْ آمَنْتُ بِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهِ، فَكَيْفَ بِالْغَنَمِ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَهِيَ لِلنَّاسِ الشَّاةُ وَالشَّاتَانِ وَأَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ؟ قَالَ: «احْصِبْ وُجُوهَهَا تَرْجِعْ إِلَى أَهْلِهَا» فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءَ أَوْ تُرَابٍ فَرَمَى بِهِ وُجُوهَهَا فَخَرَجَتْ تَشْتَدُّ حَتَّى دَخَلَتْ كُلُّ شَاةٍ إِلَى أَهْلِهَا، ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى الصَّفِّ فَأَصَابَهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، وَلَمْ يُصَلِّ لِلَّهِ سَجْدَةً قَطُّ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَدْخِلُوهُ الْخِبَاءَ» فَأُدْخِلَ خِبَاءَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: «لَقَدْ حَسُنَ إِسْلَامُ صَاحِبِكُمْ، «لَقَدْ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَإِنَّ عِنْدَهُ لَزَوْجَتَيْنِ لَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ

اس روایت کے مطابق جابر نے اپنی بکریاں کاٹ کر دعوت کی – کھانا کھایا گیا اس کے بعد ... الفاظ ہیں

قَالَ: «احْصِبْ وُجُوهَهَا تَرْجِعْ إِلَى أَهْلِهَا» فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءَ أَوْ تُرَابٍ فَرَمَى بِهِ وُجُوهَهَا فَخَرَجَتْ تَشْتَدُّ حَتَّى دَخَلَتْ كُلُّ شَاةٍ إِلَى أَهْلِهَا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مٹھی بھر کر بکری کے اوپر پھینکتے یہاں تک کہ وہ اٹھتی اور جا کر اپنے ریوڑ سے مل جاتی...

یعنی ایک ایک کر کے سب زندہ ہو گئیں- راقم کہتا ہے سند ضعیف ہے -اس میں شرحبیل بن سعد ابو سعد المدنی مولی الانصار ہے جس کو ابو حاتم نے ضعیف الحدیث کہا ہے دار قطنی نے اور ابن معین نے ضعیف کہا ہے- النسائی نے ضعیف کہا ہے- ابن سعد نے کہا یہ اختلاط کا شکار ہوا- امام مالک نے کہا لیس بثقة ثقہ نہیں ہے

یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی ہے تلخیص الذھبی میں ہے بل كان شرحبيل متهما بلکہ اس میں شرحبیل پر الزام ہے- متہم کہنے کا مطلب ہے کہ اس راوی کو ثقہ نہیں سمجھا جا سکتا

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گونگے کو زبان دی- بیہقی نے تین مخدوش سندیں دی ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْكُدَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا شَاصُونَةُ بْنُ عُبَيْدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْيَمَامِيُّ- وَانْصَرَفْنَا مِنْ عَدَنَ بِقَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا لحردة- قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَرِّضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُعَرِّضِ بْنِ

مُعَيْقِيبِ الْيَمَانِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: حَجَجْتُ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَدَخَلْتُ دَارًا بِمَكَّةَ، فَرَأَيْتُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجْهُهُ مِثْلُ دَارَةِ الْقَمَرِ، وَسَمِعْتُ مِنْهُ عَجَبًا: جَاءَهُ رَجُلٌ بِغُلَامٍ يَوْمَ وُلِدَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا غُلَامُ! مَنْ أَنَا؟» قَالَ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ! قَالَ: «صَدَقْتَ بَارَكَ اللهُ فِيكَ» ، ثُمَّ إِنَّ الْغُلَامَ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى شَبَّ، قَالَ: قَالَ أَبِي: فَكُنَّا نُسَمِيهِ: «مُبَارَكُ الْيَمَامَةِ قَالَ: شَاصُونَةُ بْنُ عُبَيْدٍ: وَقَدْ كُنْتُ أَمُرُّ عَلَى مَعْمَرٍ فَلَمْ أَسْمَعْ مِنْهُ

اس کی سند میں مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْكُدَيْمِيّ متروک ہے۔

دوسری سند ہے

وأَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ الزَّاهِدَ، أنبأنا أبو الحسين مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ جُمَيْعٍ الْغَسَّانِيُّ بِثَغْرِ صَيْدَا، أَنْبَأَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مَحْبُوبِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عُبَيْدٍ أَبُو الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا جَدِّي شَاصُونَةُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَرِّضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُعَيْقِيبٍ، [عَنْ أَبِيهِ] عَنْ جَدِّهِ، قَالَ حَجَجْتُ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، فَدَخَلْتُ دَارًا بِمَكَّةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عليه وسلم وَوَجْهُهُ كَدَارَةِ الْقَمَرِ، فَسَمِعْتُ مِنْهُ عَجَبًا أَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَامَةِ بِغُلَامٍ يَوْمَ وُلِدَ، وَقَدْ لَفَّهُ فِي خِرْقَةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا غُلَامُ! مَنْ أَنَا» ؟ فَقَالَ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ لَهُ: بَارَكَ اللهُ فِيكَ، ثُمَّ إِنَّ الْغُلَامَ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَعْدَهَا [(3)] .

سند میں محبوب بن عثمان بن شاصونة بن عُبَید مجہول ہے

تیسری سند ہے

وَرَوَاهُ أَبُو الْفَضْلِ أَحْمَدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُقْرِئُ الْقَزْوِينِيُّ، عَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَحْبُوبِ بْنِ شَاصُونَةَ. ذَكَرَهُ شَيْخُنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ الْعَبَّاسِ الْوَرَّاقِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ خَلَفٍ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ [(4)] : وَقَدْ أَخْبَرَنِي الثِّقَةُ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَبِي عُمَرَ الزَّاهِدِ، قَالَ: لَمَّا دَخَلْتُ الْيَمَنَ دَخَلْتُ حَرْدَةَ فَسَأَلْتُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَوَجَدْتُ فِيهَا لِشَاصُونَةَ أَعْقَابًا، وَحُمِلْتُ إِلَى قَبْرِهِ فَزُرْتُهُ.

سند میں الثِّقَةُ مِنْ اَصْحَابِنَا، تمام مجہول ہیں

آپ ﷺ تمام عالمین میں حاضر ہیں

عربی کا ایک لفظ حضر ہے یعنی حاضر ہوا یا پہنچا، اس کا ایک مطلب شاہد بھی ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالی قرآن میں کہتا ہے کہ ہم نے تم کو شاہد بنا کر بھیجا یعنی حق کا گواہ بنا کر بھیجا- اس سے تصوف سے متاثر باطل فرقوں نے جو مفہوم لیا وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اہم موقعوں کو دیکھ چکے ہیں جن کا ذکر حق کے حوالے سے ہے مثلاً انبیاء سابقہ کے احوال بھی اس میں شامل ہیں –اس سے نتیجہ نکالا کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہوئے یعنی وہاں پہنچے یا گئے یا اپنے مقام سے دیکھ رہے تھے

حضور بھی عربی کا لفظ ہے یعنی حاضر ہونے کی کیفیت - لسان العرب ابن منظور میں ہے وكلمته بحضرة فلان وبمحضر منه أي بمشهد منه اور کلمہ حضرت فلاں اور محضر منہ کا مطلب ہے اس کو دیکھنے والا- تصوف کی کتب میں کہا جاتا ہے کہ معراج پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور موسی علیہ السلام کا جب نماز سے متعلق مکالمہ ہوا تو امام غزالی وہاں کشفی طور موجود تھے (جسمانی نہیں روحانی طور سے) یہاں تک کہ ایک موقعہ پر رسول اللہ نے غزالی کو روکا کہا ادب یا غزالی - بریلوی فرقہ والے حضور کی شرح کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا جب قرآن و سنت سے ثابت ہو گیا تو اب اس کی نوعیت بھی سمجھ لیں۔ یہ حاضر و ناظر ہونا جسمانی نہیں۔ علمی، نظری اور روحانی ہے کہ ساری کائنات پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ہے۔ سب کچھ اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ اور یہ سب کچھ عطائے خداوندی سے ہے اور ساری کائنات پر گواہی کی یہی شان ہو سکتی ہے۔ انتھی

http://www.thefatwa.com/urdu/questionID/1474/حضور-ص-کے-حاضر-و-ناظر-ہونے-سے-کیا-مراد-ہے/

راقم کہتا ہے فقہ کی کتب میں دلیل لی جاتی ہے کہ یہ کام "بحضرة النبي" ہوا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا لہذا اس مسئلہ میں یہ فلاں رائے صحیح ہے لیکن وفات کے بعد یہ ممکن نہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کہہ سکیں - خیال رہے کہ لفظ حضرت بطور ٹائٹل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے، فقہ کی عربی کتب میں استعمال نہیں ہوا -

حضرت کا لفظ بطور ٹائٹل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اغلباً سب سے پہلے ترک صوفیوں نے استعمال کیا اور وہاں سے بر صغیر پہنچا اور فارسی اور اردو میں بھی آ گیا - حضرت اصلا اہل تصوف کی اصطلاح ہے — ترکوں کی خلافت کی وجہ سے یہ عربی میں بھی رواج پا گیا اور عربی لغت میں حضرت کا لفظ بطور ٹائٹل استعمال ہونے لگا - یہ الفاظ ترک اپنے زعماء کے لئے بھی بطور ٹائٹل استعمال کرتے تھے لہذا یہ عربی میں بھی آ گیا (جیسے بیگم کا لفظ اردو میں استعمال ہو رہا ہے جو ترک

معاشرہ کی اہم عورتوں کے لئے بولتے تھے) –القاموس الوحید، تاج العروس، المنجد، مصباح اللغات یہ جدید عربی لغات ہیں ان کے مطابق لفظ حضرت کا اطلاق ایسے بڑے آدمی پر ہوتا ہے جس کے پاس لوگ جمع ہوتے ہیں لیکن یہ ٹائٹل قرون ثلاثہ یا سلف کی عربی میں استعمال نہیں ہوتا تھا- حضرۃ محمد (یا حضرت محمد) کا لفظ حدیث کی عربی شروحات میں بھی نہیں ہے کیونکہ اس کا استعمال ترکوں نے کیا اور اہل نقل و حدیث میں اس کو استعمال نہیں کیا جاتا تھا

کہنے کا مقصد ہے کہ حضرۃ یا حضرت عربی کا لفظ تھا لیکن اس کو شہود کے صوفی مفہوم پر لیتے ہوئے ترکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بولا اور اپنے رؤسا کو بھی بطور خطاب بھی دیا وہاں سے بر صغیر آیا اور اردو اور عربی لغات میں اس مفہوم پر آ گیا

کتاب نهاية الإيجاز في سيرة ساكن الحجاز المؤلف: رفاعة رافع بن بدوي بن علي الطهطاوي (المتوفى: 1290هـ) کے مطابق

ويحكى بمناسبة ذلك أن السلطان محمود الأوّل «3» الغازى ذهب إلى قطب الأقطاب أبي الحسن الخرقاني «4» ليزوره، فقال: حدّثنا حديثا عن أبي يزيد (5) لنسمعه منك، فقال الشيخ: كان أبو يزيد رجلا من أبصره نجا، ومن نظر إليه اهتدي، فقال السلطان محمود: أهو أعظم من حضرة محمد صلّى الله عليه وسلّم؟

اور مناسب ہے کہ اس حکایت کا ذکر ہو کہ سلطان محمود الاول (المتوفی 1168ھ) الغازی قطب الاقطاب ابو حسن خرقانی کی زیارت کو گئے اور کہا ہم سے روایت کیا- ابو یزید نے کہا شیخ نے کہا:

ابویزید وہ شخص ہے کہ جو اس کو دیکھے نجات پائے اور جو نظر ڈالے ہدایت پائے۔اس پر سلطان محمود نے کہا کیا وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی عظیم ہے؟

یعنی بارہویں صدی میں "حضرۃ محمد" کے الفاظ ترک عثمانی خلافت والے بول رہے تھے ان سے قبل عربی میں اس کا استعمال نہیں ملتا۔ لیکن برصغیر میں یہ رواج پا گیا تمام فرقے بولتے ہیں۔اب یہ انبیاء اور اصحاب رسول سب پر بولا جاتا ہے۔ہم نہیں بولیں گے کیونکہ ہم کو اس کے پیچھے اصل صوفی فکر کا علم ہو گیا ہے

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَجِيءُ نُوحٌ وَأُمَّتُهُ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: هَلْ بَلَّغْتَ ؟، فَيَقُولُ: نَعَمْ أَيْ رَبِّ، فَيَقُولُ لِأُمَّتِهِ: هَلْ بَلَّغَكُمْ ؟، فَيَقُولُونَ: لَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَبِيٍّ، فَيَقُولُ: لِنُوحٍ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ ؟، فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَّتُهُ فَنَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ وَهُوَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ سورة البقرة آية 143 وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ".

(صحیح بخاری: حدیث نمبر:3339)

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) نوح علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے، میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ اے رب العزت ! اب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائے گا، کیا (نوح علیہ السلام نے) تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا، اس کے لئے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں)۔ آپ (ص) نے فرمایا: چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچایا تھا اور یہی مفہوم اللہ جل ذکرہ کے اس ارشاد کا ہے «وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس» اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو۔ اور «وسط» کے معنی درمیانی کے ہیں۔

اس حدیث کا مفہوم سب پر واضح ہے کہ امت محمد نے قرآن پر پڑھ لیا ہے کہ نوح نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی اس بناپر وہ گواہ ہیں ـــ لیکن غلو پسندوں نے اس آیت کو بدلا

شیعہ کتاب الکافی کی حدیث ۳۹۲ میں ہے

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ لِي إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَ جَمَعَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى الْخَلَائِقَ كَانَ نُوحٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ أَوَّلَ مَنْ يُدْعَى بِهِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ص قَالَ فَيَخْرُجُ نُوحٌ ع فَيَتَخَطَّى النَّاسَ حَتَّى يَجِيءَ إِلَى مُحَمَّدٍ ص وَ هُوَ عَلَى كَثِيبِ الْمِسْكِ وَ مَعَهُ عَلِيٌّ ع وَ هُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ- فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُ نُوحٌ لِمُحَمَّدٍ ص يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى سَأَلَنِي هَلْ بَلَّغْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَقُلْتُ مُحَمَّدٌ ص فَيَقُولُ يَا جَعْفَرُ يَا حَمْزَةُ اذْهَبَا وَ اشْهَدَا لَهُ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع- فَجَعْفَرٌ وَ حَمْزَةُ هُمَا الشَّاهِدَانِ لِلْأَنْبِيَاءِ ع بِمَا بَلَّغُوا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ- فَعَلِيٌّ ع أَيْنَ هُوَ فَقَالَ هُوَ أَعْظَمُ مَنْزِلَةً مِنْ ذَلِكَ.

یوسف بن ابی سعید کہتا ہے میں ایک دن ابی عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا اور اللہ تعالیٰ تمام خلائق جمع کریگا۔ سب سے پہلے نوح علیہ السلام کو بلایا جائیگا۔ ان سے پوچھا جائے گا: تم نے (اللہ تعالیٰ کا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ کہا جائیگا تمہاری گواہی کون دے گا؟ وہ کہیں گے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر نوح علیہ السلام نکلیں گے اور لوگوں کو ہٹاتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں گے اور وہ مشک کے ٹیلے پر ہوں گے، انکے پاس علی علیہ السلام ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ہے

"فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔" جب وہ اسے قریب دیکھیں گے تو کافرین کے چہرے برے بن جائیں گے پھر نوح علیہ السلام، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں گے: اے محمد، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے پوچھا ہے: کیا تم نے تبلیغ کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ اللہ نے فرمایا: تیری گواہی کون دے گا؟ مین نے عرض کیا: محمد (ص)۔ پھر رسول اللہ فرمائیں گے اے جعفر اور اے حمزہ جاؤ اور اس کی لئے گواہی دو کہ اس نے تبلیغ کی تھی۔ امام جعفر صادق نے فرمایا: پھر جعفر اور حمزہ دونوں، انبیاء کی تبلیغ کے شاہد ہیں۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: میں آپ پر فدا پھر علی کہاں ہونگے؟ آپ نے فرمایا: ان کا مقام اس سے بہت بلند ہے۔

راقم کہتا ہے یہ روایت الکافی از کلینی کی ہے جس کے شیعہ محقق نے حاشیہ میں لکھا ہے

يوسف بن ابى سعيد غير مذكور في كتب الرجال

یوسف بن ابي سعید کا ذکر کتب الرجال میں نہیں ہے

معلوم ہوا کہ سند میں مجہول راوی ہے- متن میں ثابت کیا جا رہا ہے کہ جعفر اور حمزہ دو افراد تمام انبیاء کی تبلیغ کے شاہد ہیں-

یہی قول غلو میں بعض صوفیاء نے لیا ہے کہ انبیاء کی تبلیغ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے-

کون سا نبی ہوا میں چلا؟

مسلمانوں میں دیکھا گیا ہے کہ اکثر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے کرتے ہیں پھر رسول اللہ کو باقی انبیاء سے بلند کرتے ہیں مثلا مالکی فقہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشہیر بابن الحاج (المتوفی: 737ھ) کتاب المدخل میں لکھتے ہیں

وَقَالَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعَرَبِيِّ - رَحِمَهُ اللَّهُ - فِي كِتَابِ مَرَاقِي الزُّلْفَى لَهُ قَالَ الْأُسْتَاذُ أَبُو عَلِيٍّ الدَّقَّاقُ فِي «قَوْلِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَيْثُ قِيلَ لَهُ إنَّ عِيسَى - عَلَيْهِ السَّلَامُ - كَانَ يَمْشِي عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لَوْ ازْدَادَ يَقِينًا لَمَشَى فِي الْهَوَاءِ» فَقَالَ إنَّمَا أَرَادَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَشَارَ بِهَذَا الْقَوْلِ إلَى نَفْسِهِ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ؛ لِأَنَّ فِي لَطَائِفِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا بَلَغْت الرَّفْرَف رَأَيْت الْبُرَاق قَدْ بَقِيَ وَمَشَيْت يَعْنِي أَنَّهُ مَشَى فِي الْهَوَاءِ إلَى الْمَلِكِ الْأَعْلَى. وَإِلَى هَذَا أَشَارَ الْجُنَيْدُ - رَحِمَهُ اللَّهُ - حَيْثُ قَالَ قَدْ مَشَى رِجَالٌ بِالْيَقِينِ عَلَى الْمَاءِ وَمَاتَ بِالْعَطَشِ أَفْضَلُ مِنْهُمْ يَقِينًا وَقَوْلُهُ مَشَى فِي الْهَوَاءِ إلَى الْمَلِكِ الْأَعْلَى يُرِيدُ مَعَ التَّنْزِيهِ وَالتَّقْدِيسِ عَنْ الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ

قاضی ابو بکر ابن عربی نے کتاب میں بیان کیا ہے کہ استاذ ابو علی دقاق نے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جب ان سے کہا گیا تھا کہ عیسی علیہ السلام پانی پر چلے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں زیادہ کروں تو یقینا ہوا پر چلوں، تو استاد نے اس پر کہا کہ نبی علیہ السلام نے ارادہ کیا اور اشارہ کیا اپنی طرف اس قول سے کہ معراج

کی رات کے حوالے سے- کیونکہ اس کے لطائف میں سے ہے جب رفرف لایا گیا تو دیکھا براق رہ گیا ہے اور .. آپ پھر ہوا میں چلے وہاں سے ملک اعلی کی طرف اور اس کی طرف جنید بغدادی نے اشارہ کیا جب کہا بلاشبہ (بعض) رجال پانی پر یقین کے ساتھ چلے اور جو (صوفی) پیاس سے مرے وہ یقینا ان سے بھی افضل ہیں اور ان کا قول ہوا میں چلے ملک اعلی کی طرف سے مراد الْجِهَةِ وَالْمَكَانِ میں التَّنْزِيهِ وَالتَّقْدِيسِ ہے

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفرف پر سوار ہوئے تو گویا ہوا میں چلے - راقم کہتا ہے رفرف کی کوئی بھی خبر صحیح سند سے نہیں ہے -اس پر تفصیلی کلام کتاب الاسراء میں ہے

الم تری -- کیا تم نے دیکھا؟

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے الم تری کہا

أيْ عَائِشَةَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِزًا الْمُدْلَجِيَّ رَأَى زيدا وأسامة قد غطيا رؤوسهما بِقَطِيفَةٍ وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ: إِنَّ هَذِه الأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ
اے عائشہ تم نے دیکھا کہ مُجَزِزًا الْمُدْلَجِيّ نے اسامہ اور زید کے قدموں کو دیکھا تو کہا جبکہ ان کے سر ڈھنپے ہوئے تھے کہ یہ پیر ایک جیسے ہیں

عائشہ رضی اللہ عنہ وہاں نہیں تھیں جب یہ بات ہوئی

الإبانة في اللغة العربية از سَلَمة بن مُسْلِم العَوْتبي الصُحاري میں ہے

والعَرَبُ تقول: أ لم تر إني ما فَعَل فلان. أي: اعلَمْهُ. قال الله تعالى: {أَلَمْ تَرَى كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ}. أي تَعْلَم من رؤية القلب

اور عرب کہتے ہیں کیا تم نے دیکھا میں نے فلاں کے ساتھ کیا کیا؟ یعنی علم ہوا—اللہ تعالی کا قول ہے- کیا تم نے دیکھا کہ تمہارے رب نے اصحاب ہاتھی کے ساتھ کیا کیا؟ یعنی قلبی رویت سے جانا

اسی کتاب میں لکھا ہے کہ

والنبي صلى الله عليه [وسلم] لم ير ذلك لأنه كان قبل مولده بثلاثِ وعشرين سنة، وقبلَ

مبعثهِ بثلاثٍ وستين سنة،
نبی نے اصحاب فیل کا واقعہ نہ دیکھا کیونکہ وہ ان کی پیدائش کے ۱۳ یا ۱۰ سال پہلے ہوا

یہ دور نبوی کی عربی میں عام تھا کہ کیا تم نے دیکھا کہا جاتا جبکہ مطلب یہ ہوتا کہ کیا تم کو پتا چلا-
صحیح بخاری میں حدیث ہے

من رآني في المنام فسيراني في اليقظة، ولا يتمثل الشيطان بي

جس نے مجھے حالت نیند میں دیکھا وہ جاگنے کی حالت میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا

امام بخاری تبصرہ کرتے ہیں: قال أبو عبد الله: قال ابن سيرين إذا رآه في صورته امام بخاری کہتے ہیں ابن سیرین کہتے ہیں اگر آپ کی صورت پر دیکھے- اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ کی ہے جب بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو مسلمان ہوئے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فوراً ملاقات نہ کر سکے پھر ان مسلمانوں نے دور دراز کا سفر کیا اور نبی کو دیکھا. ایسے افراد کے لئے بتایا جا رہا ہے کہ ان میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا اور یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک ہی محدود تھی کیونکہ اب جو ان کو خواب میں دیکھے گا وہ بیداری میں نہیں دیکھ سکتا- البتہ فرقوں نے اسی حدیث سے اس نتیجہ کا استخراج کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بعد وفات نہ صرف خواب میں بلکہ بیداری میں بھی دیکھا جا سکتا ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں سے آکر ان کے مدارس میں ملتے ہیں اور احادیث کا درس بھی دیتے ہیں۔

جلال الدین سیوطی الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۳۱۴ میں بہت سے علماء و صوفیا کے اقوال نقل کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی روح اقدس کو ملکوت ارض و سما میں تصرف و تصرف عطا کر دیا ہے، دن ہو یا رات، عالم خواب ہو یا عالم بیداری، جس وقت اور جب بھی چاہیں کسی بھی غلام کو اپنے دیدار اور زیارت سے نواز سکتے ہیں، جسے چاہیں چادر مبارک عطا کر جائیں اور جسے چاہیں موئے مبارک دیں۔

الآلوسی (المتوفى: 1270ھـ) سورہ الاحزاب کی تفسیر میں روح المعانی میں لکھتے ہیں

وأيد بحديث أبي يعلى «والذي نفسي بيده لينزلن عيسى ابن مريم ثم لئن قام على قبري وقال يا محمد لأجيبنه» . وجوز أن يكون ذلك بالاجتماع معه عليه الصلاة والسّلام روحانية ولا بدع في ذلك فقد وقعت رؤيته صلّى الله عليه وسلم بعد وفاته لغير واحد من الكاملين من هذه الأمة والأخذ منه يقظة

اور اس کی تائید ہوتی ہے حدیث ابی یعلی سے جس میں ہے کہ وہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور عیسیٰ نازل ہوں گے پھر جب میری قبر پر آئیں گے اور کہیں گے یا محمد میں جواب دوں گا اور جائز ہے کہ یہ اجتماع انبیاء کا روحانی ہو اور یہ بعید بھی نہیں کیونکہ اس امت کے ایک سے زائد کاملین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات بیداری میں دیکھا ہے

اسی تفسیر میں سورہ یس کے تحت آلوسی لکھتے ہیں

والأنفس الناطقة الإنسانية إذا كانت قدسية قد تنسلخ عن الأبدان وتذهب متمثلة ظاهرة بصور أبدانها أو بصور أخرى كما يتمثل جبريل عليه السلام ويظهر بصورة دحية أو بصورة بعض الأعراب كما جاء في صحيح الأخبار حيث يشاء الله عز وجل مع بقاء نوع تعلق لها بالأبدان الأصلية يتأتى معه صدور الأفعال منها كما يحكى عن بعض الأولياء قدست أسرارهم أنهم يرون في وقت واحد في عدة مواضع وما ذاك إلا لقوة تجرد أنفسهم وغاية تقدسها فتمثل وتظهر في موضع وبدنها الأصلي في موضع آخر

نفس ناطقہ انسانی جب پاک ہو جاتا ہے تو اپنے بدن سے جدا ہو کر مماثل ظاہری ابدان سے یا کسی اور صورت میں ظاہر ہوتے ہیں جیسے کہ جبریل کی شکل میں یا دحیہ کلبی کی صورت یا بدو کی صورت جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے جیسا اللہ چاہے اس بدن کی بقاء کے ساتھ جو اصلی بدن سے بھی جڑا ہو ایک ہی وقت میں لیکن کئی مقام پر ہو اس طرح حکایت کیا گیا ہے اولیاء سے جن کے پاک راز ہیں کہ ان کو ایک ہی وقت میں الگ الگ جگھوں پر دیکھا گیا

اس طرح آلوسی نے یہ ثابت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں کئی مقام پر ظاہر ہو سکتے ہیں- آج یہ عقیدہ بریلویوں کا ہے راقم سلف کے اس فلسفے کو رد کرتا ہے

.بریلوی فرقہ کے سر خیل احمد رضا خان، کتاب خالص الاعتقاد میں لکھتے ہیں

نبی کریم ﷺ کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے

احمد رضا خان تحریر کرتے ہیں

اگر وہ (اولیاء) چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں ہزار جگہ کی دعوت قبول کرسکتے ہیں

فیض الباری میں دیوبندی عالم انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں

ويمكن عندي رؤيته صلى الله عليه وسلّم يقظةً لمن رزقه الله سبحانه كما نقل عن السيوطي رحمه الله تعالى - وكان زاهدًا متشددًا في الكلام على بعض معاصريه ممن له شأن - أنه رآه صلى الله عليه وسلّم اثنين وعشرين مرة وسأله عن أحاديث ثم صححها بعد تصحيحه صلى الله عليه وسلّم

میرے نزدیک بیداری میں بھی رسول اللہ کو دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ عطا کرے جیسا سیوطی سے نقل کیا گیا ہے جو ایک سخت زاہد تھے ...انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۲۸ مرتبہ دیکھا اور ان سے احادیث کی تصحیح کے بعد ان کو صحیح قرار دیا

انور شاہ نے مزید لکھا

والشعراني رحمه الله تعالى أيضًا كتب أنه رآه صلى الله عليه وسلّم وقرأ عليه البخاري في ثمانية رفقة معه

الشعرانی نے رسول اللہ کو دیکھا اور ان کے سامنے صحیح بخاری اپنے ۸ رفقاء کے ساتھ پڑھی

یعنی یہ بات لوگ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں بھی کسی بھی عالم میں ظاہر ہو سکتے ہیں

بخاری و مسلم کی روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجته وَمَن فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةَ مِنْ كُرْب يوم الْقيامة.

جو شخص اپنے کسی بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی ایک تکلیف دور کی (مشکل حل کر دی) اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے قیامت کی تکلیفوں میں سے اس کی ایک تکلیف دور فرمادے گا"۔

کہا جاتا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امتی کی مدد نہ کریں- قبر سے باہر آنے کا نظریہ یہیں سے لیا گیا ہے کہ بزرگان دین وانبیاء قبروں سے باہر آکر مدد کرتے ہیں - یہ دلیل قیاس پر ہے - جبکہ انبیاء میں سلیمان علیہ السلام کا جسد ان کی وفات پر گرا، جنات نے دیکھا سلیمان کھڑے نہیں رہ سکتے تھے

قرآن میں صرف اللہ کو پکارنے کا حکم ہے اور اس کے ساتھ کسی اور کو پاور فل ماننا لا حول ولا قوہ الا باللہ کا انکار ہے

کیاانبیاء وفرشتے، در کے سوالی ہیں؟

سورہ ال عمران میں ہے

وإذ أخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال أأقررتم وأخذتم على ذلكم إصري قالوا أقررنا قال فاشهدوا وأنا معكم من الشاهدين (81) فمن تولى بعد ذلك فأولئك هم الفاسقون

اور جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ ہم جب تم کو کتاب و حکمت دے دیں اور پھر اس کے بعد کوئی رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہو تو تم اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا . اور پھر پوچھا کیا تم نے ان باتوں کا اقرار کر لیا اور ہمارے عہد کو قبول کر لیا تو سب نے کہا بیشک ہم نے اقرار کر لیا- ارشاد ہوا کہ اب تم سب گواہ بھی رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں

انبیاء کو ایک دوسرے کا مدد گار کہا گیا ہے-غلام تو یہ صرف اللہ کے ہیں- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب جنت میں انبیاء سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا اور عبد صالح کہا مالک یا آقا نہیں کہا-فرشتے بھی اللہ کے غلام ہیں—رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے موقعوں پر فرشتوں کو پہچان نہ سکے ، یہاں تک کہ ان کو خبر دی گئی کہ یہ فرشتے ہیں مثلا خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو شخص آکر لے گئے ان کو بہشت میں ان کا مقام دکھایا گیا- آخر میں بتایا گیا کہ

یہ جبریل اور یہ میکایل ہیں-غلام کے لئے جائز نہیں کہ آقا کو اپنے اپ کو ظاہر نہ کرے ظاہر ہے یہ سب بحکم الہی ہوا جس کے سب غلام ہیں

سرور کائنات کون ؟

سرور کا مطلب سردار ہے اور کائنات کا بادشاہ کون ہے سوائے اللہ کے ؟ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَخْنَى الأَسْمَاءِ يَوْمَ القِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاَكِ

قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے برے نام والا وہ شخص ہے جس کا نام شہنشاہ رکھا جائے

لیکن آج تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہنشاہ سے بھی بڑھا کر کائنات کا سردار کہا جا رہا ہے

کہنے والے کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سید کا لفظ حدیث میں آیا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مسلم : 2278

ابو هريره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن بنی آدم کا سید (سردار) ہوں۔

لہٰذاان کو کائنات کا سر دار کہا جا سکتا ہے- لیکن کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ جس نے کہا کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے- انبیاء میں یونس علیہ السلام وہ نبی تھے جو اپنی ایک بات کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں پھنس گئے لہٰذا اگر انبیاء میں کسی پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہوتا تو وہ یونس علیہ السلام تھے اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص ان کا ذکر کر کے یہ کہا

اسی طرح سرور کونین، سرور دو عالم، سرور لولاک کہنا بھی صحیح نہیں- یہ کہنا اللہ کی تمکنت میں کسی اور کو شریک کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اللہ ملک الناس ہے یعنی انسانوں کا بادشاہ

رسول اللہ، کلمہ اللہ ہیں ؟

طارق جمیل اپنی تقاریر میں کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اس طرح ہیں کہ ان میں تمام انبیاء کی خوبیاں ہیں لہٰذا وہ کلمہ اللہ بھی ہیں- کلمہ اللہ کا ٹائٹل عیسیٰ و یحییٰ علیھما السلام کا ہے کیونکہ یہ دونوں انبیاء بلا انسانی دخل کے اللہ کے حکم پر اپنی ماؤں کے حمل میں وجود میں آئے اور ان کی ماؤں کے اجسام اللہ کے حکم سے بدل گئے لہٰذا ان دونوں کو کلمہ اللہ کہا گیا ہے- لیکن اب غالیوں نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بیان کیا ہے[13]

اس حوالے سے قرآن سے آیت پیش کی گئی

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اور زمین میں جتنے درخت ہیں، اگر وہ قلم بن جائیں، اور یہ جو سمندر ہے، اُس کے علاوہ سات سمندر اس کے ساتھ اور مل جائیں، (اور وہ روشنائی بن کر اللہ کی صفات لکھیں) تب بھی اللہ کی باتیں ختم نہیں ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک

---

13 https://www.youtube.com/watch?v=NXZ88pn_Cpc&feature=youtu.be

اس آیت میں خاص اللہ تعالی کی تعریف کا ذکر ہے -اس آیت کو غالی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ کے کلمات ہیں اس لئے ہے کہ اگر کوئی رسول اللہ کی تعریف کرے تو وہ ختم نہ ہو گی۔ استغفرا اللہ

رسول اللہ ﷺ کو سید المرسلین کہنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم دی کہ انبیاء کا آپس میں مقابلہ مت کرنا کہ یہ کہو کہ محمد علیہ السلام یونس علیہ السلام سے بہتر ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث 3395 ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ، يَقُولَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيهِ.

مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا ہم سے غندر نے بیان کیا' ان سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے بیان کیا' ان سے ابوالعالیہ نے بیان کیا اور ان سے تمہارے نبی کے چچازاد بھائی یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو یوں نہ کہنا چاہیے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ان کے والد کی طرف منسوب کر کے لیا۔

صحیح بخاری ۳۴۱۲ میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ، ح حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس سے بہتر ہوں

ذخیرہ کتب میں ایک واحد روایت ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین کہا گیا ہے - سنن ابن ماجہ اور الدعوات الکبیر از بیہقی میں ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَيَانٍ، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ، عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ؛ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ. قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا. قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ (4) وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود (صلاۃ) بھیجو تو اچھی طرح بھیجو، تمہیں معلوم نہیں شاید وہ درود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جائے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان سے عرض کیا: پھر تو آپ ہمیں درود سکھا دیجئیے، انہوں نے کہا: کہو: «اللهم اجعل صلاتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وإمام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك

إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا يغبطه به الأولون والآخرون اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد»

"اے اللہ ! اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام، خاتم النبیین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرما، جو کہ تیرے بندے اور رسول ہیں، خیر کے امام و قائد اور رسول رحمت ہیں، اے اللہ ! ان کو مقام محمود پر فائز فرما، جس پہ اولین وآخرین رشک کریں گے، اے اللہ ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پہ اپنی رحمت نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللہ ! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پہ برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پہ نازل فرمائی ہے، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے

راقم کہتا ہے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کر سکتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین کہہ کر ان کو یونس بن متی علیہ السلام سے بلند کریں- سند میں سعيد بن علاقة أبو فاختة مولى أم هانىء بنت أبي طالب مجہول ہے –اس کی توثیق صرف متاخرین میں عجلی اور الدراقطنی نے کی ہے - شعب الایمان میں اس کی سند میں أَبِي فَاخِتَةَ مَوْلَى جَعْدَةَ بْنِ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُومِيِّ لکھا ہے یہ بھی مجہول ہے- راقم کہتا ہے إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال از

مغلطای میں ہے- وقال ابن قانع: مات سنة عشرين ومائة وقال أبو داود: ليس بثقة.

ابن قانع نے کہا سعید بن علاقۃ الہاشمی سن ۱۲۰ میں مرا- اور امام ابو داود کا کہنا ہے یہ ثقہ نہیں ہے

معلوم ہوا یہ سند ضعیف ہے - البانی نے بھی اس کو ضعیف سند کہا ہے- لیکن حیرت ہے کہ ان میں غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری بھی ہیں جن کی سر براہی میں ماہنامہ السنہ شمارہ ۸۰ -۸۶ ص ۶۳ سال ۲۰۱۵ میں شائع ہوا- اس شمارہ میں مضمون نگار ابن حسن محمدی اپنے مضمون درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے میں اسی روایت کو پیش کر کے صحیح کہہ رہے ہیں

کہو جو اللہ تعالی چاہے پھر اس کا رسول چاہے

صحیح مسلم میں ہے[14]

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ، فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا، فَقَدْ غَوَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ، قُلْ: وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ ". قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فَقَدْ غَوِيَ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے تقریر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو کہا جس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی تو گمراہ ہوا—رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم بہت ہی برے خطیب ہو—کہو: جو اللہ کی نافرمانی کرے اور اس کے رسول کی

یعنی اس حدیث کے مطابق رسول اللہ نے ایک ضمیر میں اللہ اور اس کے رسول کو جمع کرنے سے منع کیا- فرقے (بریلوی بشمول اہل حدیث فرقہ) اس حدیث کی ایک مخالف شاذ حدیث

---

14 صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخيف الصلاة والخطبة : 870۔ نسائي، كتاب النكاح، باب ما يكره من الخطبة : 3281۔ ابوداؤد، كتاب الصلاة، باب الرجل يخطب على قوس : 1099۔ كتاب الادب : 4981۔ مسند احمد : 4/ 256۔ [بيهقي : 1/ 86، 3/ 216۔ مستدرك حاكم : 1/ 289

سنن ابو داود میں سے پیش کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سکھایا اس میں مذکور ہے

حدَّثنا محمدُ بنُ بشارٍ، حدَّثنا أبو عاصم، حدَّثنا عِمران، عن قتادةَ، عن عبدِ ربه، عن أبي عياض عن ابنِ مسعود: أن رسولَ الله صلَّى الله عليه وسلم - كان إذا تشهدَ، ذكر نحوه، قال بعد قوله: "ورسوله": "أرسله بالحق بشيراً ونذيراً بين يدي الساعة، من يطع الله ورسوله فقد رَشَدَ، ومن يعصهما فإنه لا يَضُرّ إلا نفسَه، ولا يَضُرّ الله شيئا

ابن مسعود نے کہا رسول اللہ نے خطبہ سکھایا جس میں تھا : ... من يطع الله ورسوله فقد رَشَدَ، ومن يعصهما

یعنی ضمیر کو ملا کر اللہ اور اس کے رسول کا ذکر کیا- راقم کہتا ہے اس کی سند میں اِبی عیاض مجهول ہے-

حیرت ہے البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے لیکن مطلب براری کے لئے اہل حدیث عالم ابوالحسن مبشر احمد ربانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے[15]-

اس روایت میں جو من يعصهما فقد غوي جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا کے الفاظ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنے والے کو جو کہا کہ "تو برا خطیب ہے، اس کی شارحین حدیث کئی وجوہات بیان کرتے ہیں : بعض نے کہا: کہ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر

---

15 https://www.tohed.com/ایک-ضمیر-میں-اللہ-اور-رسول-اللہ-کو-جمع-ک/

ناراضی کا اظہار کیا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ضمیر میں جمع کر دیا۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سکھایا اس میں مذکور ہے

من يطع الله ورسوله فقد رشد، ومن يعصهما فإنه لا يضر إلا نفسه ولا يضر الله شيئا

[سنن ابي داود : 1097]

وہی ہو گا جو رسول اللہ ﷺ چاہیں ؟

روایت میں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم مَا شَاءَ اللہ وَشِئْتَ فَقَالَ لَه النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم أَجَعَلْتَنِي وَاللہ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللہ وَحْدَه

احمد بن حنبل، المسند، 1:214، رقم:1839، موسسۃ قرطبۃ، مصر

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ نبی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کیا تو مجھے اور اللہ کو برابر کر رہا ہے ؟ یوں کہو جو اکیلے اللہ نے چاہا۔

یہ صحیح لغیرہ روایت ہے یعنی مسند احمد کی سند ضعیف ہے لیکن متن دیگر صحیح سند سے معلوم ہے

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَجْلَحُ الْكِنْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ شِئْتَ

ابن ماجہ، السنن، 1:684، رقم:2117، دار الفکر بیروت

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں بلکہ یوں کہے جو اللہ چاہے پھر

آپ چاہیں۔
سند ضعیف ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ: أَتَى حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ، قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ، وَمَا ذَاكَ؟»، قَالَ: تَقُولُونَ إِذَا حَلَفْتُمْ وَالْكَعْبَةِ، قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: " إِنَّهُ قَدْ قَالَ: فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ "، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَجْعَلُونَ لِلَّهِ نِدًّا، قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ، وَمَا ذَاكَ؟»، قَالَ: تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ، قَالَ: فَأَمْهَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ فَلْيَفْصِلْ بَيْنَهُمَا ثُمَّ شِئْتَ» (حم) 27093

قُتَيلَہ بنت صیفی جُہینہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہودیوں کا ایک بڑا عالم بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم تم بہت اچھے لوگ ہو اگر شرک نہ کرو۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ وہ کیا ہے؟اس نے کہا تم لوگ قسم اٹھاتے وقت بولتے ہو 'کعبہ کی قسم' کھاتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ وقت خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ اس یہودی نے یہ کہا ہے۔ لہٰذا جو (مسلمان) قسم اٹھائے 'رب کعبہ' کی اٹھائے پھر یہودی عالم بولا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم تم بہت اچھے لوگ ہو اگر اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔آپ نے

فرمایا: سبحان اللہ وہ کیا؟ کہنے لگا تم (مسلمان) کہتے ہو جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔اس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ اس یہودی نے یہ کہا ہے۔اب جو کہے ماشاء اللہ دونوں میں فاصلہ رکھ کر کہے پھر آپ چاہیں۔

یہ روایت منقطع ہے جامع التحصیل فی إحکام المراسیل میں ہے

عبد الله بن يسار آخر قال عثمان بن سعيد سألت يحيى بن معين عن عبد الله بن يسار الذي يروي منصور عنه عن حذيفة لا تقولوا ما شاء الله ألقي حذيفة قال لا أعلمه قلت وروي أيضا عن علي رضي الله عنه فيكون أيضا مرسلا

عثمان نے امام ابن معین سے عبد اللہ بن یسار پر سوال کیا جو حذیفہ سے روایت کرتا ہے لا تقولوا ما شاء اللہ – اس نے اس روایت کو حذیفہ پر ڈالا ابن معین نے کہا نہیں جانتا اور اس نے اس کو علی سے بھی روایت کیا ہے تو یہ بھی مرسل ہے

ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ، تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: " أَمَا وَاللَّهِ، إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ، قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ "، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ

أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ، أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ

حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ اہل کتاب کے ایک شخص سے ملا تو کتابی نے مسلم سے کہا تم لوگ شرک کیوں کرتے ہو؟ کہ کہتے ہو جو اللہ چاہے اور محمد چاہے- اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا پس اپ نے فرمایا واللہ ... کہو جو اللہ چاہے پھر محمد چاہے-

اس کی سند صحیح ہے

رسول اللہ ﷺ شارع مجاز تھے ؟

حدیث میں ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے :

سنو ! مجھے کتاب عطا فرمائی گئی ہے اور اُس کی مثل (یعنی میری سنت) بھی اُس کے ساتھ ہے، سنو ! قریب ہے کہ ایک شخص پیٹ بھرا ہوا اپنی مَسند پر ٹیک لگائے ہو گا (اور) کہے گا: اس کتاب (قرآن) کو لازم پکڑو، پس جو کچھ تم اس میں حلال پاؤ، اُسے حلال جانو اور جو کچھ تم اِس میں حرام پاو، اُسے حرام جانو، سنو ! ہیں تمہارے لیے پالتو گدھے اور کُچلیوں سے شکار کرنے والے درندوں کو حرام قرار دیتا ہوں (ابوداؤد: 4604)

یہ روایت صحیح ہے لیکن افسوس کہنے والے کہتے ہیں- اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو شارعِ مُجاز بنا کر پاک چیزوں کو حلال کرنے اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دینے کا اختیار بھی عطا فرمایا

مودودی مضمون سنت کی آئینی حیثیت میں لکھتے ہیں

لیکن رسول پاک ﷺ چونکہ خدا کے اپنے اعلان کی رو سے دنیا کے سامنے مرضات الہٰی کی نمائندگی کرتے تھے اور خدا نے خود اہل ایمان کو حکم دیا تھا کہ تم ان کی اطاعت اور ان کا اتباع کرو،

جو کچھ یہ حلال کہیں اسے حلال مانو اور جو کچھ یہ حرام قرار دے دیں، اسے حرام مان لو، اس لیے ان کے قول و عمل میں یہ چھوٹی لغزشیں بھی بہت بڑی تھیں، کیونکہ وہ ایک معمولی بشر کی لغزشیں نہ تھیں بلکہ اس شارع مجاز کی لغزشیں تھیں جس کی ایک ایک حرکت اور سکون سے قانون بن رہا تھا۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ بات اپنے ذمے لے لی تھی کہ اپنے رسول کو ٹھیک راستے پر قائم رکھے گا، ان کو غلطیوں سے محفوظ کر دے گا اور ان سے ذرا سی چوک بھی ہو جائے تو وحی کے ذریعہ سے اس کی اصلاح فرما دے گا۔

.بریلوی مفتی عبدالقیوم ہزاروی فتوی میں لکھتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے قرآن مجید کی تشریح بھی فرمائی اور کچھ ایسے احکام ہیں جن کے بارے میں قرآن خاموش ہے وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ سے ہی ملتے ہیں مثلاً قرآن مجید میں تو دم مسفوح، مردار اور خنزیر کو حرام قرار دیا گیا لیکن کتا، گدھا، بندر وغیرہ جو جانور ہیں ان کو بھی ہم حرام حرام کہتے ہیں اور ان کو کھاتے بھی نہیں قرآن میں ان سے منع بھی نہیں کیا گیا یہ حدیث مبارکہ کی روشنی میں حرام ہیں یہی اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہیں کہ ہمارے لیے حرام و حلال صرف وہ نہیں جو قرآن اللہ تعالی نے بیان فرمایا بلکہ وہ بھی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا۔

غیر مقلد بدیع الدین رشدی شمارہ محدث میں مضمون رسولِ اکرم ﷺ بحیثیت منصف اور قانون ساز میں حاشیہ میں لکھتے ہیں

رسولِ اکرم ﷺ کے پاس جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو حضور ﷺ پہلے یہی دیکھتے کہ آیا قرآن کے کسی حکم سے مقدمہ کا فیصلہ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا تو حضور ﷺ قرآن کی بناپر فیصلہ کرتے۔ اگرچہ ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ اپنے حکم کے ذریعے قرآن کے احکام کی تشریح یا تاویل کر دیتے۔ لیکن اگر اس معاملہ کے متعلق قرآن کی کوئی نص موجود نہ ہوتی تو حضور ﷺ خود اس پر حکم صادر فرماتے کیونکہ حضور ﷺ خود شارع تھے۔

اس کے برعکس اللہ تعالی نے سورہ الشوریٰ میں ارشاد فرمایا

شَرَعَ لَكُم مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ (13) وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ (14) فَلِذَلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (15)

اللہ نے تمہارے لئے اسی دین کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے تم سے پہلے نوح کو دیا، جس کو تم پر اے محمدؐ نازل کیا اور جس کا حکم ابراہیم کو، موسیٰ کو اور عیسیٰ کو کیا کہ دین کو قائم کرو اور اس

میں فرقے نہ بنو. مشرکوں پر تمہاری دعوت بہت گراں گزرتی ہے. اللہ جس کو چاہتا ہے چنتا ہے اور اپنی طرف ہدایت دیتا ہے رجوع کرنے والے کو. اور انھوں نے اختلاف نہ کیا، لیکن علم آجانے کے بعد آپس میں عداوت کی وجہ سے. اور اگر یہ پہلے سے تمہارے رب نے (مہلت کا) نہ کہا ہوتا تو ان کا فیصلہ کر دیا جاتا. اور بلاشبہ جن کو ان کے بعد کتاب کا وارث (یہود و نصاریٰ) بنایا گیا تھا وہ اس بارے میں سخت خلجان میں مبتلا ہیں. پس ان کو تبلیغ و تلقین کرو اور استقامت اختیار کرو جیسا حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی اتباع نہ کرو بلکہ کہو: میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں، اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے. ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل. ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں. بے شک اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے

راقم کہتا ہے انبیاء شریعت ساز نہیں ہوتے-ان کو اپنی طرف سے کہنے کا اختیار نہیں ہوتا بلکہ وہ الوحی کے تحت حکم کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالی نے خود اپنے اوپر شہد حرام کرنے سے منع کیا- سورہ تحریم میں ہے

يَآ اَيُّـهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّـٰهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِىْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۚ وَاللّـٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (1)

اے نبی ! آپ کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

لوگ مثال پیش کرتے ہیں کہ پالتو گدھوں کا گوشت جنگ خیبر پر ممنوع قرار دیا گیا اور یہ حکم قرآن میں کہیں نہیں ہے لہذا ان لوگوں کے مطابق یہ شارع مجاز کا اپنا ذاتی حکم ہے۔

راقم کہتا ہے یہ غلط فہمی ہے ۔ فتح خیبر سن ٦ ہجری میں ہوئی، اس سے قبل سن ۲ ہجری میں نازل کردہ سورہ بقرہ میں حکم آ چکا تھا کہ طیب چیزیں کھاؤ۔ مسلمانوں کا خیبر میں گدھوں کو پکانا ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ جنگی حالت تھی بعض مسلمانوں کو اشتباہ تھا کہ یہ حرام نہیں جبکہ یہ حرام تھے لہذا ان کو ذبح کر کے پکا بھی لیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور آپ نے اس سے منع کیا اور برتن بھی تڑوا دیے گئے

جانوروں کی حرمت توریت میں موجود ہے جس کے مطابق گدھے حرام ہیں اور وہ جانور جو کچلیوں سے شکار کرتے ہیں حرام ہیں لہذا یہ حرمت تو قرآن سے بھی پہلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے، توریت سے چلی آ رہی ہے۔ تمام انبیاء کا دین اسلام ہے جس میں ان چیزوں کی حرمت پہلے سے ہے

توریت میں حکم ہے : *تم پر حرام ہے کہ کھاؤان جانوروں کو جو جگالی کرتے ہیں اور ان میں سے جن کا کھر جڑا ہے*

گدھے کا کھر بیچ سے ٹوٹا نہیں ہے لہذا توریت کے مطابق حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا واپس اعادہ کیا ہے۔ظاہر ہے اس دور میں توریت عبرانی میں تھی اور احبار اس کو چھپا کر رکھتے تھے لہذا مسلمان اس توریت کے کھانے کے احکام سے لا علم تھے لیکن رسول اللہ کو من جانب اللہ علم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست وہی علم دیا گیا جو توریت میں پہلے بیان ہو چکا تھا۔ لہذا یہ کہنا کہ رسول اللہ کو شارع مجاز کیا گیا الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ شریعت ساز تو اللہ ہی ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور جو رسول اللہ حکم کرتے ہیں وہ بھی الوحی کے تحت ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس حکم کی وضاحت کی کہ صرف کھر دیکھ کر جانور کی حرمت قائم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کی غذا بھی حلال ہونا چاہیے۔ خیبر کے دوں میں پالتو گدھا کھانا جائز بتایا گیا یعنی اس حکم حرمت میں اصل کا ذکر کیا کہ اگر جانور حلال کھاتا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے

جانوروں کی حرمت کا حکم کتاب اللہ قرآن اور توریت دونوں میں ہے۔ گدھا یہود نے اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔اس کی وجہ محض اس کے کھر کا ٹوٹا ہونا تھا—نبی نے خبر دی کہ اصل صرف یہ نہیں ہے بلکہ اگر جانور طیب نہیں کھاتا تو حرام ہے۔ اگر طیب کھاتا ہے تو حلال ہے۔اس طرح یہ

قرآن کا استخراجی حکم بنتا ہے۔ جیسا وضاحت کی یہ احکام کتاب اللہ یعنی توریت میں بیان ہو چکے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حکم کا اعادہ و وضاحت کی

رسول اللہ الوحی کے تابع عمل و حکم کرتے ہیں جو من جانب اللہ ہے لہذا بہت سے احکام حدیث میں ہیں ان کی بنیاد پر رسول اللہ کو شارع نہیں کہا جاتا کیونکہ شریعت اللہ کی ہے۔

سورہ الاعراف میں ہے

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (157

جو اس رسول النبی الامی کی اتباع کرتےہیں جس کا ذکر یہ توریت و انجیل میں پاتے ہیں جو ان کو معروف کا حکم کرتا ہے اور منکر سے روکتا ہے اور طیبات کو حلال کرتا ہے اور خبیث کو حرام کرتا ہے اور بوجھ اور زنجیروں کو اتارنےوالا ہے پس جو اس پر رسول پر ایمان لائے اور اس کی مدد کی اور نصرت کی اور اس نور کی اتباع کی جو اس کے ساتھ ہے تو یہ مفلح ہیں

اس پر کہا جاتا ہے رسول اللہ کو یہ حیثیت حاصل تھی کہ طیب کو حلال کریں۔ بریلوی فرقہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اگر چیز طیب ہو تو اس کو حلال کیوں گیا گیا وہ تو سب کو پتا ہو گی کہ یہ

طیب ہے۔ اسی طرح خبیث بھی سب کو پتا ہو گی – گویا ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں کو حلال کرنے کا بھی اختیار تھا جو لوگوں کو طیب معلوم نہ ہوں۔ ایک طرف تو یہ مان رہے ہیں کہ طیب سب کو معلوم ہے تو پھر بچا ہی کیا تھا جس کو مزید حلال کیا؟ ان کا مقصد ہے کہ خبیث کو بھی رسول اللہ نے حلال کر دیا۔ راقم کہتا ہے یہ صریح جہل ہے کیونکہ انبیاء خبیث چیزوں کو حلال کسی صورت نہیں کرتے۔

بریلویوں کے اشکال کا جواب ہے کہ یہ آیات اہل کتاب کے بارے میں ہے جو کہتے تھے کہ اونٹ حرام ہے، لیکن یہ عربی نبی کھاتا ہے۔ یہود کہتے تھے کہ توریت میں اونٹ ایک حرام جانور ہے۔ جبکہ قرآن کے مطابق یہ وہ زنجیر تھی جو اہل کتاب نے اپنے اوپر ڈالی ہوئی تھی۔ اونٹ کا گوشت طیب تھا اس کو حلال اللہ نے کیا۔ رسول اللہ کی نبوت و رسالت میں یہود و نصاری کو شک تھا۔ اس کو ایک نشانی کے طور پر پیش کیا گیا کہ یہ نبی جو طیب ہے اسی کو حلال کر رہا ہے۔ خود یہود یا بنی اسرائیل کو معلوم تھا کہ اونٹ کا گوشت تو ان کے جد امجد اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام نے بھی کھایا ہے۔ اللہ تعالی نے حرام جن چیزوں کو کیا ان میں خنزیر ہے جس کو نصرانی کھا رہے تھے لیکن وہ جانور اصلا خبیث یا غیر طیب تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم نہیں دیا سوائے اس کے کہ وہ انہوں نے بطور رسول اللہ کے حکم دیا ہے جو ان پر الوحی غیر متلو سے نازل ہوا۔

رسول اللہ مختون پیدا ہوئے

ایک غیر ضروری خبر امت میں مشہور کی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے تھے - امام حاکم کتاب مستدرک میں کہتے ہیں کہ یہ متواتر ہے

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ مَخْتُونًا مَسْرُورًا

متواتر خبروں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے مختون پیدا ہوئے

امام الذھبی نے اس پر لکھا یہ قول متواتر ہی نہیں ہے

علّق عليه الحافظ الذهبي في "تلخيص المستدرك" بقوله: ما أعلم صحة ذلك فكيف يكون متواترا؟

اس روایت کی صحت ہی معلوم ہی نہیں ہے، متواتر کیسے ہے ؟

دلائل النبوہ از ابو نعیم میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: ثنا نُوحُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: ثنا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مِنْ كَرَامَتِي عَلَى رَبِّي أَنِّي وُلِدْتُ مَخْتُونًا، وَلَمْ يَرَ أَحَدٌ سَوْأَتِي.»

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی عطا کردہ عزت ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور میرے سوا یہ کسی کو نہیں ملی

امام الذھبی میزان الاعتدال میں کہتے ہیں

نوح بن محمد الایلی روی عن الحسن بن عرفۃ حدیثاً شبہ موضوع.

نوح نے حسن سے روایت کیا ہے جس پر گھڑی ہونے کا شبہ ہے

نوح بن محمد کی کوئی توثیق نہیں ہے

طبرانی صغیر میں ہے

ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْفَرَجِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيُّ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «مِنْ كَرَامَتِي عَلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنِّي

وُلِدْتُ مَخْتُونًا , وَلَمْ يَرَ أَحَدٌ سَوْأَتِي» لَمْ يَرْوِهِ عَنْ يُونُسَ إِلَّا هُشَيْمٌ، تَفَرَّدَ بِهِ سُفْيَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيُّ

اس کی سند میں سُفْيَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيُّ الْمِصِّيصِيُّ ہے جو منکر الحدیث ہے اور حدیث چور مشہور ہے

دوسری طرف روایات میں ہے کہ ابن صیاد اور دجال مختون پیدا ہوئے اور ہوں گے۔ مسند اسحٰق میں ہے

أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ، نا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: إِنَّ ابْنَ الصَّيَّادِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ أَعْوَرَ مَخْتُونًا مَسْرُورًا

مسند احمد میں ہے

دَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَصَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ صِفَةَ الدَّجَّالِ، وَصِفَةَ أَبَوَيْهِ، قَالَ: " يَمْكُثُ أَبَوَا الدَّجَّالِ ثَلَاثِينَ سَنَةً لَا يُولَدُ لَهُمَا، ثُمَّ يُولَدُ لَهُمَا ابْنٌ مَسْرُورٌ مَخْتُونٌ، أَقَلُّ شَيْءٍ نَفْعًا وَأَضَرُّهُ، تَنَامُ عَيْنَاهُ، وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ "، فَذَكَرَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ثُمَّ وُلِدَ لَنَا هَذَا أَعْوَرَ مَسْرُورًا مَخْتُونًا، أَقَلَّ شَيْءٍ نَفْعًا وَأَضَرَّهُ

راقم کہتا ہے کہ مختون پیدا ہونا اغلبًا اہل کتاب میں ایک خوبی سمجھا جاتا تھا جس کی بنا پر یہود کا مسیح مختون پیدا ہو گا اور لوگوں نے بعد میں اس قول کو بلا دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا ہے۔ ختنہ یہود کے مطابق میثاق کی نشانی تھا جو اللہ نے ابراہیم سے لیا تھا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام جو کلدانی تھے ان کے بارے میں جھوٹی خبر توریت میں درج کی گئی کہ انہوں نے بوڑھے ہو کر اپنی ختنہ کی۔ نعوذ باللہ

افسوس یہ خبر صحیح بخاری میں بھی آ گئی ہے

راقم کہتا ہے ختنہ کرنا فطرت میں سے ہے اور یہ عربوں میں ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے چلا آ رہا تھا اور کسی حدیث میں نہیں کہ عربی صحابی کو حکم دیا گیا ہو کہ وہ ختنہ کرائیں یعنی اس کی ضرورت نہیں تھی۔

جب قبر النبوی ﷺ شق ہو گی تب

ایک روایت میں بیان ہوا کہ روز محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اول اپنی قبر مبارک سے باہر آئیں گے -وہ پہلے شخص ہوں گی جن کی قبر شق ہو گی-

یہ روایت صحیح مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ میں ہے.

حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا هِقْلٌ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، اور سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں گا جس سے قبر شق ہو گی۔" اِسے امام مسلم، ابو داود، احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا عمرُو بن عثمان، حدَّثنا الوليدُ، عن الأوزاعيِّ، عن أبي عمّارِ، عن عبدِ الله بن فَرُّوخَ عن أبي هريرة، قال: قال رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "أنا سيِّدُ ولدِ آدم، وأولُ مَنْ تنشقُّ عنه الأرضُ، وأوَّل شافع، وأوَّل مشفَّعٍ

راقم کہتا ہے یہ دونوں اسناد معلول ہیں- سند میں عبد اللہ بن فروخ کے حوالے سے اختلاف محدثین میں چلا آ رہا ہے کہ یہ کون ہے- عبد اللہ بن فروخ مولی عائشہ کو بہت سے محدثین نے مجہول قرار دیا ہے مثلا الجرح و التعديل از ابن ابی حاتم میں ہے

عبد الله بن فروخ مولى عائشة روى عن عائشة روى عنه أبو عبد الجليل سمعت أبي يقول ذلك - 3] قال أبو محمد وروى عنه مبارك ابن أبي حمزة الزبيدي - نا عبد الرحمن قال سألت أبي عنه فقال.

هو مجهول، ومبارك بن أبي حمزة مجهول

اس سے مبارك الزبيری روایت کرتا ہے مجہول ہے.

وقال أبو حاتم الرازي: مبارك بن أبي حمزة وعبد الله بن فروخ مجهولان. "علل الحديث" 1882.

امام ابو حاتم کا کہنا ہے عبد الله بن فروخ مولى عائشة مجہول ہے

خطیب کا کہنا ہے کہ اس نام کے پانچ راوی ہیں۔ خطیب کا قول ہے کہ وہ عبداللہ بن فروخ جو عائشہ سے روایت کرتا ہے وہ الگ ہے اور ابو ہریرہ سے روایت کرنے والا الگ ہے-تجريد الأسماء والكنى المذكورة في كتاب المتفق والمفترق للخطيب البغدادي میں ہے-

:(1) عبد الله بن فروخ، خمسة

:[61 - ب] منهم

.عبد الله بن فَرّوخ - 1

.سمع عائشة أم المؤمنين. روى عنه زيد بن سلام

.وعبد الله بن فروخ - 2

ذكره محمود بن إبراهيم بن سُميع في الطبقة الثالثة من تابعي أهل الشام.
.(2) حدث عن أبي هريرة. روى عنه شداد أبو عمار

.وعبد الله بن فروخ القرشي - 3

.حدث عن عبد الله بن عباس. روى عنه ابنه إبراهيم

.وعبد الله بن فروخ، مولى آل طلحة بن عبيد الله - 4

رأى طلحة، وروى عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم. روى عنه
.طلحة بن يحيى القرشي

.وعبد الله بن فروخ خراساني - 5

وقع إلى بلاد المغرب، وحدث عن ابن جريج، وسفيان الثوري، وأبي جناب الكلبي.

اس طرح خطیب کے بقول عبد اللہ بن فروخ جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے وہ الگ ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کرتا ہے وہ الگ ہے- اس نام کے پانچ لوگ ہیں جن میں سے بعض اصحاب رسول سے روایت کر رہے تھے-

مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر از محمد بن مکرم بن علی الرویفعی الإفریقی (المتوفى: 711هـ) کے نزدیک یہ دونوں ایک ہیں

عبد الله بن فروخ مولى عائشة..... روى عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أنا سيد ولد آدم يوم القيامة، وأنا أول من تنشق عنه الأرض، وأنا أول شافعٍ، وأول مُشفَّع

سؤالات مهنا لأبي عبد الله أحمد میں ہے کہ اس راوی کا نام ابن فروخ لیا ہے اور بعض نے ابن فروج لیا ہے اور اس کی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح نہیں ہے

قال أحمد: يقولون ابن فروخ ويقولون: فروج يعني بالجيم وذكر له حديث الإمامة عن عائشة فلم يصححه وكذا قاله يحيى بن معين أيضا.

امام المزی نے ابن فروخ نام کے راویوں میں سے بعض کو تہذیب الکمال میں آپس میں ملا کر ایک کر دیا ہے- المزی نے عَبد اللَّهِ بن فروخ القرشي التَّيْمِيّ ، مولى

عائشة أم المؤمنين. نزل الشام روى عن: أَبِي هُرَيْرة (م د) ، ومولاته عائشة أم المؤمنين اور عبد اله بن فروخ القرشي التَّيْمِيّ ، مولى آل طلحة بْن عُبَيد اللَّه کے نام سے دو الگ تراجم قائم کیے ہیں- أبو بكر ابن مَنْجُويَه (المتوفى: 428هـ) نے رجال صحیح مسلم میں لکھا ہے عبد الله بن فروخ روى عَن عَائِشَة فِي الزَّكَاة وَأبي هُرَيْرَة فِي شرف النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم روى عَنهُ أَبُو سَلام مَمْطُور وَشَدَّاد أَبُو عمار يعنى ابن مَنْجُويَه کے نزدیک ابو ہریرہ سے روایت کرنے والا وہی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے- مغانی الأخیار فی شرح إسامی رجال معانی الآثار میں العینی (المتوفی: 855ھ-) نے بھی اسی قول کو لیا ہے کہ ابو ہریرہ سے روایت کرنے والا وہی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے- ابن عبد البر نے الاستغناء فی معرفۃ المشہورین من حملۃ العلم بالکنی میں اس کو مجہول قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ اسی راوی کو ابو حاتم نے مجہول کہا ہے اور احمد کا قول ہے کہ اس کا نام عبد اللہ بن فروج ہے

راقم کے نزدیک سند میں راوی پر ابہام کی وجہ سے روایت معلول ہے صحیح نہیں ہے

ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي

نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ، وَلَا فَخْرَ، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِيَدِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا فَخْرَ»

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں ساری اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا، قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے زمین شق ہو گی اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا

تبصرہ: سند عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ کی وجہ سے ضعیف ہے

سنن النَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَنْدَهَ وَالْبَيهَقِيُّ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اِللّٰه صلی اللہ علیہ والہ وسلم يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تُشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ.

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں وہ پہلا شخص ہوں کہ روزِ قیامت سب سے پہلے جس کے سر سے قبر شق ہو گی اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا۔

تبصرہ: سند عَمرو بن اِبِي عَمرو مولی المطلب بْنِ عَبد اللَّہِ بْنِ حَنطَبَ کی وجہ سے ضعیف ہے

قال يَحْيى بن مَعِين عَمْرو بْن أبي عَمْرو ليس بالقوي

حَدَّثَنَا ابن حماد، قَال: حَدَّثنا عباس، عَن يَحْيى، قَالَ عَمْرو بْن أبي عَمْرو ليس بحجة

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلا لَهُ دَعْوَةٌ قَدْ تَنَجَّزَهَا فِي الدُّنْيَا، وَإِنِّي قَدْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي، وَأَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، وَلا فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ، وَلا فَخْرَ

ابو نضرہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کے منبر پر ہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں کہ جس کی کوئی نہ کوئی ایسی دعا نہ ہو جو اِس دنیا میں ہی اُس نے پوری نہ کر دی ہو لیکن میں نے اپنی دعا (قیامت کے دن) اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے بچا کر رکھی ہے۔ اور میں روزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا، میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس سے زمین شق ہو گی اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا، حمد کا جھنڈا میرے

ہاتھ میں ہو گا اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا، (روزِ قیامت) آدم اور اُن کے علاوہ تمام پیغمبر میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا۔

تبصرہ: سند عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ کی وجہ سے ضعیف ہے

راقم کہتا ہے کہ حشر میں صور پھوکنے پر تمام زمین تہ و بالا ہو جائے گی ـــ سمندر

بھڑک جائیں گے اور تمام پہاڑ **كل من عليها فان** کی تکمیل کی صورت میں آسمان میں اڑ جائیں گے اور قبور باقی نہیں رہیں گی بلکہ قبریں (اذاالقبور بعثرت) الٹ پلٹ جائیں گی اور اگر اجسام وہڈیاں قبروں میں رہ گئے ہوں گے تو پہاڑ چلنے پر وہ تمام فنا ہو جائیں گے ۔ صرف عجب الذنب رہ جائے گی ۔ جو ایک بیج کی طرح پڑی رہے گی ۔ اس پر جب آسمان سے پانی برسے گا تو بنی آدم جی اٹھیں گے ۔

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا ابْنُ سَلْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي شَدَّادُ أَبُو عَمَّارٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى بَنِي هَاشِمٍ مِنْ

قُرَيْشٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، فَأَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ، وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ»

اس کی سند کا علم نہیں کہ متصل ہے یا نہیں کیونکہ راوی شَدَّادُ أَبُو عَمَّارٍ ارسال کرتا ہے

صحیح ابن حبان

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْكِلَابِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَمُشَفَّعٍ، بِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ، تَحْتِي آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ

سند میں عمرو بن عثمان الکلابی متروک ہے

طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْمُؤَدِّبُ، وَالْحَسَنُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، قَالَا: ثنا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ الْجَوْهَرِيُّ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَا أَوَّلُ

مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ يَأْتِي أَهْلُ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي، ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ فَيُحْشَرُونَ مَعِي»

سند میں عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ ضعیف ہے

السنہ از ابن ابی عاصم میں ہے

حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ، ثنا أَبُو هُنَيْدَةَ الْبَرَاءُ بْنُ نَوْفَلٍ، عَنْ وَالَانَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "... فَأَقُولُ: أَيْ رَبِّ، جَعَلْتَنِي سَيِّدَ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ، وَأَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ أَكْثَرُ مِمَّا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَأَيْلَةَ "

سند میں وَالَانَ الْعَدَوِيِّ ہے

وقال الدَّارَقُطْنِيّ: ووالان غير مشهور إلا في هذا الحديث، والحديث غير ثابت، (يعني حديثه عن حذيفة، عن أبي بكر، عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، «حديث الشفاعة) . «العلل

دارقطنی کے نزدیک ضعیف ہے

السنہ از ابن ابی عاصم میں ہے

ثنا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ثنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلامٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلا فَخْرَ "وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میں ساری اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا، اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس سے زمین شق ہو گی۔

.وَقَالَ الْأَلْبَانِيُّ فِي 'الظِّلَالِ': إِسْنَادُه صَحِيحٌ، رِجَالُه كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ

سند کو البانی نے صحیح کہہ دیا ہے جبکہ اس میں مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ مجہول ہے– اسی نام کے ایک امام بخاری کے استاد ہیں اور ان دونوں کا ادوار الگ ہے کیونکہ معمر، امام بخاری سے بہت پہلے کے ہیں لہذا یہ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، امام بخاری کے استاد نہیں بلکہ یہ مجہول ہے

یہ تمام طرق ضعیف ہیں–اس طرح یہ روایت حسن لغیرہ کے درجہ پر جاتی ہے اور محدثین کے اصول پر فضائل میں لکھی جاسکتی ہے لیکن اس کی مخالف حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے جس سے موسی کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت ہوتی ہے

صحیح بخاری میں اوپر دی گئی تمام روایات کی مخالف حدیث ابو ہریرہ اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُودِيٌّ، فَقَالَ: يَا أَبَا القَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، فَقَالَ: مَنْ؟ "، قَالَ: رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ: «ادْعُوهُ»، فَقَالَ: «أَضَرَبْتَهُ؟»، قَالَ: سَمِعْتُهُ بِالسُّوقِ يَحْلِفُ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى البَشَرِ، قُلْتُ: أَيْ خَبِيثُ، عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ تُخَيِّرُوا بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ العَرْشِ، «فَلاَ أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ، أَمْ حُوسِبَ بِصَعْقَةِ الأُولَى

رسول اللہ نے خبر دی کہ ان کی قبر سب سے پہلے شق یا کھلے گی وہ باہر نکل کر دیکھیں گے کہ موسی عرش کے پایوں کو پکڑے ہوں گے

تبصرہ: یہ روایت منکر ہے-اس سند سے صحیح نہیں ابن معین کہتے ہیں راوی عَمْرو بْن يَحْيى المازني قوی نہیں

حَدَّثَنَا مُحَمد بْنُ عَلِيَ، حَدَّثَنا عثمان بن سَعِيد، قالَ: سَأَلتُ يَحيى عَنْ عَمْرو بْن يَحْيى المازني قَالَ صويلح وليس بقوي

بعض میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ متن آیا ہے لیکن سند میں محمد بن عمرو بن علقمۃ ہے جو مضبوط نہیں ہے

موسی علیہ السلام یہود کے مطابق اب آسمان میں عرش رحمان کے سامنے مقرب بارگاہ ہیں لہذا جب عرش عظیم آسمانوں سے زمین کی طرف نزول کرے گا موسی علیہ السلام اس کے پایوں کو پکڑ لیں گے اس کے ساتھ اتریں گے۔اس دوران جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے باہر آئیں گے تو آسمان میں موجود عرش عظیم جس کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہو گا اس پر موسی علیہ السلام کو لٹکتا دیکھیں گے ! یاللعجب

حاشا للہ یہ ممکن نہیں کہ یہ حدیث نبوی ہو۔

سنن ترمذی میں ہے

حدیث نمبر: 3611

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِد، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ،

فَأُكْسَى الْحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي ". قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں پہلا وہ شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہو گی پھر مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، پھر میں عرش کے داہنی جانب کھڑا ہوں گا، میرے علاوہ وہاں مخلوق میں سے کوئی اور کھڑا نہیں ہو سکے گا

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ لیکن متاخرین نے اس حدیث کو رد کیا ہے

راقم کہتا ہے یہ تمام احادیث جو اس باب میں ہیں وہ غیر مضبوط ہیں ان سے دلیل نہیں لے سکتے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا معلوم ہے کہ وہ قول النبوی میں کعب احبار کے اقوال بھی ملا دیتے تھے جس کی بنا پر محدثین میں اختلاف پایا جاتا تھا کہ کیا کس کا قول ہے مثلا صحیح ابن خزیمہ میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ -يَعْنِي الْقُرْقُسَانِيَّ- ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ فَرُّوخَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ

طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ".

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَد اخْتَلَفُوا فِي هَذه اللَّفْظَة فِي قَوْله "فيه خُلق آدَمُ" إِلَى قَوْله "وَفيه تَقُومُ السَّاعَةُ"، أَهُوَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ -، أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ؟ قَدْ خَرَّجْتُ هَذه الْأَخْبَارَ فِي "كتَابِ الْكَبِيرِ" مَنْ جَعَلَ هَذَا الْكَلَامَ روَايَةً منْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ -، وَمَنْ جَعَلَهُ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ، وَالْقَلْبُ إِلَى رِوَايَة مَنْ جَعَلَ هَذَا الْكَلَامَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ كَعْبٍ أَمْيَلُ، لأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى حَدَّثَنَا، قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُسْكنَ [182 - ب] الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ. قَالَ، قُلْتُ لَهُ: أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّه - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ -؟ قَالَ: بَلْ شَيْءٌ حَدَّثَنَاهُ كَعْبٌ وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ وَشَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّحْوِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ (1).

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَأَمَّا قَوْلُهُ: "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ" فَهُوَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ - لَا شَكَّ وَلَا مرْيَةَ فيه، وَالزِّيَادَةُ الَّتِي بَعْدَهَا: "فيه خُلقَ آدَمُ" إِلَى آخره هَذَا الَّذي اخْتَلَفُوا فيه، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَنِ النَّبِي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ -، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَنْ كَعْبٍ

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ فَرُّوخَ، نے ابوہریرہ سے روایت کیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا فرمایا

سب سے اچھے دنوں میں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اس میں آدم خلق ہوئے اسی روز جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن اس میں سے نکلے اور اسی روز قیامت برپا ہو گی

امام ابن خزیمہ نے کہا ان الفاظ پر محدثین کا اختلاف ہے جن میں ہے کہ اس روز آدم خلق ہوئے سے لے کر اس روز قیامت ہو گی تک کہ کیا یہ ابو ہریرہ کے الفاظ ہیں نبی سے مروی ہیں یا کعب احبار کا قول ہے جو ابو ہریرہ نے بیان کیا

پس اس پر روایات کی تخریج کی ہے کتاب الکبیر میں یہ کلام بعض نے بتایا کہ یہ روایت ہے ابو ہریرہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بعض نے اس کو کعب احبار کا قول کہا ہے جو ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے

اس طرح میلان ہے کیونکہ محمد بن یحییٰ نے روایت کیا

مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى حَدَّثَنَا، قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى، :عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُسْكِنَ [182 - ب] الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ. قَالَ، قُلْتُ لَهُ: أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ .مِنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -؟ قَالَ: بَلْ شَيْءٌ حَدَّثَنَاهُ كَعْبٌ

وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ وَشَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّحْوِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

ابو سلمہ نے روایت کیا کہ ابوہریرہ نے روایت کیا

سب سے اچھے دنوں میں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے .... اسی روز حشر ہو گا

ابو سلمہ نے کہا میں نے ابوہریرہ سے پوچھا : کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر کچھ سنا ہے ؟ ابوہریرہ نے فرمایا بلکہ اس بات کو کعب نے بیان کیا ہے -

اسی طرح أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ اور شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّحْوِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ کی سند سے روایت کیا گیا ہے

ابن خزیمہ نے کہا جہاں تک قول ہے کہ سب سے اچھے دنوں میں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے تو اس میں شک نہیں کہ یہ ابوہریرہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے لیکن جو زیادت اس کے بعد ہے

اس میں آدم خلق ہوئے سے آخر تک اس میں یہ اختلاف ہے کہ بعض کے نزدیک نبی کا قول ہے اور بعض کے نزدیک کعب احبار کا قول ہے

راقم سمجھتا ہے کہ روایت أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ یا وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ میں الفاظ کعب احبار کا قول ہے

خزانوں کی کنجیاں دیا جانا

قرآن میں سورہ الزمر میں اللہ کا فرمان ہے

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں

قرآن میں ہے کہ زمین وآسمان کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں- یہ بہت گہری بات ہے اور اس سے مراد صرف سونا چاندی ہی نہیں ہے- یہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے رازوں کا ذکر ہے، جن کا علم اللہ کو ہے

بعض صحیح احادیث میں ہے کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاﷲِ، لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ

خَزَآئِنِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللهِ، مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَشْرِكُوْا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَتَنَافَسُوْا فِيهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

إخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشہید، 451/1، الرقم 1279، وفی کتاب المغازی، باب إحد یحبنا ونحبہ، 1498/4، الرقم 3857، کتاب المناقب، باب علامات النُّبُوَّۃِ فی الإسلام، 1317/3، الرقم 3401، وفی کتاب الرقاق، باب مَا یُحَذَّرُ مِنْ زَہْرَۃِ الدُّنْیَا وَالتَّنَافُسِ فِیہا، 2361/5، الرقم 6062، ومسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصفاتہ، 1795/4، الرقم 2296، وإحمد بن حنبل فی المسند، 4/ 153، والأصبہانی فی دلائل النبوۃ، 191/1، الرقم 248.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (آخری ایام میں مرض وفات سے پہلے) شہدائے اُحد پر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر آئے اور فرمایا بے شک میں تمہارا پیش رو اور تم پر گواہ ہوں۔ بیشک اللہ کی قسم! میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

اس پر محدثین شارحین کا کہنا ہے کہ یہ آخری سال کا واقعہ ہے گویا اس وقت تک شہدائے احد کو شہید ہوئے آٹھ سال بیت چکے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اﷲِ صلی الله عليه وآله وسلم قَالَ   بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

إخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت بجوامع الکلم، 2654/6، الرقم 6845، وفی کتاب الجہاد، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نُصِرتُ بِالرُّعبِ مسیرۃ شہر، 1087/3، الرقم 2815، وفی کتاب التعبیر، باب المفاتیح فی الید، 2573/6، الرقم 6611، ومسلم فی الصحیح، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، 371/1، الرقم 523، والنسائی فی السنن، کتاب الجہاد، باب وجوب الجہاد، 4.3/6، الرقم 3089.3087، وفی السنن الکبری، 3/3، الرقم 4295، وإحمد بن حنبل فی المسند، 264/2، 455، الرقم 7575، 9867، وابن حبان فی الصحیح، 277/14، الرقم 6363.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور جب میں سویا ہوا تھا اس وقت میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے لیے لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دی گئیں۔

اسی طرح بعض اور طرق سے یہ متن آیا ہے لیکن وہ روایات درجہ قبولیت پر نہیں پہنچتیں[16]

16

مسند احمد میں ہے

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی الله عنه قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ قَالَ وعَرَضَ لَنَا صَخْرَةٌ فِي مَكَانٍ مِنَ الْخَنْدَقِ لَا تَأْخُذُ فِيهَا الْمَعَاوِلُ قَالَ فَشَكَوْهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ عَوْفٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَضَعَ ثَوْبَهُ ثُمَّ هَبَطَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَأَخَذَ الْمِعْوَلَ فَقَالَ بِسْمِ اللهِ فَضَرَبَ ضَرْبَةً فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ وَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ وَاللهِ، إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُوْرَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هَذَا ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَضَرَبَ أُخْرَى فَكَسَرَ ثُلُثَ الْحَجَرِ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ فَارِسَ، وَاللهِ، إِنِّي لَأُبْصِرُ الْمَدَائِنَ وَأُبْصِرُ قَصْرَهَا الْأَبْيَضَ مِنْ مَكَانِي هَذَا ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللهِ وَضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَقَلَعَ بَقِيَّةَ الْحَجَرِ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْيَمَنِ وَاللهِ، إِنِّي لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَكَانِي هَذَا.

أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 4 / 303، الرقم 18716، والنسائي في السنن الكبرى، 5 / 269، الرقم 8858، وابن أبي شيبة في المصنف، 7 / 378، الرقم 36820، وأبو يعلى في المسند، 3 / 244، الرقم 1685، والروياني في المسند، 1 / 276، الرقم 410، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، 1 / 391، والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد، 1 / 131، والزيلعي في تخريج الأحاديث والآثار، 1 / 181، والعسقلاني في فتح الباري، 7 / 397، وقال إسناده حسن، والهيثمي في مجمع الزوائد، 6 / 130. 131، والسيوطي في الدر المنثور، 6 / 575. 576.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (غزوہ خندق کے موقع پر) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی جگہ ہمیں ایک ایسی چٹان سے واسطہ پڑا جس پر (ہماری) کدالوں نے جواب دے دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس معاملہ کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قیمض مبارک اُتاری پھر چٹان کی طرف اترے، کدال تھامی اور فرمایا بسم اللہ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ضرب لگائی اور پتھر کا ایک تہائی حصہ توڑ دیا اور فرمایا اللہ اکبر! مجھے شام کی کنجیاں عطا کر دی گئیں، اللہ کی عزت کی قسم! بے شک میں اپنی اس جگہ سے شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ، اور ایک اور ضرب لگائی، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید ایک تہائی پتھر توڑ دیا اور فرمایا اللہ اکبر، مجھے فارس کی کنجیاں بھی عطا کر دی گئیں، اللہ تعالی کی قسم! بے شک میں اپنی اس جگہ سے مدائن اور اس کے سفید محل کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر فرمایا بسم اللہ، اور ایک اور ضرب لگائی اور باقی ماندہ پتھر کو وہاں سے ہٹا دیا، اور فرمایا اللہ اکبر، مجھے یمن کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں، اللہ تعالی کی قسم! بے شک میں اپنی اس جگہ سے (یمن کے شہر) صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

اس کی سند میمون أبي عبد الله کی وجہ سے ضعیف ہے-

قال أحمد : أحاديثه مناكير، وقال ابن معين: لا شيء

احمد نے کہا اس کے پاس منکر روایات ہیں اور ابن معین نے کہا یہ کوئی چیز نہیں ہے

مسند احمد میں ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ذَاتَ غَدَاةٍ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَقَالَ رَأَيْتُ قُبَيْلَ الْفَجْرِ كَأَنِّي أُعْطِيْتُ الْمَقَالِيْدَ وَالْمَوَازِيْنَ. فَأَمَّا الْمَقَالِيْدُ، فَهَذِهِ الْمَفَاتِيْحُ، وَأَمَّا الْمَوَازِيْنُ، فَهِيَ الَّتِي تَزِنُوْنَ بِهَا، فَوُضِعْتُ فِي كَفَّةٍ وَوُضِعَتْ أُمَّتِي فِي كَفَّةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ، فَرَجَحْتُ. ثُمَّ جِيئَ بِأَبِي بَكْرٍ، فَوُزِنَ بِهِمْ، فَوَزَنَ. ثُمَّ جِيئَ بِعُمَرَ، فَوُزِنَ بِهِمْ، فَوَزَنَ. ثُمَّ جِيئَ بِعُثْمَانَ فَوُزِنَ بِهِمْ، ثُمَّ رُفِعَتْ.

أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 2 / 76، الرقم 5469، وابن أبى شيبة في المصنف، 6 / 352، الرقم 31960، 6 / 176، الرقم 30484، والهيثمي في مجمع الزوائد، 9 / 58

عبد االله بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سورج طلوع ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا میں نے فجرسے تھوڑا پہلے خواب میں دیکھا گویا مجھے (زمین و آسمان کی) چابیاں اور ترازو عطاء کیے گئے ۔ مقالید تو چابیاں ہیں اور ترازو وہ ہیں جن کے ساتھ تم وزن کرتے ہو۔ پھر مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں پھر وزن کیا گیا تو میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر ابو بکر صدیق کو لایا گیا پس ان کا وزن میری امت کے ساتھ کیا گیا تو ان کا پلڑا بھاری تھا۔ پھر عمر کو لایا گیا اور ان کا وزن میری امت کے ساتھ کیا گیا تو ان کا پلڑا بھاری تھا۔ پھر عثمان کو لایا گیا اور ان کا وزن میری امت کے ساتھ کیا گیا پھر وہ پلڑا اٹھا لیا گیا۔

اس کی سند عبید اللہ بن مروان کی وجہ سے ضعیف ہے جس سے صرف بدر بن عثمان روایت کرتا ہے لہذا یہ مجہول الحال ہے

خصائص الکبری از سیوطی کی روایت ہے

وَأخرج ابْن عَسَاكِر من طَرِيق إِسْحَاق بن بشر عَن جُوَيْبِر عَن الضَّحَّاك عَن ابْن عَبَّاس قَالَ لما عير الْمُشْركُونَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بالفاقة فَقَالُوا مَا لهَذَا الرَّسُول يَأْكُل الطَّعَام وَيَمْشي فِي الْأَسْوَاق حزن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم لذَلِك فَنزل عَلَيْهِ جِبْرِيل عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ إِن رَبك يُقْرِئك السَّلَام وَيَقُول {وَمَا أرسلنَا قبلك من الْمُرْسلين إِلَّا إِنَّهُم ليأكلون الطَّعَام ويمشون فِي الْأَسْوَاق} ثمَّ أَتَاهُ رضوَان خَازِن الْجنان وَمَعَهُ سفط من نور يتلألأ فَقَالَ هَذِه مَفَاتِيح خَزَائِن الدُّنْيَا فَنظر النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم إِلَى جِبْرِيل كالمستشير لَهُ فَضرب جِبْرِيل بِيَدِهِ الأَرْض أَن تواضع فَقَالَ يَا رضوَان لَا حَاجَة لي فِيهَا فَنُودِيَ أَن أرفع بَصرك فَرفع فَإِذا السَّمَوَات فتحت أَبْوَابهَا إِلَى الْعَرْش وبدت جنَّة عدن فَرَأى منَازِل الْأَنْبِيَاء وغرفهم وَإِذا مَنَازِله فَوق منَازِل الْأَنْبِيَاء فَقَالَ رضيت

ويرون أَن هَذِه الْآيَة أنزلهَا رضوَان {تبَارك الَّذِي إِن شَاءَ جعل لَك خيرا من ذَلِك} الْآيَة

قَالَ أبن عَسَاكِر هَذَا حَدِيث مُنكر إِسْحَاق كَذَّاب وجويبر ضَعِيف

ابن عساکر نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس میں راوی اسحاق کذاب ہے کہ جبریل نے تمام عالم کی چابیاں رسول اللہ کو دے دیں

انبیاء کے خواب تمثیلی اور غیر تمثیلی دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔مثلاً خواب میں دیکھا کہ مسجد الحرام میں داخل ہو رہے ہیں اور اس پر عمل کیا لیکن اس سال صلح حدیبیہ ہوئی اور سورہ فتح میں خبر دی گئی کہ خواب سچا ہو گا عنقریب۔ یہ مثال ہے غیر تمثیلی خواب کی۔اس کے علاوہ انبیاء نے تمثیلی خواب بھی دیکھے ہیں۔جب خواب تمثیلی ہو تو کسی نہ کسی حدیث میں اس کی شرح بھی مل جاتی ہے۔یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ   قَالَ النَّبِيُّ صلی الله عليه وآله وسلم   أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْكَلِمِ وَنُصِرتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ إِذْ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتَّى وُضِعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه   فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وآله وسلم وَأَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا.

إخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب التعبیر، باب رؤیا اللیل، 2568/6، الرقم 6597، والعسقلانی فی فتح الباری، 391/12، والعینی فی عمدة القاری، 142/24.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے (مختصر اور واضح) کلام کی کنجیاں عطا کی گئیں اور رعب و دبدبہ کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میں رات کے وقت سویا ہوا تھا جبکہ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں لا

کر میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو چلے گئے اور تم لوگ خزانوں کو (بلاد کفر سے یہاں) منتقل کر رہے ہو

صحیح مسلم میں ہے

عَنْ ثَوْبَانَ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ اَللّٰه زَوَى لِي الْأَرْضَ. فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا. وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ. وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُکَ لِأُمَّتِکَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ يَسْتَبِيْحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا أَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِکُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

إخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب الفتن وإشراط الساعة، باب ہلاک ہذہ الأئة بعضهم ببعض، 2215/4، الرقم 2889، والترمذی فی السنن، کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی سؤال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلاثًا فی إمتہ، 472/4، الرقم 2176، وإبو داود فی السنن، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، 97/4، الرقم 4252، وإحمد بن حنبل فی المسند، 5/ 278، الرقم 22448، 22505، والبزار فی المسند، 413/8، الرقم 3487، والحاکم فی المستدرک، 496/4، الرقم 8390، وابن إبی شیبۃ فی المصنف، 311/6، الرقم 31694، وابن حبان فی الصحیح، 109/15، الرقم 6714، والبیہقی فی السنن الکبری، 181/9. والدیلمی فی مسند الفردوس، 296/2، الرقم 3347

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ عنقریب میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے

زمین لپیٹی گئی۔ مجھے (قیصر و کسریٰ کے) سرخ اور سفید خزانے عطا کئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کرے اور نہ ہی ان پر ان کے غیر سے دشمن مسلط کرے جو ان کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دے اور بے شک میرے رب نے مجھے فرمایا اے محمد میں جب ایک فیصلہ کر لیتا ہوں تو اس کو واپس نہیں لوٹایا جا سکتا اور بے شک میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ چیز عطا فرمادی ہے کہ میں انہیں قحط سالی سے نہیں ماروں گا اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کو ان پر دشمن مسلط کروں گا جو ان کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دے اگرچہ تمام ملکوں کے لوگ جمع ہو جائیں یہاں تک کہ ان (آپ کی امت) میں سے بعض بعض کو ہلاک نہ کریں اور بعض بعض کو قیدی نہ بنائیں۔

صحیح ابن حبان میں ہے بھی ہے

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا

ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے تم اب تک ان کو نکال رہے ہو

اس خواب کی شرح ہوئی کہ امت کو مال غنیمت ملے گا جب وہ قیصر کو کسری کو فتح کر لیں گے۔ واللہ اعلم

شارح الصحیح البخاری ابن بطال کہتے ہیں

وأما قوله: (أتيت بمفاتيح خزائن الأرض) فإن العرب كانت أقل الأمم أموالا فبشرهم أنها ستصير أموال كسرى وقيصر إليهم، وهم الذين يملكون الخزائن

عرب قوموں میں کم مال تھے پس بشارت دی کہ ان کو قیصر و کسری کے اموال پہنچیں گے اور وہ ان خزانوں کے مالک ہوں گے

التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ از كأسلافه بالأمير (المتوفى: 1182هـ) میں ہے

الزمخشري کا کہنا ہے : أراد ما فتح على أمته من خزائن كسرى وقيصر

مقصد ہے کہ قیصر و کسری کے خزانے

شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى بـ (الكاشف عن حقائق السنن) میں شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (743هـ) لکھتے ہیں

فيه معجزات لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فإن فيه الإخبار بأن أمته تملك خزائن الأرض، وقد وقع ذلك

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں ہے کہ انہوں نے امت کو خبر دی کہ وہ زمین کے خزانوں کی مالک بنا دی جائے گی اور ایسا ہی ہوا

نَوَوِی اس حدیث کی تشریح میں کہتے ہیں : خزانوں سے مراد ملکوں کا فتح ہونا اور بکثرت مال کا حاصل ہونا ہے

صحیح مسلم میں ہے

وَحدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوضَعَ فِي يَدَيَّ أُسْوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ "

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے آئے ان کو میرے ہاتھ میں رکھ دیا گیا اور میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے پس میں نے اس کو عجیب جانا تو اشارہ کیا گیا کہ اس پر پھونک مارو – اس پر میں نے پھونکا تو یہ اڑ گئے - تو یہ کذاب جن کے درمیان میں ہوں ایک صَاحِبَ صَنْعَاءَ اور ایک صَاحِبَ الْيَمَامَةِ

یہ خزانے ملنے پر رسول اللہ خوش نہ تھے اگر یہ اللہ کی عطا تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب تک میں رنجیدہ ہوئے ان کنگنوں کو ہاتھ سے ہٹانا چاہ رہے تھے اور پھر آخری ایام میں اس کا ذکر کیا

بیشک اللہ کی قسم ! میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

یعنی جب امت کو مال و دولت ملے گا تو ان میں اختلاف بھی ہو گا اور حب دنیا بھی

مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ہشتم میں مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں

ان کی چابیاں آپ کو دیۓ جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو ان سب کا مالک بنادیا اور مالک بھی اختیار والا کہ آپ لوگوں کو اپنے اختیار سے تقسیم فرمادیں

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا

بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے

ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" حضور بہ عطاء الٰہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں

https://www.dawateislami.net/bookslibrary/1090/page/18

راقم کہتا ہے یہ ان آیات واحادیث میں کہاں ہے جو مطلب اس میں سے کشید کیا گیا ہے ؟

سورہ یوسف میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر سے درخواست کی کہ ان کو زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے

اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ [يوسف: 55]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خَزَائِنِ الْأَرْضِ سے مراد مال و دولت ہی ہے جو بادشاہوں کی ملکیت میں ہوتا ہے نہ کہ علم غیب یا تمام جہاں کے معدنیات و تیل و رزق وغیرہ

سورہ کوثر کی غلط تاویل اور شان نزول کی بحث

قرآن میں ہے

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

بے شک ہم نے آپ کو کوثر دیا

صحیح احادیث میں اس کی شرح موجود ہے کہ یہ جنت کا حوض ہے بعض مفرطوں نے اس سورت کو حدیث مفاتیح الارض سے ملایا تاکہ اپنا مطلب لے سکیں-

سنن ابو داؤد میں ہے

حدَّثنا هناد بنُ السَّريِّ، حدَّثنا محمدُ بنُ فُضَيلِ، عن المختار بن فلفل سمعتُ أنسَ بن مالكٍ يقول: أغفى رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم- إغفاءةً، فرَفَعَ رأسَه مُتبسِّماً، فإما قالَ لهم، وإما قالوا له: يا رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم -، لِمَ ضَحِكْتَ؟ فقال: "إنه أنزِلَتْ عليِّ آنفاً سورةٌ"، فقرأ: بسم الله الرحمن الرحيم {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ} حتى ختمَها، فلمّا قرأها قال: "هل تَدرونَ ما الكوثر؟ " قالوا: الله ورسوله أعلمُ، قال: "فإنه نَهَرٌ وَعدَنيه ربِّي عزَّ وجل في الجنة، وعليه خير كثير، عليه حَوضٌ تَرِدُ عليه أمَّتي يومَ القيامةِ، آنيتهُ عَدَدُ الكواكب

مختار بن فلفل کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہلکی اونگھ طاری ہوئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا، تو یا تو آپ نے لوگوں سے کہا، یا لوگوں نے آپ سے کہا: اللہ کے رسول! آپ کو ہنسی کیوں آئی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابھی میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا:

بسم الله الرحمن الرحيم {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ}

یہاں تک کہ سورت ختم کر لی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟" لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ جنت کی ایک نہر ہے جس کا وعدہ مجھ سے میرے رب نے کیا ہے اور اس پر بڑا خیر ہے، اس پر ایک حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت (پینے) آئے گی، اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہوں گے

انس رضی اللہ عنہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا کہ سورہ کوثر مدنی ہے—دوسری طرف مفسرین کا اس کے برخلاف کہنا ہے کہ العاص بن وائل مشرک کے کہنے پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہتی اس سورت کا نزول ہوا

اس حدیث سے ایک اشکال جنم لیتا ہے کہ کیا قرآن نیند میں بھی نازل ہوا ہے ؟ اس حدیث کا لوگوں نے عجیب و غریب جواب دیا ہے بعض کا کہنا ہے کہ سورت نازل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آگئی اور پھر جب بیدار ہوئے تو سوچ کر مسکرا دیے

راقم کہتا ہے اس روایت کے دیگر متن سے معلوم ہوا ہے کہ اس اونگھ آنے سے پہلے الوحی نہیں ہوئی تھی

تفسیر الواحدی میں ہے

عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: " بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذْ أَغْفَى إِغْفَاءَةً،

انس نے کہا: ایک روز جب ہمارے درمیان تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اونگھ آئی

صحیح مسلم میں ہے

مُسْلِمٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ إذ أغفى إغفاءة

انس نے کہا: ایک روز جب ہمارے درمیان مسجد میں تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اونگھ آئی

معلوم ہوا یہ واقعہ مسجد کا ہے جس میں اس سے پہلے الوحی آنے کا کوئی ذکر نہیں ہے-
راقم کہتا ہے یہ حدیث صحیح مسلم شاذ ہے- تہذیب التہذیب ابن حجر میں موجود ہے
کہ مختار بن فلفل صدوق له أوهام صدوق ہے اس کو وہم ہوتا ہے

سورہ کوثر مکی ہے اور نیند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول نہیں ہوا ہے

رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ رضی اللہ عنہ کی درخواست

اس حوالے سے صحیح مسلم کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے-

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: «سَلْ» فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ. قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ

رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی علیہ السلام کام کرتا تھا (مثلا مسواک، مصلّی وغیرہ لاتا) ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ربیعہ مانگو-

رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ نے کہا: میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ ربیعہ نے کہا، بس یہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو

.بریلوی شارحین مثلا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعة اللمعات میں لکھا کہ نبی علیہ السلام کا سل مانگو فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ جو مرضی آئے مانگ لے سب کچھ میرے دست کرم میں ہے۔

راقم کہتا ہے یہ مفہوم اس حدیث میں بیان نہیں ہوا بلکہ یہ بیان ہوا ہے کہ کثرت سجود سے مدد کرو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کے لئے زیادہ سجدے کرنے ہوں گے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت و خواہش سے رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ رضی اللہ عنہ جنت میں رفیق نہ ہوں گے

علم غیب کی کنجیاں یا خزانوں کی کنجیاں؟

سورۃ الانعام کی آیت ہے

وَ عِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُہَاۤ اِلَّا ہُوَ ؕ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ ؕ وَ مَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعۡلَمُہَا وَ لَا حَبَّۃٍ فِیۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَ لَا رَطۡبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۵۹﴾

اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور جو کچھ دریاؤں میں ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانا زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں

بریلوی علماء نے اس آیت کے مفہوم میں بھی تحریف کی ہے اور علم غیب کی کنجیوں کو خزانوں کی کنجیوں سے خلط ملط کیا ہے اور اس طرح یہ لوگ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا گیا تھا

بریلوی مفتی عبد القیوم ہزاروی عرس منانا اسی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں

گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتا رہے ہیں کہ جتنی قِسموں کے خزانے ہیں اور ان کی جتنی چابیاں ہیں، رب نے مجھے عطا کردی ہیں۔ گویا خزانوں کے مالک بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور چابیوں کے مالک بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ اور غیب کی کنجیاں (یعنی وہ راستے جس سے غیب کسی پر آشکار کیا جاتا ہے) اس کے پاس (اس کی قدرت و ملکیت میں) ہیں ۔ الانعام، 6 : 59

غیروں کے لئے تالا ہوتا ہے اور اپنوں کے لئے چابیاں ہوتی ہیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی امت کے لئے اشارہ فرمادیا کہ زمین کے کل خزانوں کی کل چابیاں مجھے دی ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ تم میرے قدموں سے جڑ جاؤ، جس کو طلب ہوگی، صدق کا تعلق ہوگا اس کو خزانوں سے بھر دوں گا ۔

https://www.thefatwa.com/urdu/questionID/2707/

علم غیب کی کنجی اور خزانے کی کنجی کیا ایک ہے ؟ پھر ایک تمثیلی خواب سے مطلب براری کرنا کیا مناسب ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا آنا القاسم میں تقسیم کرنے والا ہوں - کیا یہ رزق کی تقسیم ہے یا علم کی ؟

صحیح سند سے بخاری کی روایت ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ، خَطِيبًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ» ,

حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ کہتے ہیں انہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنا انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہوں نے فرمایا

اللہ جس کو خیر دینا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ کا علم دیتا ہے اور بے شک میں (علم) باٹنے والا ہوں اور اللہ (علم) عطا کرنے والا ہے اور یہ امت اللہ کے کام سے نہیں ہٹے گی اللہ کے امر پر قائم رہے گی اس کو اس کی مخالفت کرنے والے نقصان نہ دے سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا امر آ جائے

جس مضمون میں بات کی گئی ہو اسی کے اندر رہتے ہوئے اس حدیث کا مطلب بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا انا القاسم اصلا علم دینا ہے

عبد القیوم ہزاروی سوال ۱۴۷۴ پر جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ حاضر ناظر کس طرح ہیں ؟ کہتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا جب قرآن وسنت سے ثابت ہو گیا تو اب اس کی نوعیت بھی سمجھ لیں۔ یہ حاضر و ناظر ہونا جسمانی نہیں۔ علمی، نظری اور روحانی ہے کہ ساری کائنات پر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ہے۔ سب کچھ اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ اور یہ سب کچھ عطائے خداوندی سے ہے اور ساری کائنات پر گواہی کی یہی شان ہو سکتی ہے۔

راقم کہتا ہے یہ قول غلو کی بدترین مثال ہے

قرآن میں سورہ الزمر میں اللہ کا فرمان ہے

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں

احمد رضا بریلوی بے جا مخالفت میں شعر کہتے ہیں

؎ حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مَردُود یہ مُراد کِس آیت خبر کی ہے

راقم جوابا کہتا ہے

؎ حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ صرف علم دیں
یہ مُراد آیت سورہ الزمر کی ہے

تمہارا ذکر بلند کیا

ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جبریل میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ میرا رب اور آپ کا رب پوچھتا ہے کہ میں نے کس طرح تمہارا رفع ذکر کیا؟ میں نے عرض کیا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا۔

(ابن جریر، ابن ابی حاتم، مسند ابو یعلی، ابن المنذر، ابن حبان، ابن مردویہ، ابو نعیم)

سند ہے

حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: " أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي وَرَبَّكَ يَقُولُ: كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِي»

اس سند میں قصہ گو دَرّاجُ بْنُ سَمْعَانَ، أَبُو السَّمْحِ الْمِصْرِيُّ الْقَاصُّ ہے اور سُلَيْمَانُ بْنُ عَمْرٍو الْعُتْوَارِيُّ ہے

قال المروذي: سألت أبا عبد الله، عن أبي السمح. قلت: كيف هو؟ قال: قد روى عن أبي الهيثم أحاديث، وتبسم. قلت: كيف هو؟ قال: ما أدري ما هو. قلت: فأبو الهيثم؟ قال: ثقة. «سؤالاته

احمد کے نزدیک معلوم نہیں دراج کس قسم کا راوی ہے اور ابو حاتم نے اس پر کہا ہے فيه ضعف اس میں کمزوری ہے- روایت مضبوط نہیں ہے-

مصطفیٰ کا پیچھے دیکھنا

مستخرج ابو عوانہ میں ہے

فوالله إنيّ أراكم من خلفي" أو قال: "من خلف ظهري إذا ركعتم وسجدتم

اللہ کی قسم میں اپنی پیٹھ پیچھے سے تم کو دیکھ لیتا ہوں جب تم رکوع یا سجدے کرتے ہو

اس روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں جب میں امام ہوتا ہوں تو میں تم کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھ لیتا ہوں۔ بعض فقہاء کا قول تھا کہ یہ ایک اسی طرح ہے کہ امام جب رکوع میں جاتا ہے تو اس کی نظر پیچھے صف پر بھی جاتی ہے اور اس کو معلوم ہو جاتا ہے کون صف میں صحیح طرح کھڑا ہے اور کون نہیں کھڑا، البتہ ان فقہاء کا نام بعد والوں نے چھپا دیا ہے۔ قرن ثالث تک بعض فقہاء مثلا امام احمد نے استنباط کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے بھی دیکھ سکتے تھے۔ شرح ابن بطال میں ہے

وقال أحمد بن حنبل فى هذا الحديث: إنه كان يرى من وراءه كما يرى بعينه

احمد نے کہا حدیث میں ہے وہ اسی طرح پیچھے بھی دیکھتے تھے جس طرح آگے آنکھ سے

فتح الباری از ابن رجب میں ہے

وأما قَوْلِ النَّبِيّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: ((إني أراكم من وراء ظهري)) ، فليس المراد مِنْهُ: أَنَّهُ كَانَ يلتفت ببصره فِي صلاته إلى من خلفه حَتَّى يرى صلاتهم، كما ظنه بعضهم، وقد رد الإمام أحمد عَلَى من زعم ذَلِكَ، وأثبت ذَلِكَ من خصائص النَّبِيّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جہاں تک نبی کا قول ہے کہ میں پیٹھ پیچھے بھی دیکھ لیتا ہوں تو اس سے مراد یہ نہیں کہ ان کی نظر نماز میں پیچھے جاتی تھی یہاں تک کہ وہ مقتدی کی نماز دیکھ لیتے تھے جیسا بعض کا گمان ہے بلکہ بے شک امام احمد کا دعوی ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے

التمہید از ابن عبد البر میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى الْوَرَّاقُ أَخْبَرَنَا الْخَضِرُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْأَثْرَمُ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي فَقَالَ كَانَ يَرَى مِنْ خَلْفِهِ كَمَا يَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ قُلْتُ لَهُ إِنَّ إِنْسَانًا قَالَ لِي هُوَ فِي ذَلِكَ مِثْلُ غَيْرِهِ وَإِنَّمَا كَانَ يَرَاهُمْ كَمَا يَنْظُرُ الْإِمَامُ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ إِنْكَارًا شَدِيدًا

امام احمد کے شاگرد اثرم نے اسی مسئلہ پر سوال کیا کہ ایک انسان کا قول ہے کہ یہ محض دیکھنا ہے تو احمد نے شدت سے انکار کیا

یعنی امام احمد کے نزدیک یہ معجزہ النبی ہے کہ وہ پیٹھ پیچھے بھی دیکھ لیتے تھے

تفسیر الموطأ از عبد الرحمٰن بن مروان بن عبد الرحمٰن الأنصاری، أبو المطرف القَنَازِعی (المتوفی: 413ھ-) میں ہے

أبو مُحَمدٍ: كَانَ بالمَدِينَةِ مُنَافِقُونَ يَسْتَخْفُونَ بالصَّلاَةِ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ – صلى الله عليه وسلم – فَوَبَّخَهُم بِفِعلِهِم، وقالَ: "إِني أَرَاكمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْري" ، وهذا مِنْ عَلاَمَة نُبُوَّتِه.

ابو محمد نے کہا مدینہ میں نماز میں پیچھے منافق ہوتے تھے تو ان منافقوں کو ان کے افعال پر توبیخ کی گئی کہ فرمایا میں پیٹھ پیچھے دیکھ لیتا ہوں یہ رسول اللہ کی نبوت کی علامات میں سے ہے

راقم کے نزدیک یہ معجزہ نہیں تھا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب میں امت کی تربیت کرنا شامل تھا اور وہ ایک استاد کی طرح امت کی نماز کی تصحیح کرتے تھے لہذا وہ نماز میں دیکھ سکتے تھے اگرچہ یہ امتی کو نماز میں دیکھنا منع ہے - احادیث میں واقعات موجود ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف میں کیا گیا اور آپ کو معلوم نہیں ہوا کس نے کیا مثلا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے -ابو بکرہ نے الگ رکوع کیا اور نماز میں شامل ہوئے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا

أيكم الذي ركع دون الصف

تم میں سے کس نے صف سے الگ ہو کر رکوع کیا؟

اگر پیچھے دیکھ سکنا معجزہ تھا تو یہ ممکن نہیں کہ نبی نہ دیکھ پاتے کیونکہ معجزہ بے عیب ہوتا ہے

اسی طرح نبی نماز پڑھا رہے تھے پیچھے صف میں ایک صحابی نے پڑھا

رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ

نماز ختم ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس نے ان الفاظ کو ادا کیا؟ میں نے تیس فرشتوں کو دیکھا وہ ان کو لکھنے کی جلدی کر رہے تھے

صحیح بخاری ح ۷۹۹ میں یہ واقعہ مذکور ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ المُجْمِرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: "كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ "، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: «مَنِ المُتَكَلِّمُ» قَالَ: أَنَا، قَالَ: «رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلاَثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ

لہذا حدیث کے الفاظ میں پیٹھ پیچھے دیکھ لیتا ہوں سادہ الفاظ ہیں معجزہ کی خبر نہیں ہیں ۔ صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى الظُّهْرَ، فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ بِـ: {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى} ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: "أَيُّكُمُ الَّذِي قرأ، أو أيكم القارىء"؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: "قد عرفت أن بعضكم خالجنيها

عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے تو ایک آدمی نے سورہ اعلی پڑھی پس جب نماز ختم ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - تم میں سے کون قرات کر رہا تھا؟ وہ شخص بولا میں اے رسول اللہ

اس روایت سے بھی واضح ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پیٹھ پیچھے اس طرح نہیں دیکھتے تھے کہ تمام مقتدی نظر آ جائیں - اگر یہ معجزہ ہوتا تو وہ شخص نگاہ رسول سے بچ نہ سکتا تھا- معلوم ہوا کہ نبی کے قول کا مطلب ہے کہ وہ ان مقتدیوں کو دیکھ لیتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں — اس سے مراد معجزہ کی خبر دینا نہیں ہے-

سات آسمان والوں سے افضل

سنن دارمی حدیث ۵۰ میں ہے

. باب مَا اُعطِیَ النَّبِیُّ صَلی اللہ عَلیہِ وسَلم مِنَ الفَضلِ

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنْبَأَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ – عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا صلى الله عليهِ وسلم عَلَى الأَنْبِيَاءِ وَعَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ، فَقَالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ: بِمَ فَضَّلَهُ عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَالَ لأَهْلِ السَّمَاءِ: {وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ} وَقَالَ اللهُ لِمُحَمَّدٍ صلى الله عليهِ وسلم {إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ} الآية, قَالُوا: فَمَا فَضْلُهُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ} الآيَةَ, وَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمُحَمَّدٍ صلى الله عليهِ وسلم {وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلاَّ كَافَّةً لِلنَّاسِ} الآية, فَأَرْسَلَهُ إِلَى الْجِنِّ وَالإِنْسِ

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور آسمان والوں پر فضیلت دی ہے - پس شاگرد کہنے لگے اے ابن عباس کس بنا پر آسمان والوں پر فضیلت دی؟ ابن عباس نے کہا اللہ نے قرآن میں آسمان والوں پر کہا ہے تم میں سے جو یہ

کہے کہ میرے سوا الہ ہیں ان کو میں جہنم میں ڈالوں گا اس طرح ہم مجرموں کو جزا دیتے ہیں- اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ نے فرمایا ہم نے تم کو کھلی فتح دی کہ تمہارے پرانے و نئے گناہ معاف کریں- ہم نے کہا انبیاء پر کیسے فضیلت دی ؟ ابن عباس نے کہا اللہ نے فرمایا ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا الا یہ کہ وہ اپنی ہی قوم کی زبان میں وضاحت کرتا تھا اور اللہ نے محمد کے لئے فرمایا ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے

راقم کہتا ہے اس میں عکرمہ پر محدثین کی جرح ہے اور متن شاذ ہے- آسمان میں کوئی نہیں جو دوسرے الہ کا قائل ہو وہاں جو پہنچتا ہے حقیقت جان چکا ہوتا ہے-

سورہ انبیاء میں ہے

(26) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ

اور کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد بنا رکھی ہے، وہ پاک ہے، لیکن وہ معزز بندے ہیں۔

(27) لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُـمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ

بات کرنے میں اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِـمْ وَمَا خَلْفَهُـمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُـمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ (28)

وہ جانتا ہے جو ان کے آگے اور جو ان کے پیچھے ہے، اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسی کے لیے جس سے وہ خوش ہو، اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

(29) وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىٓ اِلٰـهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ

اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ بے شک میں اس کے سوا خدا ہوں تو اس پر ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے، ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں۔

یہاں نصرانی عقیدے کو رد کیا گیا ہے- نصرانی کہتے ہیں عیسیٰ صلیب کے بعد اب اللہ کے ساتھ عرش پر بیٹھے ہیں یعنی آسمان میں-اس کو رد کیا گیا ہے کہ عیسیٰ جو آسمان میں ہے وہ اگر اس کا قائل ہوتا کہ د واله ہیں تو اس کو جہنم میں ڈال دیا جاتا- یہاں فرشتے مراد نہیں ہیں کیونکہ فرشتوں کے بارے میں قرآن سورہ تحریم میں ہے لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون یہ نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو حکم دیا گیا ہے - یعنی انبیاء بھی اگر شرک کریں تو ان کا عمل ختم ہو جائے گا-اس قسم کی تنبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دی گئی ہے

قبر نبی ﷺ پر جا کر طلب کرنا

کچھ علماء آٹھویں صدی تک اس عقیدے کے قائل ہو چکے تھے کہ قبر النبی ﷺ مطہر پر جا کر طلب کر سکتے ہیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: " ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ

مالک دار جو عمر رضی اللہ عنہ کے باورچی خانہ کے متولی تھے ان سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر پر آئے اور عرض کیا۔ یا رسول ﷺ آپ اپنی امت کے لئے بارش مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہو گئی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، حدیث نمبر 32002، مکتبہ الرشد، ریاض، سعودی عرب)

ابن کثیر اپنی کتاب : البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۹۱ اور ۹۲ میں روایت نقل کرتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہیں

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ وَأَبُو بكر الفارسي قالا: حدثنا أبو عمر بْنُ مَطَرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكٍ قال: أصاب الناس قحط في زمن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي المنام فقال: ايت عمر فأقره منى السلام وأخبرهم أنهم مسقون، وقل له عليك بالكيس الْكَيْسَ. فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا رب ما آلوا إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ. وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

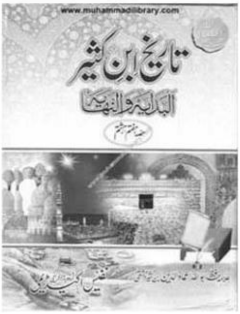

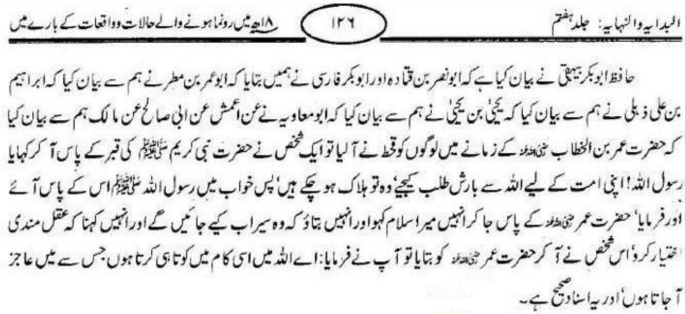
البدایہ والنہایہ: جلد ہفتم — ۱۲۶ — ۱۸ھ میں رونما ہونے والے حالات وواقعات کے بارے میں

حافظ ابوبکر بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابونصر بن قتادہ اور ابوبکر فارسی نے ہمیں بتایا کہ ابوعمر بن مطر نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن علی ذہلی نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابومعاویہ نے عن اعمش عن ابی صالح عن مالک ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں کو قحط نے آ لیا تو ایک شخص نے حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ سے بارش طلب کیجیے' وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں' پس خواب میں رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور فرمایا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں میرا اسلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ وہ سیراب کیے جائیں گے اور انہیں کہنا کہ عقل مندی اختیار کرو' اس شخص نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اے اللہ میں اسی کام میں کوتاہی کرتا ہوں جس سے میں عاجز آ جاتا ہوں' اور یہ اسناد صحیح ہے۔

مسند الفاروق میں ابن کثیر اس کو پیش کر کے کہتے ہیں : هذا إسناد جيد قوي
اس کی سند اچھی بہت قوی ہے

ابن حجر حسب روایت اپنی ناقص تحقیق فتح الباری میں پیش کرتے ہیں کہتے ہیں یہ روایت صحیح اسناد سے ہے

وروى بن أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ مَالِكٍ الدَّارِيِّ وَكَانَ خَازِنُ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ ائْتِ عُمَرَ الْحَدِيثَ وَقَدْ رَوَى سَيْفٌ فِي الْفُتُوحِ أَنَّ الَّذِي رَأَى الْمَنَامَ الْمَذْكُورَ هُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ وَظَهَرَ بِهَذَا كُلِّهِ مُنَاسَبَةُ التَّرْجَمَةِ لِأَصْلِ هَذِهِ الْقِصَّةِ أَيْضًا وَاللَّهُ الْمُوَفِّقُ

البیہقی نے اس کو دلائل النبوۃ 47/7 میں باب ما جاؤ في رؤية النبي صلى الله عليه وسلم في المنام ذکر کیا ہے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کتاب المجالسة وجواهر العلم از أبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي (المتوفى : 333هـ) کے مطابق

قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْمَالِكِيُّ: مَالِكُ الدَّارِ هَذَا هُوَ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، وَسُمِّيَ مَالِكُ الدَّارِ، لأَنَّ عُمَرَ وَلَّاهُ دَارَ الصَّدَقَةِ

امام بخاری کہتے ہیں مَالِكُ بنُ أَوْسٍ، قَالَ بَعْضُهُم: لَهُ صُحْبَةٌ، وَلاَ يَصِحُّ یہ صحابی نہیں ہے۔

طبقات ابن سعد کے مطابق مالک الدار اصل میں مالک بن عیاض الدار مولی عمر ہیں۔ ابن ابی حاتم نے الجرح میں اور امام بخاری نے تاریخ الکبیر اس پر سکوت کیا ہے جو مجہول راویوں کے ساتھ ان کا معاملہ ہے۔ المنذری (المتوفى: 656هـ) کتاب الترغيب والترهيب من الحديث

الشریف میں مالک الدار اور عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت پر لکھتے ہیں: وَمَالك الدَّار لَا أعرفهُ اور مالک الدار کو نہیں جانتا

الهيثمي فی ((مجمع الزوائد)) (127/3): مالك الدار لم أعرفه ہیثمی بھی یہی کہتے ہیں۔

نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار از الحنفی بدر الدين العينى (المتوفى: 855ھـ) کے مطابق ابن المديني مالک الدار کو مجهول کہتے ہیں۔ یعنی احناف متقدمین میں یہ مالک الدار مجهول ہے۔

راقم کہتا ہے مالک الدَّار ایک مجہول شخص ہے۔ افسوس ابن حجر اور ابن کثیر نے وسیلہ کی بد عقیدتی پھیلا دی ہے۔ ابن کثیر کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ وہ مجہول تابعین کو ثقہ قرار دیتے تھے۔ ابن حجر اصابہ میں مالک الدار کو صحابی رسول شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے نبی کو دیکھا۔ اور جنہوں نے ان کا صحابی ہونا تسلیم نہیں کیا تو کم از کم ان کو ثقہ اور کبار تابعین میں شمار کیا [الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۴۸۴] - الذہبی نے بھی ان کو صحابی رسول کہا [تجرید اسماء الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۷] - پھر جس روایت پر بحث ہے اسی میں ہے کہ مالک الدار کو عمر رضی اللہ عنہ نے خازن مقرر کیا۔ بعض سفاہت پسند علماء نے اسی سے دلیل لے لی کہ یہ راوی ثقہ ہے۔ جس روایت کی سند پر بحث ہے اسی کی سند میں اس کے خازن ہونے کا ذکر ہے تو پھر اس طرح ثقاہت کس طرح ثابت کی جا سکتی ہے؟

ابن حجر کے مطابق اس میں أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ ہے– یعنی یہ أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ الزَّيَّاتُ مولى جويرية بنت الأحمس الغطفاني ہیں جن سے الأَعْمَشِ روایت کرتے- الأَعْمَشِ مدلس بھی ہیں ابی صالح سے عن سے روایت کرتے ہیں تو أَبِي صالح الحنفي بھی ہو سکتے ہیں- الأَعْمَشِ کی روایات میں واضح نہیں ہوتا کہ ابی صالح کون سے ہیں- یہاں تک کہ ابی صالح خود کعب الاحبار سے بھی روایت کرتے ہیں- تحفة التحصیل (ص ۱۰۱) للعراقی اور جامع التحصیل (ص ۱۷۴) للعلائی میں یہ ہے کہ

ذكوان أبو صالح السمان معروف قال أبو زرعة لم يلق أبا ذر وهو عن أبي بكر وعن عمر وعن علي رضي الله عنهم مرسل

ذکوان ابو صالح السمان کا سماع عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے-

بہر حال روایت مقبول ہوئی اور ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آجاتے ہیں- راقم کہتا ہے یہ دور عمر کی بات ہے جب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں اور قبر النبی تک رسائی کے لئے ان کی اجازت ضروری ہے - ایسا ممکن نہیں کہ یہ واقعہ ہوا ہو جو اس روایت میں بیان ہوا ہے -

دور عمر میں قحط سن ۱۷ھ میں ہوا اور اسی میں عباس رضی اللہ عنہ سے دعائے استسقاء کرائی گئی جس کا ذکر صحیح بخاری کی حدیث میں موجود ہے- لہذا صحیح بات یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش نہیں کروائی گئی بلکہ براہراست اللہ تعالی سے طلب کیا گیا-

اولیاء کی قبریں مرکز تجلیات؟

قرآن میں سورہ کہف میں ہے جب لوگوں نے اصحاب کہف کو دریافت کر لیا اور ان کے غار پر پہنچ کر یہ دیکھ لیا تو

فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَى أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا

انہوں نے کہا یہاں دیوار بنا کر (غار کا دھانہ پاٹ دو) ان کا رب ان کے بارے میں جانتا ہے- ان پر جو غلبہ رکھتے تھے انہوں نے کہا ہم اس مقام کو مسجد کے طور پر اختیار کریں گے

یہ قرآن میں ان کا اختلاف بیان ہوا کہ لوگ حکمران کا مذھب اختیار کر لیتے ہیں ورنہ رائے عامہ تھی کہ غار کو بند کر دیا جائے لیکن انہوں نے اس مقام کو مسجد بنا دیا یعنی چرچ – یہ روایت قدیم نصرانیوں میں چلی آئی ہے کہ چرچ اسی مقام پر بنایا جاتا ہے جہاں کوئی بزرگ دفن ہو – ہم کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز سے منع کیا[17]

---

[17] مزید تفصیل کے لئے کتاب دیکھیں

مسجد مطلب جہاں سجدہ ہو لہٰذا حدیث میں چرچ کو بھی مسجد کہا گیا ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاری پر جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا- آج کل بھی روم میں سنت پیٹر برگ میں پوپ پیٹر کی قبر کو سجدہ کرتا ہے[18]

پوپ کے آگے اصل میں پطرس Peter کی قبر ہے

اصحاب کہف کا واقعہ ان لوگوں کے ساتھ ہوا جو دوبارہ زندہ ہونے پر شک کر رہے تھے- یہ مسلمان نہیں تھے

پہلا بادشاہ یونانی و رومی مذھب کا تھا

Roman emperor Decius, around 250 AD

اور دوسرا نصرانی

Theodosius II

کہا جاتا ہے

اس وقت نصرانی تھے لیکن ان میں تثلیث کا عقیدہ بھی تھا اور الوہیت عیسیٰ کا بھی تھا اس میں ان کا

---

http://www.islamic-belief.net/wp-content/uploads/2013/11/مجمع-البحرين.pdf
صفحه ٢٢ يا ٢٤ پر

18

https://www.youtube.com/watch?v=eAJi3q01TUM

اختلاف تھا کہ عیسیٰ کب الوہی ہوا

یہ بادشاہ نصرانی نسطور راھب سے متاثر تھا جو مریم کو والدہ الہ کہتا تھا- نصرانی اصحاب کہف کو

the Seven Sleepers of Ephesus

کے نام سے جانتے ہیں

بہر حال اس آیت کی بنیاد پر فرقے کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی قبروں کو مسجد بنا دینا جائز ہے –
افسوس رسول کی دی گئی لعنت کو اپنے اوپر کر رہے ہیں –

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی میں شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی الألوسی (المتوفی: 1270ھ) لکھتے ہیں

واستدل بالآية على جواز البناء على قبور الصلحاء واتخاذ مسجد عليها وجواز الصلاة في ذلك، وممن ذكر ذلك الشهاب الخفاجي في حواشيه على البيضاي وهو قول باطل عاطل فاسد كاسد

اور اس آیت سے قبور صلحا پر تعمیر کا جواز لیا گیا ہے اور ان کو مسجد بنانے کا اور وہاں نماز پڑھنے کا اور وہ جنہوں نے اس جواز کا ذکر کیا ہے ان میں ہیں خفاجی اپنے حاشیہ علی البیضای پر اور یہ قول باطل ہے، بے کار ہے، فاسد ہے، بے فائدہ ہے

یعنی بعض علماء نے اس آیت سے قبروں کو مسجد بنانے کا جواز لیا– معلوم ہوا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت بھول چکے تھے کہ قبور انبیاء کو مسجد مت بنانا-

أَمۡوَاتٌ غَيۡرُ أَحۡيَاءٍ

فرقے کہتے ہیں اولیاء اللہ سنتے ہیں—ان کو شعور ہوتا ہے وہ قدموں کی چاپ سنتے ہیں—قرآن سنتے ہیں—قبر میں نماز پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں

قرآن کی سورہ النحل کی آیت ہے

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ (٢٠) أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (٢١) النحل

اور جن کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ پکار رہے ہیں انہوں نے کچھ تخلیق نہیں کیا (بلکہ) وہ خود مخلوق ہیں مردہ بے جان ہیں اور انہیں پتا نہیں کہ کب دوبارہ زندہ ہونگے

شاہ عبدالقادر ترجمہ کرتے ہیں مردے ہیں جن میں جان نہیں

اشرف علی تھانوی ترجمہ کرتے ہیں وہ (معبودین) مردے (بے جان) ہیں

احمد رضا خان ترجمہ کرتے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں

فتح محمّد جالندھری ترجمہ کرتے ہیں وہ لاشیں ہیں بے جان

سید شبیر احمد ترجمہ کرتے ہیں مردے ہیں زندگی سے عاری

مودودی ترجمہ کرتے ہیں مردے ہیں نہ کہ زندہ

محمود الحسن ترجمہ کرتے ہیں مردے ہیں جن میں جان نہیں

محمّد جوناگڑھی ترجمہ کرتے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں

ایک اہل حدیث عالم لکھتے ہیں

وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ (النحل:۲۱)["اور انہیں شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔"]خاص شعور کی نفی ہے کہ انہیں اپنے اٹھائے جانے کے وقت کا شعور نہیں۔اس سے "مردہ ہونے کے بعد شعور ہونے" کو اخذ کرنا درست نہیں۔کیونکہ خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں نکلتی۔ پھر پہلے کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت کیا گیا کہ موت کے بعد قبر و برزخ میں ثواب و عذاب ہے،زندگی ہے، علم و شعور ہے،بلکہ بعض مواقع پر بعض چیزوں کا سماع بھی ہے۔ جیسے قرع نعال اور قلیب بدر والی احادیث میں گزرا۔

راقم کہتا ہے شعور کا تعلق روح سے ہے اور مردہ کا جسد بے جان ہے. آدم میں زندگی نفخ روح سے آئی اور قبض روح سے چلی گئی. روح شعور کے لئے ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ راویوں نے دنیاوی قبر میں سوال جواب کے وقت روح کو لوٹوایا ہے- قرآن جسد میں شعور کی نفی کر رہا ہے- روایات میں آتا ہے کہ میت زائر کو پہچانتی ہے، وہ قدموں کی چاپ سنتی ہے، وہ قبر سے باہر

کھڑے لوگوں سے مانوس ہوتی ہے، وہ چیخ مارتی ہے.... یہ سارے کام شعور کے بغیر ممکن نہیں- جبکہ قرآن کہتا ہے کہ

امواتٌ ہیں بے جان ہیں اور ان کو شعور نہیں

روح کا تعلق جسد سے ماننے کی صورت میں قرآن کا انکار ہوتا ہے - روح کو جسد میں ڈالنے سے قرآن رد ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ روایات کو قرآن کی روشنی میں پرکھنا ضروری ہے اور یہ سنت صحابہ ہے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے سماع الموتی کا رد کیا، عمر رضی اللہ تعالی نے ایک صحابی سے کہا کہ ہم تمہاری روایت کا وبال تم پر ڈالتے ہیں

مسئلہ یہ ہے کہ قبر ارضی میں فرشتوں کے سوال و جواب کو اگر تسلیم کیا جائے اور میت کے سننے والا مانا جائے تو اس سے شعور ہونا ثابت ہوتا ہے - دوسری طرف قرآن میں آگیا ہے کہ مردے لاش ہیں ان کو شعور نہیں اور سن بھی نہیں سکتے - قبر میں سوال و جواب والی روایات کی صحیح تاویل یہی ہے کہ یہ عالم بالا کا ذکر ہے-

محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج (المتوفى: 763ھ-) اپنی کتاب کتاب الفروع ومعه تصحيح الفروع لعلاء الدين علی بن سليمان المرداوی میں لکھتے ہیں کہ

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي كِتَابِهِ السِّرِّ الْمَصُونِ: الَّذِي يُوجِبُهُ الْقُرْآنُ وَالنَّظَرُ أَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ وَلَا يُحِسُّ، قَالَ تَعَالَى: {وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ} [فاطر: 22] . وَمَعْلُومٌ أَنَّ

آلَات الْحسِّ قَدْ فُقِدَتْ، وَأَجَابَ عَنْ خِلَافِ هَذَا بِرَدِّ الْأَرْوَاحِ، وَالتَّعْذِيبُ عِنْدَهُ وَعِنْدَ ابْنِ عَقِيلِ عَلَى الرّوحِ فَقَطْ

اور ابن الجوزی نے اپنی کتاب السِّرِّ الْمَصُونِ میں کہا ہے کہ قرآن اور (نقدو) نظر سے جو واجب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بے شک میت نہ سنتی ہے نہ احساس رکھتی ہے- اللہ تعالیٰ نے کہا (اے نبی) جو قبروں میں ہیں ان کو آپ نہیں سنا سکتے (فاطر ۲۲)- اور یہ معلوم ہے کہ آلہ احساس کھو (ختم ہو) چکے (ہوتے) ہیں اور (ان کی بات) کا جواب دیا گیا ہے کہ عود روح ہونے پر اس کے خلاف ہو جائے گا- اور عذاب ان کے نزدیک (یعنی ابن الجوزی) اور ابن عقیل کے نزدیک صرف روح کو ہوتا ہے

ابن الجوزی اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں لکھتے ہیں کہ

فإنه لما ورد النعيم والعذاب للميت علم أن الإضافة حصلت إلى الأجساد والقبور تعريفا كأنه يقول صاحب هذا القبر الروح التي كانت في هذا الجسد منعمة بنعيم الجنة معذبة بعذاب النار

پس یہ جو آیا ہے میت پر نعمت اور عذاب کا تو جان لو کہ (القبر کا) اضافہ سے تعریفا (نہ کہ حقیقا) قبروں اور اجساد کی طرف (اشارہ) ملتا ہے جیسے کہا جائے کہ صاحب القبر کی روح کو جو اس جسد میں تھی جنت کی نعمتوں سے عیش میں (یا) آگ کے عذاب سے تکلیف میں ہے

راقم کہتا ہے یہ قول عذاب قبر والی روایات کی صحیح تاویل ہے کیونکہ قرآن میں قوم نوح اور قوم فرعون پر عذاب کا ذکر ہے جن کو قبریں نہیں ملیں اور تمام علماء نے ان آیات کو عذاب قبر کی خبر قرار دیا ہے تو ظاہر ہے یہ قبر یا مستقر روح عالم ارض میں نہیں البرزخ میں ہے

بریلوی علماء جوابا کہتے ہیں کہ اگر یہ بات مان لیں تو ہم گویا کفار ہیں جیسا سورہ الممتحنة میں اللہ تعالی کا قول ہے

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَوَلَّوْا قَوْماً غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ

اے مومنو -اس قوم کے دوست مت بنو جن پر اللہ کا غضب ہوا - وہ آخرت سے اس طرح نا امید ہیں جس طرح کفار اصحاب قبور سے نا امید ہیں

راقم کہتا ہے یہاں معلوم کرنا ضروری ہے کہ کفار مکہ مردوں کے حوالے سے کیا عقیدہ رکھتے تھے –قرآن میں آیا ہے کہ وہ زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا دعوی کرتے تھے کہ مرنے والے دوبارہ زندہ نہ ہوں گے یعنی اب کوئی حشر و نشر نہیں ہو گا– موت کو زمانہ کنڑول کرتا ہے- کفار کو حشر کی کوئی امید نہیں تھی اور یہی حال یہود کا ہو گیا تھا جو نفس پرستی میں سمجھ رہے تھے کہ دنیا کی زندگی ہی اصل ہے –

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ قبروں میں مدفون اصحاب سے امید لگائی جائے-

مستدرک حاکم ح ۴۳۲۰ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْفَقِيهُ بِالرِّيِّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ السُّكَّرِيُّ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَلْقَمَةَ الْمَرْوَزِيُّ، ثنا الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدٍ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ قُبُورَ الشُّهَدَاءِ بِأُحُدٍ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهَدَاءُ، وَأَنَّهُ مَنْ زَارَهُمْ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَدُّوا عَلَيْهِ» قَالَ الْعَطَّافُ: وَحَدَّثَتْنِي خَالَتِي، أَنَّهَا زَارَتْ قُبُورَ الشُّهَدَاءِ، قَالَتْ: " وَلَيْسَ مَعِي إِلَّا غُلَامَانِ يَحْفَظَانِ عَلَيَّ الدَّابَّةَ، قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَسَمِعْتُ رَدَّ السَّلَامِ، قَالُوا: وَاللَّهِ إِنَّا نَعْرِفُكُمْ كَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا بَعْضًا، قَالَتْ: فَاقْشَعْرَرْتُ، فَقُلْتُ: يَا غُلَامُ ادْنُ بَغْلَتِي فَرَكِبْتُ «هَذَا إِسْنَادٌ مَدَنِيٌّ صَحِيحٌ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»

عبد اللہ بن فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے اور عرض کی؛الٰہی ! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو انکی زیارت کو آئے گا اور ان پر سلام کریگا یہ جواب دیں گے۔ عطاف بن خالد مخزومی کہتے ہیں: میری خالہ مجھ سے بیان کرتی تھیں: میں ایک بار زیارت قبور شہداء کو گئی۔ میرے ساتھ دو لڑکوں کے سوا کوئی نہ تھا جو میری سواری کا جانور تھامے تھے۔ میں نے مزارات پر سلام کیا جواب سنا آواز آئی۔ و اللہ انا نعرفکم کما یعرف بعضنا بعضا۔ اللہ کی قسم، ہم تم لوگوں کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو۔

روایت کو امام الذھبی نے مرسل قرار دیا ہے

مستدرک حاکم میں ایک دوسری سند سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اوپر والی روایت منقطع ہے

مستدرک کی ایک اور حدیث کی سند ہے

عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس میں عبد الاعلی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہیں، یعنی باپ عبد اللہ نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا-الْعَطَّافُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ پر ابو حاتم کا قول ہے

وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: لَيْسَ بِذَاكَ یعنی مضبوط راوی نہیں ہے -اس کی خالہ بھی مجھول الحال ہے

ابدال

صوفیاء کی جانب سے پر اسرار خواص میں سے ابدال کا ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کی بدولت بارش ہوتی ہے زمین کی گردش چلتی ہے اور ان کی تعداد ۳۰ یا ۴۰ بتائی جاتی ہے۔ فرقہ اہل حدیث کی جانب سے ابدال پر تمام روایات کو رد کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہر وہ حدیث جس میں ابدال کا ذکر ہو موضوع ہے –ان کی اس ناقص تحقیق پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ محدثین قرن ثالث ابدال کا ذکر کرتے رہے ہیں یعنی امام ابو داود و امام بخاری و الدارمی و یزید بن ہارون و غیر ھم – راقم کے نزدیک یہ محدثین کی غلطیوں میں شمار ہوتا ہے۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے جس میں ابدال کی خبر ہے اور الذھبی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ الْعَنَزِيُّ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَنْبَأَ نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: «سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يُحَصَّلُ النَّاسُ مِنْهَا كَمَا يُحَصَّلُ الذَّهَبُ فِي الْمَعْدِنِ، فَلَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ، وَسُبُّوا ظَلَمَتَهُمْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْأَبْدَالُ، وَسَيُرْسِلُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ سَيْبًا مِنَ السَّمَاءِ فَيُغْرِقُهُمْ حَتَّى لَوْ قَاتَلَتْهُمُ الثَّعَالِبُ غَلَبَتْهُمْ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ عِنْدَ ذَلِكَ رَجُلًا مِنْ عِتْرَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ قَلُّوا، وَخَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفًا إِنْ كَثُرُوا، أَمَارَتُهُمْ أَوْ عَلَامَتُهُمْ أَمِتْ أَمِتْ عَلَى ثَلَاثِ رَايَاتٍ يُقَاتِلُهُمْ أَهْلُ سَبْعِ رَايَاتٍ لَيْسَ مِنْ صَاحِبِ رَايَةٍ إِلَّا وَهُوَ يَطْمَعُ

بِالْمُلْكِ، فَيَقْتَتِلُونَ وَيُهْزَمُونَ، ثُمَّ يَظْهَرُ الْهَاشِمِيُّ فَيَرُدُّ اللَّهُ إِلَى النَّاسِ إِلْفَتَهُمْ وَنِعْمَتَهُمْ، فَيَكُونُونَ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّجَّالُ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

صحیح – 8658[التعلیق – من تلخیص الذہبی]

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيَّ نے کہا انہوں نے علی سے سنا… اہل شام کو گالی مت دو ان میں ابدال ہیں

اتحاف الخیرة المہرة بزوائد المسانید العشرة میں ابو العباس البوصیری (المتوفی: 840ھ) لکھتے ہیں

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ- أَوْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ- قَالَ: " قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ صِفِّينَ: اللَّهُمَّ الْعَنْ أَهْلَ الشَّامِ. فَقَالَ عَلِيٌّ- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ-: لَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ جَمًّا غَفِيرًا، فإن بها الأبدال- قالها ثَلَاثًا ".

رَوَاهُ إِسْحَاقُ، وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے صفین کے روز کہا اللہ کی لعنت ہو اہل شام پر اس پر علی نے کہا اہل شام کے جم غفیر کو گالی مت دو کیونکہ ان میں ابدال ہیں، ان میں ابدال ہیں، ان میں ابدال ہیں – اس کو اسحاق نے روایت کیا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں

فضائل صحابہ از امام احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ، وَقَالَ مَرَّةً: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ صِفِّينَ: اللَّهُمَّ الْعَنْ أَهْلَ الشَّامِ فَقَالَ: عَلِيٌّ «لَا تَسُبَّ أَهْلَ الشَّامِ جَمًّا غَفِيرًا فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ، فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ، فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ»

امام زہری نے عَبۡدِ اللَّہِ بۡنِ صَفۡوَانَ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے صفین کے روز کہا اللہ کی لعنت ہو اہل شام پر اس پر علی نے کہا اہل شام کے جم غفیر کو گالی مت دو کیونکہ ان میں ابدال ہیں ان میں ابدال ہیں ان میں ابدال ہیں

معمر بن إبي عمرو راشد (المتوفی: 153ھ-) روایت کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ صِفِّينَ: اللَّهُمَّ الْعَنْ أَهْلَ الشَّامِ، قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: «لَا تَسُبَّ أَهْلَ الشَّامِ جَمًّا غَفِيراً، فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ، فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ، فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ»

امام زہری نے عَبۡدِ اللَّہِ بۡنِ صَفۡوَانَ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے صفین کے روز کہا اللہ کی لعنت ہو اہل شام پر اس پر علی نے کہا اہل شام کے جم غفیر کو گالی مت دو کیونکہ ان میں ابدال ہیں ان میں ابدال ہیں ان میں ابدال ہیں

مجمع البحرين في زوائد المعجمين از ہیثمی میں ہے

قال سعيد: سمعت قتادة يقول: لسنا نشك أن الحسن منهم

قتادہ بصری کا قول ہے جو سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا کہ ان کو اس میں شک نہیں کہ حسن بصری بھی ابدال میں سے ہیں

تہذیب الکمال از المزی میں ہے امام إبو زرعة الرازی بھی ابدال کا ذکر کرتے تھے

وقال أبو زرعة الرازي: محمد بن عبيد عندنا إمام، وعلي بن أبي بكر من الأبدال

ابو زرعۃ الرازی نے کہا محمد بن عبید ہمارے امام ہیں اور علی بن ابی بکر ابدال میں سے ہیں

ابن حبان صحیح میں باب قائم کیا ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْءِ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ جَلَّ وَعَلَا لِمَنْ يُصَلِّي عَلَيْهِ الْإِبْدَالَ

آدمی کے لئے مستحب ہے کہ جب اللہ جَلَّ وَعَلَا سے سوال کرے تو اس پر ابدال سے دعا کرائے

ابو بکر بن ابی عاصم الشیبانی (المتوفی: 287ھ) کتاب السنة میں ایک سند میں ابدال کا ذکر کرتے ہیں

حَدَّثَنَا ابْنُ الْبَزَّارِ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ أَبُو عُمَرَ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ إِنَّهُ مِنَ الْأَبْدَالِ عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ: قُلْتُ لحذيفة أين عثمان؟ قال: في الجنة ورب الكعبة قَالَ: قُلْتُ قَتَلَتْهُ قَالَ فِي النَّارِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

سند میں زِيَادُ أَبُو عُمَرَ کو شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ نے ابدال میں سے قرار دیا ہے

ابو محمد عبد اللہ الدارمی (المتوفى: 255هـ) نے ایک راوی کو ابدال میں سے قرار دیا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عَقِيلٍ، أَنَّهُ: سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ، بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرٌ فِي [ص:2157] الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَرَأَهَا عِشْرِينَ مَرَّةً، بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِينَ مَرَّةً، بُنِيَ لَهُ بِهَا ثَلَاثَةُ قُصُورٍ فِي الْجَنَّةِ». فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَنْ لَنُكْثِرَنَّ قُصُورَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«اللَّهُ أَوْسَعُ مِنْ ذَلِكَ» قَالَ أَبُو مُحَمَّد: «أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، وَزَعَمُوا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْأَبْدَالِ»

امام دارمی نے اَبُو عُقَيْلٍ زُہرَۃُ بْنُ مَعْبَدٍ کا سند میں ذکر کرتے ہوئے لکھا وَكَانَ مِنَ الأَبْدَالِ وہ ابدال میں سے تھے

ابو بکر ابن المقریٔ (المتوفی: 381ھ) کتاب المعجم لابن المقریٔ میں لکھتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ الْأَكْرَمِ الْأَنْطَاكِيُّ، وَكَانَ يُقَالُ أَنَّهُ مِنَ الْأَبْدَالِ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى النَّوْسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْغَيْثَ قَالَ: «اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا»

اس سند میں ابو بکر ابن المقریٔ نے اپنے شیخ کو ابدال میں سے قرار دیا ہے

إرشاد القاصی والدانی إلی تراجم شیوخ الطبرانی از ابو الطیب نایف بن صلاح بن علی المنصوری کے مطابق طبرانی کے شیخ احمد بن محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن حفص ابو الحسن الأصبهانی بھی ابدال میں سے تھے قال ابو نعیم: إحد الأبدال والزہاد - ابو نعیم نے کہا یہ زہاد و ابدال میں سے ایک تھے

کتاب سؤالات السلمی للدار قطنی کے مطابق دار قطنی کہتے ہیں

سمعتُ أبا بكرٍ النَّيسابوريّ يقولُ: سمعتُ أبا موسى الطُّوسيّ يقولُ: سمعتُ أبا بكرِ بنَ زَنْجُويَهْ يقولُ: سمعتُ أحمدَ ابنَ حنبلٍ يقولُ: كان بـ «بغدادَ» رجلٌ من الأبدالِ؛ وهو أبو إسحاقَ النَّيسابوريّ. يريدُ: إبراهيمَ بنَ هانئٍ

اِبا بکرِ بن زَنجُویَہ نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا کہ بغداد میں ایک شخص اِبواِسحاق النَّیسابوریُّ ہے جو ابدال میں سے ہے اس سے ان کی مراد تھی اِبراھیم بن ہانئ

علل دارقطنی میں امام دارقطنی کہتے ہیں النَّضرُ بنُ کَثیرٍ السَّعدِیُّ اِبُو سَہلٍ کے لئے کہتے ہیں ان کو الأَبدَالِ کہا جاتا ہے

امام بخاری کتاب تاریخ الکبیر میں فَروَۃ بن مُجالدِ، مَولَی اللَّخم کے ترجمے میں لکھتے ہیں

. وکَانُوا لایشکون اِنہ من الأبدال، مُستجاب الدّعوۃ. نَسبَہُ حُجر بن الحارث

اور اس میں شک نہیں کہ یہ ابدال تھے ان کی دعائیں قبول ہوتیں اس کی نسبت حجر بن الحارث نے کی

یعنی حجر بن الحارث نے فَروَۃ بن مُجالدِ کو ابدال میں شمار کیا- کتاب الاِصابۃ فی تمییز الصحابۃ از ابن حجر کے مطابق وقال ابن مندۃ حدیثہ مرسل، وہو مجہول ابن مندہ کے بقول یہ ایک مجہول شخص تھے

کتاب الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم کے مطابق مندرجہ سات لوگ ابدال تھے

اِیوب بن النجار، إدریس بن یحییٰ الخولانی المصری، الحسن بن علی بن مسلم السکونی، سہل بن مزاحم المروزی، عبد الملک بن عبد العزیز اِبو نصر التمار،

عبد الرزاق بن عمر الدمشقی العابد، محمد بن عبد الرحمٰن بن عمرو الاوزاعی

ابن ابی حاتم نے ان سب کے ترجمہ میں ان کو ابدال قرار دیا ہے

العجلی کتاب الثقات میں الصَّعق بن حزن العیشی کو ابدال میں سے لکھتے ہیں- کتاب التاریخ الکبیر المعروف بتاریخ ابن إبی خیثمۃ–السفر الثالث کے مطابق

حَدَّثَنَا يَحْيَى، قال: حدثنا هشام بْن يُوسُف، عَنْ عمْرَان أبي المنديل، عَنِ القاسم بْن ذي خَسْرَوَا الصَّنْعَانِيّ، قَالَ: قَالَ لي عَطَاء: تدري مِمَّنْ الأبدال؟ قلت: لا. قَالَ: مِنْ قومك دِنية.

عَطاء نے القاسم بْن ذی خَسرُوَا الصَّنْعَانِیّ سے پوچھا تم کو پتا ہے ابدال کون ہیں ؟ القاسم بْن ذی خَسرُوَا الصَّنْعَانِیّ نے کہا نہیں –عَطاء نے کہا یہ لوگوں میں سب سے کم عزت والے ہیں

کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال از ابو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی : 365ھ-) کے مطابق

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمد بْنِ عَمْرو الخفاف، حَدَّثَنا عَبد الصمد بن الفضل، قَالَ: سَمِعْتُ شهاب بن معمر يقول كان حماد بن سلمة يعد من الابدال وعلامة الابدال ان لا يولد لهم كان تزوج سبعين امرأة فلم يولد.

عَبد الصمد بن الفضل کہتے ہیں انہوں نے شہاب بن معمر کو کہتے سنا حماد بن سلمہ کو ابدال میں شمار کیا جاتا ہے اور ابدال کی علامت ہے کہ ان کی اولاد نہیں ہوتی چاہے ستر عورتوں سے شادی کریں

عطاء بن عَبد اللہ کے ترجمے میں ابن عدی لکھتے ہیں

حَدَّثني عُمَر بن الحسن بن نصر، حَدَّثَنا مُؤَمِّلُ بْنُ إِهَابٍ، حَدَّثَنا ضمرة، عنِ ابن عطاء، عن أبيه، قالَ: قُلتُ لأبي يا أبة الأبدال أربعون رجلا؟ قَال: لاَ تقل رجلا إن فيهم نساء .

ابن عطاء نے اپنے باپ عطآ سے پوچھا کہ اے باپ کیا ابدال چالیس مرد ہیں انہوں نے جواب دیا مرد نہ بولو ہو سکتا ہے ان میں عورتیں بھی ہوں

المقاصد الحسنة میں ابن حجر کے شاگرد محدث السخاوی (المتوفى: 902ھ-) لکھتے ہیں

و قال یزید بن ہارون: الأبدال ہم اہل العلم

یزید بن ہارون نے کہا ابدال سے مراد اہل علم ہیں

المقاصد الحسنة میں السخاوی (المتوفى: 902ھ-) نے یہ بھی لکھا

وقول البخاري في غيره: كانوا لا يشكون أنه من الأبدال، وكذا وصف غيرهما من النقاد والحفاظ والأئمة غير واحد بأنهم من الأبدال

امام بخاری کا قول کہ اس میں شک نہیں یہ ابدال میں سے تھے اور اسی طرح نقاد محدثین وائمہ کا تعریف کرنا تھا کہ یہ ابدال میں سے ہے

شوکانی (المتوفى: 1250ھ-) کتاب الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة میں لکھتے ہیں کہ ابدال کے بارے میں حسن حدیث ہے اور یہ متواتر کے درجے پر ہیں

وله طرق عن أنس أخرجها الطبراني والخلال، وابن عساكر (3) وأبو نعيم والطبراني (4) .
قال في اللآلیء: وقد ورد ذكر الأبدال من حديث على رضي الله عنه وسنده حسن

(1) ومن حديث [عبادة بن الصامت. وسنده حسن (2) ، ومن حديث عوف بن مالك رضي الله عنه. أخرجه الطبراني

ومن حديث معاذ رضي الله عنه. أخرجه أبو عبد الرحمن السلمي في كتاب سنن الصوفية (2)

(3) ومن حديث أبي الدرداء رضي الله عنه. أخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول

(4) ومن حديث أبي هريرة: أخرجه ابن حبان في الضعفاء. والخلال في كرامات الأولياء

(5) ومن حديث عمر بن الخطاب رضي الله عنه. أخرجه ابن عساكر في تاريخه

(6) ومن حديث حذيفة رضي الله عنه. أخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول

.وعن ابن عباس موقوفًا أخرجه أحمد في الزهد (1) قال الفتى في موضوعاته

قلت: هو صحيح وإن شئت قلت: هو متواتر- میں شوکانی کہتا ہوں یہ صحیح ہیں اور چاہو تو کہو متواتر ہیں

چھٹی صدی ہجری کی ابتداء میں وفات پانے والی دیلمی کتاب الفردوس بمأثور الخطاب از ابو شجاع الدیلمیّ الہمذانی (المتوفی: 509ھ) کے مطابق انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الأبدال أَرْبَعُونَ اثْنَان وَعشْرُونَ بِالشَّام وَثَمَانِية عشر بالعراق كلما مَاتَ مِنْهُم بدل الله مَكَان أخر فَإِذا جَاءَ الْأَمر قبضوا كلهم

ابدال چالیس ہیں –۲۸ ان میں شام میں اور ۱۲ عراق میں ہیں- ان میں سے جو مرتا ہے تو اللہ ایک اور سے ان کو بدل دیتا ہے پھر جب (قیامت کا) امر ہو گا سب (کے نفوس) قبض ہو جائیں گے

چھٹی صدی کے آخر میں وفات پانے والے ابن الجوزی نے ابدال کے نظریہ کو کتاب الموضوعات میں رد کیا– ساتویں صدی کے محدث تقی الدین المعروف با بن الصلاح (المتوفی: 643ھ-) فتاوی ابن الصلاح میں فتوی دیتے ہیں

وأما الأبدال فأقوى ما رويناه فيهم قول علي رضي الله عنه إنه بالشام الأبدال، وأيضًا فإثباتهم كالمجمع عليه بين علماء المسلمين وصلحائهم. وأما الأوتاد والنجباء والنقباء فقد ذكرهم بعض مشايخ الطريقة، ولا يثبت ذلك. ولا تزال طائفة من الأمة ظاهرة على الحق إلى أن تقوم الساعة، وهم العلماء

اور جہاں تک ابدال کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا جاتا ہے کہ ابدال شام میں ہیں اور اسی طرح کا اثبات کیا ہے علماء مسلمین نے اور ان کے صالح لوگوں نے اور جہاں تک الأوتاد والنجباء والنقباء کا تعلق ہے تو اس کا ذکر بعض طریقت کے مشائخ نے کیا ہے جو ثابت نہیں ہے اور (حدیث) میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا یہاں تک قیامت آئے –تو یہ علماء ہیں

ابن تیمیہ نے آٹھویں صدی میں فتوی میں ابدال کے نظریہ میں بھی گنجائش پیدا کی کہ ابدال کی خصوصیت صرف چالیس میں محدود نہیں – کتاب الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان میں الأولياء، والأبدال، والنقباء، والنجباء، والأوتاد، والأقطاب پر ابن تیمیہ کہتے ہیں

فليس في ذلك شيء صحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولم ينطق السلف بشيء من هذه الألفاظ إلا بلفظ الأبدال.

اس میں کوئی صحیح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں اور سلف سے ان الفاظ پر بات منقول نہیں سوائے ابدال کے لفظ کے

کتاب العقيدة الواسطية: اعتقاد الفرقة الناجية المنصورة إلى قيام الساعة أهل السنة والجماعة میں اہل سنت والجماعت میں ابن تیمیہ نے ابدال کو بھی ان میں شمار کیا ہے جس سے ظاہر ہے ان کے نزدیک یہ لوگ موجود تھے

ابن تیمیہ کے ہم عصر الذھبی نے کتاب میزان الاعتدال میں انس رضی اللہ عنہ کی ابدال سے متعلق روایت پر کہا ہذا باطل یہ باطل ہے لیکن اپنی تاریخ الاسلام میں جگہ جگہ لوگوں کو ابدال کہہ کر ان کا قد بڑھایا ہے- گلی صدیوں میں المناوی اور سیوطی نے واپس ابدال کے وجود پر بحث کی اور ثابت کیا کہ یہ پر سرار لوگ موجود ہیں

معلوم ہوا کہ ابدال پر محدثین کی کوئی ایک حتمی رائے نہ تھی – ابدال کے وجود کا تصور پھیل رہا تھا لوگوں کو ابدال کہا جاتا تھا لیکن اس کا اصل مفہوم کسی کو پتا نہ تھا – اس لا یعنی اصطلاح کو محدثین اپنی کتب میں نقل کرتے رہے جبکہ وہ اس کے مفہوم سے خود بھی لا علم تھے۔

راقم کہتا ہے ابدال کا تصور کہ کوئی ایسا بے اولاد شخص ہے جس کی دعا ہر صورت قبول ہوتی ہے اس پر شرع میں کوئی نص نہیں اور ابدال، ابدال کرنا یہ محدثین کی حماقت تھی جس کا خمیازہ اب تک اٹھانا پڑ رہا ہے –

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے؟

ایک طرف تو وہ تھے جو کہتے تھے صرف ابدال کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور دوسری طرف وہ متصوفین تھے جو کہتے تھے کہ تمام انسان اللہ کا کنبہ ہیں کیونکہ ہم میں ہی اللہ تعالی چھپا ہے –ان کی دلیل صحیح مسلم میں ایک حدیث قدسی ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي، قَالَ: يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ، فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي، يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِي، قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ؟ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي

محمد بن حاتم، بن میمون بہز حماد بن سلمہ، ثابت، ابی رافع، حضرت ابوہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی وہ کہے گا اے پروردگار میں تیری

عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ کہے گا اے پروردگار میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے تو اللہ فرمائے گا کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا وہ کہے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے اللہ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔

اس کی سند میں نفيع ، أبو رافع الصائغ المدنى ، مولى ابنة عمر بن الخطاب اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نفیع سے بصرہ میں اس کو ثابت البنانی نقل کرتے ہیں اور پھر مختلط حماد بن سلمہ اس کو بیان کرتے ہیں البتہ کتاب مسند ابو عوانہ میں اس کو حماد ابن زیدؒ بھی ثابت سے نقل کرتے ہیں

مسند احمد میں اس کی ایک اور سند ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، أَنَّهُ قَالَ: مَرِضْتُ فَلَمْ يَعُدْنِي ابْنُ آدَمَ، وَظَمِئْتُ فَلَمْ يَسْقِنِي ابْنُ آدَمَ، فَقُلْتُ: أَتَمْرَضُ يَا رَبِّ؟ قَالَ: يَمْرَضُ الْعَبْدُ مِنْ عِبَادِي مِمَّنْ فِي الْأَرْضِ، فَلَا يُعَادُ، فَلَوْ عَادَهُ، كَانَ مَا يَعُودُهُ لِي، وَيَظْمَأُ فِي الْأَرْضِ، فَلَا يُسْقَى، فَلَوْ سُقِيَ كَانَ مَا سَقَاهُ لِي

لیکن اس میں ابْنُ لَهِيعَةَ ہے جو ضعیف ہے

یہ بات انجیل متی میں بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے تمثیلی انداز میں بتایا کہ جب ابن آدم آئے گا تو انسانوں کو تقسیم کر دے گا اور ایک سے کہے گا

Mathew 25:42 – 45

For I was hungry and you gave me no food, I was thirsty and you gave me no drink,

I was a stranger and you did not welcome me, naked and you did not clothe me, sick and in prison and you did not visit me.’

Then they also will answer, saying, ‘Lord, when did we see you hungry or thirsty or a stranger or naked or sick or in prison, and did not minister to you?’

Then he will answer them, saying, ‘Truly, I say to you, as you did not do it to one of the least of these, you did not do it to me.’

میں بھوکا تھا تم نے کھانا نہ دیا میں پیاسا تھا تم نے پانی نہ دیا- میں اجنبی تھا تم نے خوش آمدید نہ کہا - میں برہنہ تھا تم نے لباس نہ دیا- میں بیمار تھا قیدی تھا تم نے ملاقات نہ کی - اس پر وہ کہیں گے آے آقا ہم نے اپ کو کب بھوکا اورپیاسا اور اجنبی اور قیدی بیمار پایا؟ ابن آدم کہے گا سچ کہتا ہوں (کیا) تم نے اس میں سے کوئی بھی بات کم نہ کی جو تم نے میرے ساتھ نہ کی ہو ؟ا

نصرانی ان الفاظ سے مفہوم لیتے ہیں کہ عیسیٰ (جو نعوذ باللہ ان کے نزدیک رب تھا) وہ انسانوں میں آیا، زندہ رہااور مرا اور پھر زندہ ہوا- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک سابقہ عیسائی تھے اغلبًا انہوں نے یہ انجیل کے حوالے سے بات کی ہو گی جو ابو رافع سمجھ نہ سکے

روایت سے صوفیوں نے دلیل لی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے ساتھ ہی ہے یعنی وحدت الوجود کے نظریہ کے تحت اللہ تعالیٰ مخلوق میں ہی موجود ہے۔ انجیل میں یہ حدیث قدسی نہیں ہے بلکہ یہ قول ابن آدم کا ہے جو اصلا عیسیٰ علیہ السلام کا اس میں استعارہ ہے

اسلامی صوفیت اور عیسائی رہبانیت کے ڈانڈے اس روایت پر مل جاتے ہیں۔ ہماری مذھبی کتب میں ایک روایت ہے

الْخَلْقُ عِيَالُ اللَّهِ

مخلوق خدا کا کنبہ ہے

مسند ابو یعلی اور مسند بیہقی شعب ایمان میں نقل ہوئی ہے۔ سند روایت میں يُوسُفُ بْنُ عَطِيَّةَ الصَّفَّارُ متروک الحدیث کی وجہ سے ضعیف ہے اس کے ایک دوسرے طرق میں موسی بن عمیر ہے وہ بھی متروک ہے سنن سعید بن منصور میں عیال اللہ کا لفظ ہے لیکن وہاں سند منقطع ہے کیونکہ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى کا سماع عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے۔ صوفی منش أبو نعيم الأصبهاني (المتوفى: 430هـ) نے اس کو حلية الأولياء وطبقات الأصفياء میں بیان کیا اور یہ روایت صوفیوں میں پھیل گئی۔ شعب الایمان کے مطابق عباسی خلیفہ مامون کے دربار میں اس کو بیان کیا گیا کہ ایک شخص نے دہائی دی

قَالُوا: نا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَوْصِلِيُّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الْمَأْمُونِ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ، وَأَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهِ " قَالَ: فَصَاحَ بِهِ الْمَأْمُونُ: اسْكُتْ، أَنَا أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْكَ

عیسائیوں میں یہ سینٹ پاول کا مقولہ ہے

You are members of God's family. Ephesians 2:19

شام و عراق میں نصرانی راہبین جب اسلام میں داخل ہوئے تو اپنے اکابرین کے فرمودات کو بھی ساتھ لے آئے- اور یہی ملغوبہ اسلام میں تصوف کہلایا-

حیرت ہے کہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے کا جملہ ابن قیم کتاب الروح میں لکھتے ہیں- البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید از ابو العباس احمد بن محمد بن المهدی (المتوفى: 1224ھ-) اس کو تفسیر میں بیان کرتے ہیں- تذکرة الأريب فی تفسیر الغریب میں ابن جوزی تک اس کو بیان کرتے ہیں جبکہ ان کے نزدیک یہ موضوع روایت ہے-

{إن يطعمون} إي إن يطعموا احدا من خلقي واضاف الاطعام إليه لأن الخلق عيال الله ومن اطعم عيال الله فقد اطعمه

بغوی تفسیر میں کہتے ہیں وَإِنَّمَا أَسْنَدَ الْإِطْعَامَ إِلَى نَفْسِهِ، لِأَنَّ الْخَلْقَ عِيَالُ اللَّهِ وَمَنْ أَطْعَمَ عِيَالَ أَحَدٍ فَقَدْ أَطْعَمَهُ

شوکانی فتح القدیر میں کہتے ہیں وَإِنَّمَا أَسْنَدَ الْإِطْعَامَ إِلَى نَفْسِهِ لِأَنَّ الْخَلْقَ عِيَالُ اللَّهِ

اس طرح صحیح مسلم کی اس روایت کو ایک موضوع روایت سے ملا کر قبول کر لیا جاتا ہے

صوفیوں نے نزدیک یہ دلیل بنتی ہے وحدت الوجود کی اور جھمیوں کے نزدیک رب کی مخلوق کے ساتھ موجودگی کی

میں ایک خزانہ تھا

مصر میں نصرانی یہ عقیدہ پھیلاتے تھے کہ الوہی بننا صرف عیسیٰ کا ہی کمال نہیں بلکہ کوئی بھی مسیحی اس کو حاصل کر سکتا ہے—ان کو غناسطی کہا جاتا ہے اور اسی فرقہ کے بہت سے اقوال میں سے ایک ہے

كُنْتُ كَنْزًا لا أعْرَفُ، فَأَحْبَبْتُ أنْ أعْرَفَ، فَخَلَقْتُ خَلْقًا، فَعَرَّفْتُهُمْ بِي، فَعَرَفُونِي

میں ایک خزانہ تھا جس کو کوئی جانتا نہ تھا پس میں نے پسند کیا کہ جانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو خلق کیا پس ان سے جانا گیا اور انہوں نے مجھے متعارف کرایا

یہ روایت بے اصل ہے- کتاب التخریج الصغیر والتحبیر الکبیر از ابن المبرد کے مطابق
كُنْتُ كَنْزًا لا أعْرَفُ، فَأَحْبَبْتُ أنْ أعْرَفَ، فَخَلَقْتُ خَلْقًا، فَعَرَّفْتُهُمْ بِي، فَعَرَفُونِي" لا أصل له
میں ایک خزانہ تھا جس کو کوئی جانتا نہ تھا پس میں نے پسند کیا کہ جانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو خلق کیا پس ان سے جانا گیا اور انہوں نے مجھے متعارف کرایا- اس کا اصل نہیں ہے

سخاوی کتاب المقاصد الحسنة میں کہتے ہیں ابن تیمیہ نے کہا
إنه ليس من كلام النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف، وتبعه الزركشي وشيخنا

یہ رسول اللہ کا کلام نہیں ہے اور نہ یہ صحیح سند سے معلوم ہے نہ ضعیف سند سے اور الزرکشی اور ہمارے شیخ (ابن حجر) نے یہی کہا ہے

کتاب أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب از محمد بن محمد درويش الشافعي (المتوفى: 1277هـ) کے مطابق

وَهَذَا يذكرهُ المتصوفة فِي الْأَحَادِيث القدسية تساهلا منْهُم

اس کا ذکر صوفیوں نے احادیث قدسیہ میں کیا ہے جو ان کا تساہل ہے

الاآلوسی تفسیر (22/27) میں کہتے ہیں

ومن يرويه من الصوفية معترف بعدم ثبوته نقلاً؛ لكن يقول: إنه ثابت كشفاً، وقد نص على ذلك الشيخ الأكبر في الباب المائة والثمانية والتسعين من "الفتوحات "، والتصحيح الكشفي شنشنة لهم

اور جو صوفیاء اس کو بیان کرتے ہیں وہ اس کے معترف ہیں کہ نقلا اس کا ثبوت نہیں ہے لیکن کہتے ہیں یہ کشف سے ثابت ہوا اور اس پر نص شیخ اکبر کی فتوحات کے باب میں ہے اور کشفی تصحیح ان کی کمزوری ہے

روایت میں ہے کہ اللہ ایک پوشیدہ شی تھا جب کوئی مخلوق نہیں تھی یہ الفاظ عقل پر نہیں اترتے اگر کوئی مخلوق نہیں تھی تو اللہ پوشیدہ کیسے تھا؟ صوفیا کہتے ہیں اللہ پوشیدہ تھا اس نے مخلوق کو

پیدا کیا کہ جانا جائے اور مخلوق سے کہا جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچانا تو گویا اللہ اور ہم ایک ہی وحدت میں ہیں کثرت مخلوق میں وحدت ہے -

اصلا یہ فلسفہ غناسطی Gnosticism ہے - ھوموسوس ὁμοούσιος کی اصطلاح کا استعمال سب سے پہلے غناسطی نصرانیوں نے کیا- غناسطی تحریروں میں ھوموسوس کا لفظ عیسیٰ اور اللہ کی یک عنصری کی طرف اشارہ کرتا ہے. اس عقیدے سے کیتھولک کلیسا کے مشائخ واقف تھے. نائی سین کونسل میں عیسیٰ کی فطرت کو واضح کرنے کے لئے اس لفظ کا اطلاق کیا گیا- مصنف کے خیال میں ھوموسوس کا لفظ فارسی میں ہمہ اوست بنا کیونکہ ھوموسوس اور ہمہ اوست ہم معنی الفاظ ہیں. عربی متصوفانہ تحریروں میں یہ مفھوم وحدت الوجود سے ادا کیا گیا- کہا جاتا ہے کہ دیلفی یونان میں اپولو کے مندر میں صدر دروازے پر لکھا تھا

Γνῶθι σεαυτόν

Gnothi seauton

اپنے آپ کو جانو

اندازا عیسیٰ علیہ السلام سے ساڑھے ۵۰۰ سال قبل یہ مندر تعمیر ہوا تھا یعنی یروشلم پر حشر اول کے کچھ سال بعد

إسلامی تاریخی و مذہبی کتب میں بھی یہ قول نظر اتا ہے

من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا

الغزالی الطوسی (المتوفی: 505ه-) کتاب مشکاۃ الانوار میں کہتے ہیں

إذ لا يعرف ربه إلا من عرف نفسه - کہ اپنے رب کو نہیں جانتا مگر وہ جو اپنے نفس کو جانتا ہو

کتاب کیمیاء السعادۃ میں کہتے ہیں :

وقال النبي صلى الله عليه وسلم:) من عرف نفسه فقد عرف ربه

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا

ابن عربی نے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا حوالہ اپنی کتاب میں دیا اس کو الذھبی نے تاریخ الاسلام میں پیش کیا۔تاریخ اسلام میں تعلیق میں شعیب الأرنئوط لکھتے ہیں

موضوع كما قال شيخ الإسلام ابن تيمية، وسئل عنه الإمام النووي في «فتاويه» فقال: إنه ليس بثابت، وقال الزركشي في «الأحاديث المشتهرة» : وقال ابن السمعاني في «القواطع» : إنه لا يعرف مرفوعا، وإنما يحكي عن يحيى بن معاذ الرازيّ، وقال السيوطي: ليس بصحيح انظر «الحاوي» 2/ 451- 452.

(المطبوع من تاریخ الاسلام- ص 356)

موضوع ہے جیسا شیخ السلام ابن تیمیہ نے کہا ہے اور اس پر امام نووی سے فتاویہ میں سوال ہوا تو کہا یہ ثابت نہیں ہے اور زرکشی نے اس کا احادیث مشتہر میں ذکر کیا ہے اور ابن السمعانی نے القواطع میں ان کو یہ مرفوع نہیں ملی اور یحییٰ بن معاذ سے حکایت ہے سیوطی نے کہا یہ صحیح نہیں ہے

کتاب نضرة النعيم في مكارم أخلاق الرسول الكريم – صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق وہابی عالم صالح بن عبد اللہ بن حمید حرم کے خطبے میں صوفی ہرم بن حیّان کا قول پیش کرتے ہیں

المؤمن إذا عرف ربّه عزّ وجلّ أحبّه، وإذا أحبّه أقبل إليه وقال أيضا: من عرف نفسه وعرف ربّه عرف قطعا أنّه لا

وجود له من ذاته إنّما وجود ذاته ودوام وجوده وكمال وجوده من الله وإلى الله وبالله

مومن جب اپنے رب کو جانتا ہے تو وہ اس سے محبت کرتا ہے اور جب محبت کرتا ہے اس کو قبول کرتا ہے

اور یہ بھی کہا جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا –وہ قطعی جان جاتا ہے کہ اس کا کوئی ذاتی وجود نہیں بلکہ وجود تو ذات اور دوام اور جودت و کمال اللہ سے ہے اور اس کی طرف سے ہے اور اللہ کے لئے ہے

ہرم بن حیان العبدی ، اویس قرنی کے مرید ہیں جو ان کی تلاش میں کوفہ سے شام پہنچے تھے – ان کا ذکر اویس قرنی کے حوالے سے آگے آئے گا

وہابی عالم علی محمد الصَّلَّابِي کتاب إسمى المطالب في سيرة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ علی کا قول ہے

دعا أمير المؤمنين علي رضي الله عنه الناس إلى التفكير في أنفسهم فقال: من عرف نفسه فقد عرف ربه

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے انسانوں کو اپنے آپ میں تفکر کا کہا کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا

یہ اصلا تصوف کی جڑ ہے جس کے ڈانڈے یونانی فلسفہ میں جا کر ملتے ہیں

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے غلو

اہل تصوف بیان کرتے ہیں کہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز سنی گی - یہ روایت ہے جو ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں دی ہے

ابن عساکر (المتوفی 571) نے کہا

أنبأنا أبو علي محمد بن محمد بن عبد العزيز بن المهدي وأخبرنا عنه أبو طاهر إبراهيم بن الحسن بن طاهر الحموي عنه أنا أبو الحسن أحمد بن محمد بن أحمد العتيقي سنة سبع وثلاثين وأربع مائة نا عمر بن محمد الزيات نا عبد الله بن الصقر نا الحسن بن موسى نا محمد بن عبد الله الطحان حدثني أبو طاهر المقدسي عن عبد الجليل المزني عن حبة العرني عن علي بن أبي طالب قال لما حضرت أبا بكر الوفاة أقعدني عند رأسه وقال لي يا علي إذا أنا مت فغسلني بالكف الذي غسلت به رسول الله صلى الله عليه وسلم وحنطوني واذهبوا بي إلى البيت الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأذنوا فإن رأيتم الباب قد يفتح فادخلوا بي وإلا فردوني إلى مقابر المسلمين حتى يحكم الله بين عباده قال فغسل وكفن وكنت أول من يأذن إلى الباب فقلت يا رسول الله هذا أبو بكر مستأذن فرأيت الباب قد تفتح وسمعت قائلا يقول ادخلوا الحبيب إلى حبيبه فإن الحبيب إلى الحبيب مشتاق

حبة العرني نے علی سے روایت کیا کہ جب ابو بکر کا انتقال ہوا میں ان کے سرہانے تھا انہوں نے کہا اے علی جب میں مر جاؤں تم اس برتن سے غسل دینا جس سے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کو دیا تھا اور خوشبو لگانا اور اس گھر جانا جس میں رسول اللہ ہیں ان سے اجازت لینا اگر دیکھو دروازہ کھل گیا تم مجھ کو اس میں داخل کرنا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں لانا یہاں تک کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے (یعنی قیامت) پس علی نے کہا : میں نے غسل دیا اور کفن دیا اور میں پہلا تھا جس نے دروازہ پر اجازت لی پس میں نے کہا اے رسول اللہ یہ ابو بکر ہے اجازت مانگتا ہے میں نے دیکھا دروازہ کھلا اور سنا ایک کہنے والے کو کہ حبیب کو حبیب کے پاس داخل کرو کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد خود ابن عساکر نے اس پر جرح کرتے ہوئے کہا [تاریخ دمشق لابن عساکر: 437/30]۔

هذا منكر وراويه أبو الطاهر موسى بن محمد بن عطاء المقدسي وعبد الجليل مجهول والمحفوظ أن الذي غسل أبا بكر امرأته أسماء بنت عميس

یہ منکر ہے اس میں ابو الطاہر موسی بن محمد بن عطاء المقدسی [الوفاة: 221–230ھ] اور عبد الجلیل مجہول ہیں اور محفوظ ہے کہ ابو بکر کو ان کی بیوی اسماء بنت عمیس نے غسل دیا

بعض محدثین نے موسى بن محمد بن عطاء بن طاهر البَلْقاويّ المقدسيّ کو کذاب بھی کہا

ہے

.ورماه بالكذب أبو زرعة وأبو حاتم

.وقال الدَّارَقُطْنيّ: متروك

.قال العُقَيْلي: يُحَدِّث عن الثقات بالبواطيل والموضوعات

.وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على الثقات، لا تحل الرواية عنه

.وقال ابن عدي: منكر الحديث، يسرق الحديث

اس منکر روایت کا ذکر سب سے پہلے أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) نے کتاب الشریعۃ میں کیا ہے لیکن سند نہیں دی

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ , قَالَ لَهُمْ: إِذَا متُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جهَازِي فَاحْمِلُونِي حَتَّى تَقِفُوا بِبَابِ الْبَيْتِ الَّذِي فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقِفُوا بِالْبَابِ وَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ , هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ وَفُتِحَ الْبَابُ , وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا , فَأَدْخِلُونِي فَادْفِنُونِي , وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَكُمْ فَأَخْرِجُونِي إِلَى الْبَقِيعِ وَادْفِنُونِي. فَفَعَلُوا فَلَمَّا وَقَفُوا بِالْبَابِ وَقَالُوا هَذَا: سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ , وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ: أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ

تفسیر مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر ج۲۱ ص 433 میں سورہ کہف کی آیت فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا میں فخر الدین الرازی خطیب الری (المتوفی: 606ھ) نے کرامت اولیاء کی مثال کے طور پر اس کا ذکر کیا

أَمَّا الْآثَارُ» فَلْنَبْدَأْ بِمَا نُقِلَ أَنَّهُ ظَهَرَ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنَ الْكَرَامَاتِ ثُمَّ بِمَا ظَهَرَ عَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ، أَمَّا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمِنْ كَرَامَاتِهِ أَنَّهُ لَمَّا حُمِلَتْ جِنَازَتُهُ إِلَى بَابِ قَبْرِ

النَّبِيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُودِيَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِهَاتِفٍ يَهْتِفُ مِنَ الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ

تفسیر نیشاپوری یا غرائب القرآن ورغائب الفرقان از نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری (المتوفی: 850ھ) میں اس کا ذکر ہے

وأما الآثار فمن كرامات أبي بكر الصديق أنه لما حملت جنازته إلى باب قبر النبي صلى الله عليه وسلم ونودي السلام عليك يا رسول الله هذا أبو بكر بالباب فإذا الباب قد فتح فإذا هاتف يهتف من القبر أدخلوا الحبيب إلى الحبيب

السراج المنیر فی الإعانة علی معرفة بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر از شمس الدین، محمد بن إحمد الخطیب الشربینی الشافعی (المتوفی: 977ھ) نے اس کا ذکر کیا- اس طرح اہل کشف نے اس کو دلیل کے طور پر پیش کیا اور بریلوی فرقہ کو پسند آیا

موطا امام مالک۔ جلد اول۔ کتاب الجنائز۔ حدیث 468 مردے کو کفن پہنانے کا بیان

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِعَائِشَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ خُذُوا هَذَا الثَّوْبَ لِثَوْبٍ عَلَيْهِ قَدْ أَصَابَهُ مِشْقٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ فَاغْسِلُوهُ ثُمَّ كَفِّنُونِي فِيهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحَيُّ أَحْوَجُ إِلَى الْجَدِيدِ مِنْ الْمَيِّتِ وَإِنَّمَا هَذَا لِلْمُهْلَةِ

یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے پہنچا کہ ابو بکر صدیق نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اپنی بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے کپڑوں میں کفن دیئے گئے تھے –عائشہ نے کہا سفید تین کپڑوں میں سحول کے، تب ابو بکر نے کہا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوں اس میں گیرو یا زعفران لگا

ہوا ہے اس کو دھو کر اور دو کپڑے لے کر مجھے کفن دے دینا–عائشہ بولیں یہ کیا بات ہے ابو بکر بولے کہ مردے سے زیادہ زندے کو کپڑے کی حاجت ہے کفن تو پیپ اور خون کے لئے ہے۔

صحیح بخاری میں ہے وفات سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

فَنظَرَ إِلَى ثَوْبٍ عَلَيْهِ، كَانَ يُمَرَّضُ فِيهِ بِهِ رَدْعٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ، فَقَالَ: اغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا وَزِيدُوا عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ، فَكَفِّنُونِي فِيهَا، قُلْتُ: إِنَّ هَذَا خَلَقٌ، قَالَ: إِنَّ الحَيَّ أَحَقُّ بِالْجَدِيدِ مِنَ المَيِّتِ، إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ فَلَمْ يُتَوَفَّ حَتَّى أَمْسَى مِنْ لَيْلَةِ الثُّلاَثَاءِ، وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ

کپڑوں کو دیکھا جس میں وہ مریض تھے اس پر زعفران کے نشان تھے کہا ان کپڑوں کو دھونا اور ان میں دو کا اضافہ کرنا پھر کفن دینا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے پوچھا یہ اپ نے کیا؟ ابو بکر نے کہا زندہ حق دار ہے میت سے زیادہ نئے کا یہ تو پیپ اور خون کے لئے ہے

نوٹ: ابو بکر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ اولیاء اللہ پیپ اور خون میں تبدیل ہو جاتے ہیں

عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے غلو

جب غلو تمام مکاتیب فکر نے اپنا لیا تو پھر اس کو عقائد پر کتاب میں بھی بیان کیا جانے لگا-أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418هـ) کی شرح إصول اعتقاد اہل السنة والجماعة میں روایت کیا گیا ہے کہ

أنا الْحَسَنُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: أنا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ، قَالَ: نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ: نا أَبُو عَمْرٍو الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ الْمِصْرِيُّ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ "، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ جَيْشًا أَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ. قَالَ: فَبَيْنَا عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمًا، قَالَ: فَجَعَلَ يَصِيحُ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: «يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ» . قَالَ: فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: " يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمْنَاهُمْ، فَإِذَا بِصَائِحٍ يَصِيحُ: «يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، يَا سَارِيَ الْجَبَلَ» ، فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا بِالْجَبَلِ، فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ ". فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: «إِنَّكَ كُنْتَ تَصِيحُ بِذَلِكَ» قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ: وَحَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ بِذَلِكَ

يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ نے محمد بن عجلان سے روایت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا سالار ایک مرد ساریہ کو بنایا۔ایک دن خطبہ کے دوران عمر نے یکایک یہ پکارنا شروع کر دیا اے ساریہ پہاڑ- پہاڑ-اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر اس لشکر کا خبری مدینہ آیا۔اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کا حال دریافت کیا تو اس

نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم لوگ شکست کھا گئے اور اس شکست کی حالت میں تھے کہ ہم نے یکایک ایک آواز سنی جس نے تین بار کہا کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف رخ کرو۔ ہم نے پشت پہاڑ سے لگا دی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمن کو شکست دیدی۔ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ ہی تو تھے جو اس طرح چیخ تھے۔ ابن عجلان نے کہا ایسا ہی إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ نے بھی بیان کیا

تخریج روایت : دلائل النبوة للبيهقي،حديث نمبر 2655 میں ، جامع الأحاديث للسيوطي،حرف الياء فسم الافعال،مسند عمر بن الخطاب، حديث نمبر 28657 میں ، الإصابة في معرفة الصحابة،لابن حجر العسقلاني،القسم الأول ،السين بعدها الألف ، ابن الأعرابي في كرامات الأولياء والديرعاقولي في فوائده وأبو عبد الرحمن السلمي في الأربعين وأبو نعيم في الدلائل واللالكائي في السنة ، قال الحافظ ابن حجر في الإصابة: إسناده حسن

محدثین متاخرین کی رائے

فتح الباری کے مولف ابن حجر نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے

زرکشی لکھتے ہیں

وَقد افرد الْحَافِظ قطب الدّين عبد الْكَرِيم الْحلَبِي لهَذَا الحَدِيث جُزْءا ووثق رجال هَذه الطَّرِيق

حافظ قطب الدین حلبی نے اس اثر پر مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، جس میں اس واقعہ کے سارے طرق جمع کیے ہیں، اور اس طریق کے تمام رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔

التذكرة في الأحاديث المشتهرة = اللآلئ المنثورة في الأحاديث المشهورة میں سیوطی

کہتے ہیں
.وألف القطب الحلبي في صحته جزءاً
قطب الحلبی نے مستقل رسالے میں اس کی صحت کو ثابت کیا ہے۔

صوفیاء کی رائے

یہ روایت پچھلی اور محدثین نے اس کو قبول کیا اور سند کو حسن جید سب کہہ ڈالا– دوسری طرف اہل طریقت جن کو اہل معرفت بھی کہا جاتا ہے ان متصوفین کے نزدیک روحانی تصرف ہر کسی کے بس کی بات نہیں جب اللہ چاہتا تو اسباب پیدا فرماتا ہے– جیسا کہ اس اثر سے وضاحت ہوتی ہے –مزید براں اس اثر سے صوفیاء کے ہاں ثابت ہوتا ہے کہ بذریعہ کشف غائب سے رہنمائی مل سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب کشف اپنے کشف سے اجتماعی طور پر دوسروں کی رہبری کر سکتا ہے

ابن تیمیہ کی رائے

اولیاء اللہ کو کشف ممکن ہے–آٹھویں صدی کے نام نہاد سلفی محقق ابن تیمیہ کتاب مجموعۃ الرسائل والمسائل میں لکھتے ہیں

وأما المعجزات التي لغير الأنبياء من باب الكشف والعلم فمثل قول عمر في قصة سارية، وأخبار أبي بكر بأن ببطن زوجته أنثى، وأخبار عمر بمن يخرج من ولده فيكون عادلاً. وقصة صاحب موسى في علمه بحال الغلام، والقدرة مثل قصة الذي عنده علم من الكتاب. وقصة أهل الكهف، وقصة مريم، وقصة خالد بن الوليد وسفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي مسلم الخولاني، وأشياء يطول شرحها. فإن تعداد

هذا مثل المطر. وإنما الغرض التمثيل بالشيء الذي سمعه أكثر الناس. وأما القدرة التي لم تتعلق بفعله فمثل نصر الله لمن ينصره وإهلاكه لمن يشتمه.

اور جہاں تک معجزات غیر انبیاء کے علم و کشف کے باب میں ہے تو اس کی مثال ساریہ کا عمر والا قصہ ہے —ان قصوں کی تعداد اس قدر ہے جیسے بارش

اپنی دوسری کتابوں النبوات، قاعدة عظيمة فی الفرق بين عبادات اہل الاسلام والایمان و عبادات اہل الشرک والنفاق، الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان، منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ میں ابن تیمیہ نے اس کا کئی بار اس قصہ کا ذکر کشف کی دلیل کے طور پر کیا - بلکہ دقائق التفسیر الجامع لتفسیر ابن تیمیۃ میں وضاحت کرتے ہیں

وَعمر رَضِي لما نَادَى يَا سَارِيَة الْجَبَل قَالَ إن لله جُنُودا يبلغون صوتي وجنود الله هم من الْمَلَائِكَة ومن صالحي الْجِنّ فجنود الله بلغُوا صَوت عمر إِلَى سَارِيَة وَهُوَ أنهم نادوه بِمثل صَوت عمر

اور عمر نے جب ساریہ کو پہاڑ کی ندا کی تو کہا اللہ کے لشکر ہیں جو میری آواز لے کر جاتے ہیں اور اللہ کے لشکر فرشتے ہیں اور نیک جنات پس اللہ کے لشکروں نے عمر کی آواز ساریہ تک پہنچائی اور وہ ان کو آواز دیتے تھے عمر کی آواز کی طرح

ابن قیم کی رائے

ابن قیم کتاب میں مدارج السالکین میں لکھتے ہیں

والكشف الرحماني من هذا النوع: هو مثل كشف أبي بكر لما قال لعائشة رضي الله عنهما: إن امرأته حامل بأنثى. وكشف عمر- رضي الله عنه- لما قال: يا سارية الجبل، وأضعاف هذا من كشف أولياء الرحمن

اور کشف رحمانی یہ ہے، جس طرح کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ کہا کہ ان کی بیوی کو بچی حمل ہے، اور اسی طرح عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کشف جب کہ انہیوں نے یاساری ۃ الجبل کہا تھا یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف دھیان دو، تو یہ اللہ رحمٰن کے اولیاء کے کشف میں سے ہے۔

البانی کی رائے

محمد بن عجلان نے یہ روایت یاس بن معاویہ بن قرۃ سے بھی سماعت کی ہے۔ لالکائی کی شرح اِصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں ایک مقام پر ہے قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ: وَحَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ بِذَلِكَ –ابن عجلان نے کہا اس اثر کو إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ نے بھی ایسا ہی روایت کیا–اس بنا پر اس کو ابن عجلان کے طرق سے البانی نے صحیح قرار دیا – البانی نے تحقیق الآیات البینات فی عدم سماع الأموات (ص: 112) میں اس اثر کی سند کو جید حسن کہا اور سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها (3/ 101-104) میں اس پر طویل گفتگو کی ہے، اور اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ واقعہ صرف ابن عجلان کی سند سے صحیح ہے

قلت: .... فتبين مما تقدم أنه لا يصح شيء من هذه الطرق إلا طريق ابن عجلان وليس فيه إلامنادادة عمر " يا سارية الجبل " وسماع الجيش لندائه وانتصاره بسببه.ومما لا شك فيه أن النداء المذكور إنما كان إلهاما من الله تعالى لعمر وليس ذلك بغريب عنه،

فأنه " محدث " كما ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم ولكن ليس فيه أن عمر كشف له حال الجيش، وأنه رآهم رأي العين

میں البانی کہتا ہوں : پس کے واضح ہوا کہ اس سلسلے میں ایک ہی طرق صحیح ہے جو ابن عجلان کی سند سے ہے اور اس میں عمر کی پکار کا ذکر ہے کہ یا ساریۃ الجبل اور لشکر کا اس آواز کو سننا اور اس کے سبب مدد پانا تو اس میں شک نہیں کہ یہ الہام میں سے ہے جو اللہ تعالی نے عمر کو کیا اور اس میں کوئی عجیب بات بھی نہیں کیونکہ وہ محدث ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ عمر پر لشکر کا حال کشف ہوا اور انہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ کی رائے

سن ۱۹۸۰ کی دہائی میں ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے ایک ضعیف روایت یا ساریہ کا کتاب مزار یا میلے میں رد کیا

زبیر علی زئی کی رائے

سن ۱۹۹۰ کی دہائی میں اہل حدیث عالم زبیر علی زئی میں بھی ہمت پیدا ہوئی کہ اس اثر کا رد کر سکیں

يا ساريةُ الجبلَ والی روایت کی تحقیق

سوال کیا یا ساریۃ الجبل والی روایت صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو مفہوم واضح کریں اور اگر ضعیف ہے تو وجہِ ضعف بیان کردیں۔ جزاکم اللہ خیراً

(ڈاکٹر محمد شفیق چوہدری، راولپنڈی)

الجواب اس سلسلے میں راقم الحروف کا ایک تفصیلی مضمون "ہفت روزہ الاعتصام لاہور" (ج ۴۳ شمارہ ۴۵، ۸ نومبر ۱۹۹۱ء) میں شائع ہوا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ یا ساریۃ الجبل والا قصہ بلحاظ سند صحیح ثابت نہیں ہے۔ اس کی سندوں کی بحث مختصراً درج ذیل ہے:

① ابن عجلان عن نافع عن ابن عمر۔ الخ (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۳۷۰)

اس کی سند ابن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

محمد بن عجلان مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین بتحقیقی ۹۸/ ۳ص ۶۰) اور عن سے روایت کر رہے ہیں۔ اصول حدیث میں یہ مقرر ہے کہ غیر صحیحین میں مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے لیے قادح ہے۔ یعنی مدلس راوی کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

(دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۹)

② ایاس بن معاویہ بن قرۃ کی مرسل روایت (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۳۷۰)

مرسل روایت جمہور محققین کے نزدیک مردود ہوتی ہے۔ (دیکھئے الفیۃ العراقی: ۱۲۳ ص ۲۸)

③ ایوب بن خوط عن عبدالرحمان السراج عن نافع، الخ [الفوائد لأبي بكر بن خلاد (۱/ ۲۱۵، ۲ قلمی) بحوالہ السلسلۃ الصحیحۃ (۳/ ۱۰۱ ح ۱۱۱۰)] اس کا راوی ایوب بن خوط متروک ہے۔ [التقریب: ۶۱۲]

④ فُرات بن السائب عن میمون بن مہران عن ابن عمر، الخ (اسد الغابہ: ۲/ ۳۳۳)

فرات بن السائب متروک وسخت مجروح ہے۔ [دیکھئے میزان الاعتدال ۳/ ۳۴۱ وکتب الجرحین]

⑤ الواقدی عن شیوخہ (البدایۃ والنہایۃ ۷/ ۱۳۵، ۱۱۱ صابہ ۲/ ۳)

434 کتاب التخریج

واقدی مشہور کذاب اور متروک راوی ہے۔ (دیکھئے تہذیب التہذیب ۹/۳۲۳۔۳۲۶)

⑨ سیف بن عمر عن شیوخہ (البدایہ والنہایہ ۷/۱۳۴)

سیف مشہور متروک الحدیث اور زندیق ہے۔ (تہذیب التہذیب ۴/۲۵۹، ۲۶۰)

⑦ هشام بن محمد بن مخلد بن مطر عن أبي توبة عن محمد بن مهاجر عن أبي بلج علي بن عبدالله إلخ (السنۃ للالکائی ۷/۱۳۰، ۱۳۱)

اس میں ہشام اور ابو بلج کے حالات نامعلوم ہیں یعنی دونوں مجہول ہیں۔

⑧ لالكائي عن مالك عن نافع عن ابن عمر

[البدایہ والنہایہ ۷/۱۳۵، وکرامات اللالکائی: ۳/۷۶ دوسرا نسخہ: ۶۷]

اس کے راوی عمرو بن الازہر کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: کذاب (الضعفاء والمتروکون: ۳۹۵) ابن حبان نے اسے حدیثیں گھڑنے والا قرار دیا۔ دیکھئے المجروحین (۲/۷۸) لہٰذا یہ سند موضوع ہے۔ خود حافظ ابن کثیر نے کہا: ''وفي صحته من حديث مالك نظر'' اور اس کی صحت میں نظر ہے۔ (البدایہ ۷/۱۳۵)

اس قصے کی دیگر سندیں بھی مردود ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ یہ ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں غلط ہے۔

اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و ناقابل اعتماد ہے۔ لہٰذا اسے کسی متاخر امام یا عالم کا صحیح قرار دینا اصول حدیث کی رو سے غلط ہے۔ جو لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں انھیں چاہئے کہ اصول حدیث کی روشنی میں اس واقعہ کا صحیح ہونا ثابت کریں۔ [الحدیث: ۴۰]

وہابیوں کی رائے

تقریباً تمام معروف وہابی علماء اس اثر کو صحیح قرار دیتے ہیں-

محمد بن صالح العثيمين اس اثر کو مشہور قرار ہے اور اولیاء اللہ کی کرامت قرار دیا

https://www.youtube.com/watch?v=N6k1EtknPE0

السؤال: ما حكم الشرع فيما يروى أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه رأى سارية , وهو يخطب على المنبر في المعركة في موقف حرج مع الأعداء, فقال له: يا سارية الجبل! هل هذه القصة حقيقة حدثت, أم من الخيال؟ الجواب: هذه القصة مشهورة عن أمير المؤمنين عمر رضي الله عنه أنه كان يخطب الناس يوم الجمعة على منبر النبي صلى الله عليه وسلم, وكان سارية بن زنيم رضي الله تعالى عنه قائداً لإحدى السرايا في العراق, فحصر الرجل, فأطلع الله تعالى أمير المؤمنين عمر على ما أصابه, فخاطبه عمر من المنبر, وقال له: يا سارية ! الجبل, يعني: اصعد الجبل أو لذ بالجبل أو ما أشبه ذلك من التقديرات, فسمعه سارية فاعتصم بالجبل فسلم, ومثل هذه الحادثة تعد من كرامات الأولياء, فإن للأولياء كرامات يجريها الله تعالى على أيديهم تثبيتاً لهم ونصرة للحق, وهي موجودة فيما سلف من الأمم وفي هذه الأمة, ولا تزال باقية إلى يوم القيامة, وهي أمر خارق للعادة يظهره الله تعالى على يد الولي تثبيتاً له وتأييداً للحق, ولكن يجب علينا الحذر من أن يلتبس علينا ذلك بالأحوال الشيطانية من السحر والشعوذة وما أشبهها؛ لأن هذه الكرامات لا تكون إلا على يد أولياء الله, وأولياء الله عز وجل هم المؤمنون المتقون؛ قال الله عز وجل: أَلا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ [يونس:62] قال شيخ الإسلام رحمه الله أخذاً من هذه الآية: من كان مؤمناً تقياً كان لله ولياً, وليست الولاية بتطويل المسبحة, وتوسيع الكم, وتكبير العمامة, والنمنمة, والهمهمة, وإنما الولاية بالإيمان والتقوى, فيقاس المرء بإيمانه وتقواه لا بهمهمته ودعواه. بل إني أقول: إن من ادعى الولاية فقد خالف الولاية؛ لأن دعوى الولاية معناه تزكية النفس, وتزكية النفس معصية لله عز وجل, والمعصية تنافي التقوى؛ قال الله تعالى: هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُمْ مِنَ الأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى [النجم:32], ولا نعلم أحداً من أولياء الله المؤمنين المتقين قال للناس: إني أنا ولي, فاجتمعوا إلي, وخذوا من بركاتي ودعواتي وما أشبه ذلك, لا نعلم هذا إلا عن الدجالين الكذابين الذين يموهون على عباد الله ويستخدمون شياطين الجن للوصول إلى مآربهم. وإن نصيحتي لأمثال هؤلاء أن يتقوا الله عز وجل في أنفسهم وفي عباد الله, ونصيحتي لعباد الله أن لا يغتروا بهؤلاء وأمثالهم.

دائمی کمیٹی کا فتوی

سعودی دائمی کیمٹی کے پانچ علماء کا متفقہ فتوی ہے

فتاوى اللجنة الدائمة الجزء رقم: 26، الصفحة رقم 41 پر

>السيرة >المجلد السادس والعشرون (كتاب الجامع 3) >المجموعة الأولى > تصفح برقم المجلد
قول عمر رضي الله عنه يا سارية الجبل
الفتوى رقم (17021)

س: جاء محاضر إلى مدرستنا، وكانت المحاضرة عن كرامات الأولياء والصالحين ، وقال في محاضرته: كان عمر بن الخطاب يخطب على المنبر، فنادى السارية التي أرسلها للحرب، فقال: (يا سارية الجبل) فسمعت السارية كلامه فانزاحت إلى الجبل. علماً بأن بينهما مسافة بعيدة، هل هذه الرواية صحيحة أم خطأ، وهل هي من الكرامات؟

ج : هذا الأثر صحيح عن عمر رضي الله عنه، ولفظه: أن عمر رضي الله عنه، بعث سرية فاستعمل عليهم رجلاً يدعى سارية ، قال: فبينا عمر يخطب الناس يوماً قال: فجعل يصيح وهو على المنبر: يا سارية الجبل، يا سارية الجبل، قال فقدم رسول الجيش، فسأله فقال: يا أمير المؤمنين لقينا عدونا فهزمنا، فإذا بصائح يصيح: يا سارية الجبل، فأسندنا ظهورنا بالجبل فهزمهم الله.

رواه أحمد في (فضائل الصحابة)، وأبو نعيم في (دلائل النبوة) والضياء في (المنتقى من مسموعاته) وابن عساكر في (تاريخه) والبيهقي في (دلائل النبوة) وابن حجر في (الإصابة) وحسن إسناده، ومن قبله ابن كثير في (تاريخه) قال: إسناد جيد حسن، والهيثمي في (الصواعق المحرقة) حسن إسناده أيضًا – وهذا إلهام من الله سبحانه،

وكرامة لعمر رضي الله عنه، وهـو المحدث الملهم، كما ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم، وليس في الأثر أنه رضي الله عنه كشف له عن الجيش وأنه رآه رأي العيـن إلى غير ذلك من الروايات الضعيفة التي يتعلق بها غلاة المتصوفة في الكشف، واطلاع المخلوقين على الغيب، وهذا باطل؛ لأن الاطلاع على الغيب من صفات الله سبحانه وتعالى، وما ذكر في السؤال أعلاه مـن أن عمر رضي الله عنه نادى السارية التي أرسلها للحرب فسمعت السـارية كلامه فانزاحت للجبل، فهذا جهل في معنى الحديث.وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضوالرئيس : بكر أبو زيد - عبد العزيز آل الشيخ - صالح الفوزان - عبد الله بن غديان - عبد العزيز بن عبد الله بن باز-

سوال: ہمارے مدرسے میں کرامت اولیاء پر تقریر ہوئی اس میں مقرر نے اثر بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا قول یاساریہ پہاڑ جنگ کے دوران ...اور عمر اور ساریہ میں مسافت بہت دور تھی تو کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلطی ہوئی یا یہ کرامت ہے؟

جواب: یہ اثر صحیح ہے عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور اس کے الفاظ ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سریہ بھیجا اس پر سالار ایک مرد کو کیا جس کا نام ساریہ تھا- اور عمر اس دوران کہ وہ خطبہ دے رہے تھے ایک دن وہ چیخے اور وہ منبر پر تھے اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ—پس جب لشکر کا خبری آیا اس سے سوال ہوا—اس نے کہا امیر المومنین ہمارے دشمن نے ہم کو شکست دی یہاں تک کہ ہم نے ایک چیخ سنی کہ اے ساریہ پہاڑ پس ہم نے اپنی پیٹھ اس کے ساتھ کر دی اور اللہ نے دشمن کو شکست دی—اس کو احمد نے، ابو نعیم نے الضیاء نے ابن عساکر نے بیہقی نے ابن حجر نے روایت کیا ہے—ابن حجر نے اس کو حسن قرار دیا ہے اور ان

سے قبل ابن کثیر نے تاریخ میں اسکو اسناد جید حسن کہا ہے اور ہیثمی نے بھی اسناد حسن کہا ہے اور یہ اللہ تعالی کا الہام تھا اور عمر کی کرامت تھی اور وہ الہام پانے والوں میں تھے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ــ اور اس اثر میں یہ نہیں ہے کہ لشکر کا کشف ان پر اس طرح ہوا کہ وہ آنکھ سے دیکھ رہے تھے جو ضعیف روایات میں ہے جو کشف کے سلسلے میں غالی صوفیوں نے اس میں متعلق کر دی ہیں۔ اور مخلوق کی خبر غیب میں سے ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ غیب کی خبر پانا اللہ کی صفات میں سے ہے اور جو سوال میں ذکر ہوا کہ عمر نے ساریہ کو پکارا جس کو جنگ میں بھیجا تھا اور ساریہ نے اس کو سنا تو یہ حدیث کے معنوں میں جھل ہے . و باللہ التوفیق، و صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ و سلم

وہابی عالم صالح المنجد بھی اس کو صحیح سمجھتے ہیں

https://islamqa.info/ur/12778

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ جو واقعہ ہوا وہ ثابت اور صحیح ہے، نافع بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک لشکر پر ساریہ نامی شخص کو امیر بنایا، عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک کہنے لگے " اے ساریہ پہاڑ، اے ساریہ پہاڑ " تو انہوں نے ایسا پایا کہ جمعہ کے دن اسی وقت ساریہ نے پہاڑ کی جانب حملہ کیا تھا حالانکہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما اور ساریہ کے درمیان ایک مہینہ کی مسافت تھی۔ مسند احمد فضائل صحابہ (269/1) اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے اسے سلسلہ الصحیحہ میں صحیح کہا ہے (1110)

تو یہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہما کی کرامت ہے یا تو الہام اور آواز کا پہنچنا—یہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی رائے ہے—یا پھر کشف نفسانی اور آواز کا پہنچنا—اس پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی کلام آگے آئے گی—تو دونوں حالتوں میں بلا شک وشبہ یہ کرامت ہے۔

اہل حدیث کی جدید رائے

عصر حاضر کے اہل حدیث عالم غلام مصطفیٰ ظہیر اس روایت کو صحیح قرار دیتے ہیں

https://www.facebook.com/muhammed.kashif.796/videos/794954507276957/

فتاویٰ الدین الخالص، امین پشاوری (ج1 ص212) میں ہے

فتاوی الدین الخالص ۲۱۲ اردو – جلد اول

کرامت فاروقی

۱۰۶- سوال: حدیث "يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ" صحیح ہے یا ضعیف اور یہ آواز دینا نیند میں تھا یا بیداری میں کیا یہ کشف مرحوم ہے؟۔ اخوکم/عبداللہ ابو یاسر۔

جواب: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے امام بیہقی نے دلائل النبوۃ (۱۸۱/۲) میں نقل کیا ہے۔ جیسے کہ مشکاۃ (۵۴۶/۲) رقم: (۵۹۰۵۴) باب الکرامات میں ہے، امام ابن کثیرؒ نے البدایہ والنھایہ: (۱۳۱/۷) میں، ابن عساکر نے (۷/۶۔۱)، (۲۳/۱۳۔۲) میں، الضیاء نے المنتقی من مسموعاتہ بمرو (ص:۲۸۔۲۹) میں ابن الاثیر نے اسد الغابۃ (۶۸/۵) میں ذکر کیا ہے۔

اور السلسلہ الصحیحہ (۱۰۱/۳) (رقم ۱۱۱۰) میں نافع سے مروی ہے کہ یقیناً عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے کہا [يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ] اے ساریہ (رضی اللہ عنہ) پہاڑ کو لازم پکڑ!، اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ!"۔ تو اس وقت جمعہ کے دن ساریہ رضی اللہ عنہ پہاڑ کی طرف حملہ کر رہے تھے۔ اور اس کے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک مہینے کی مسافت تھی۔

جو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں اور یہ خطبہ جمعہ کے دوران تھی نیند نہیں تھی۔ رہا وہ کشف جو صوفیاء خیال کرتے ہیں تو وہ باطل ہے اور یہ کرامت تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں الہام ہوا تھا، آپ کے منہ سے بجھ کے بغیر صادر ہو گیا تھا۔ تفصیل کے لیے مراجعہ کریں۔ السلسلہ۔

راقم کہتا ہے ابن عجلان جس کے طرق سے اس روایت کو پیش و قبول کیا گیا ہے اس کے بارے میں امام مالک نے کہا تھا کہ اس کو حدیث کا کوئی علم نہیں – کتاب الضعفاء الکبیر از امام العقیلی المکی (المتوفی: 322ھ) کے مطابق

فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ ابْنُ عَجْلَانَ هَذه الْأَشْيَاءَ، وَلَمْ يَكُنْ عَالِمًا،

امام مالک نے کہا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ کو ان چیزوں کا اتا پتا نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عالم ہے

راقم اس سلسلے میں امام مالک کی رائے سے اتفاق کرتا ہے کہ یہ اثر قابل قبول نہیں ہے

یہ بھی معلوم ہوا کہ غالی شیعوں کی طرح غالی اہل سنت کا ایک طبقہ موجود تھا جس کا ذکر کھل کر نہیں کیا گیا

علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے غلو

جو لوگ رسول اللہ کو پکارتے ہیں ان کے نزدیک وہ سن سکتے ہیں اور مدد کرتے ہیں یہ مقام صرف اللہ کا ہے وہی سنتا و جانتا ہے –اور کسی حدیث و آیات میں نہیں کہ رسول اللہ کو ایسا کوئی اختیار دیا گیا تھا

بعض کہتے ہیں مثلا شیعہ کہ یا علی کہنا - ان کے علماء کے نزدیک وسیلہ ہے

بعض کہتے ہیں کہ درود پہنچتا ہے اور جو درود نبی نے سکھایا اس میں خطاب کا صغیہ ہے لہٰذا یا رسول اللہ کہا جا سکتا ہے

بعض بے سند روایات اور صوفیوں کے قصے بھی ہیں

بریلوی دلیل :

نبی اکرم صلی اللہ اپنے چچا سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی غزوہ احد میں شہادت پر اس قدر روئے کہ انہیں ساری زندگی اتنی شدت سے روتے نہیں دیکھا گیا۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے

یا حمزة یا عم رسول الله اسد الله واسد رسوله یا حمزة یا فاعل الخيرات! يا حمزة ياكاشف الكربات يا ذاب عن وجه رسول الله.

(المواہب اللدینہ، 1:212)

نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے وفات شدہ چچا سے فرما رہے ہیں یا کاشف الکربات (اے تکالیف کو دور کرنے والے)۔

راقم کہتا ہے اس کی سند کہیں نہیں ملی لہذا دلیل نہیں لی جا سکتی

شیعہ کی دلیل:

عباس قمی المعروف "محدث قمی" نے اپنی مشہور زمانہ کتاب دعاء "مفاتیح الجنان" (جنت کی کنجیاں) میں تحریر کیا ہے کہ امام زمانہ نے ایک شخص کو اس دعا کی تعلیم دی جو اسیر تھا اور وہ اسیری سے رہا ہو گیا۔ یہ دعاء کفعمی کی کتاب بلد الامین سے نقل ہوئی ہے۔ شیعہ کے نزدیک یہ یا محمد (ص) اور یا علی (ع) کہنا بعنوان وسیلہ الی اللہ، جائز ہے۔

دعائے فَرَج: الهی عظم البلاء و برح الخفاء وانكشف الغطاء و انقطع الرجاء وضاقت الارض و منعت السماء و انت المستعان و اليک المشتکی و عليک المعول فی الشدة و الرخا اللهم صل علی محمد و آل محمد اولی الامر الذين فرحت علينا طاعتهم و عرفتنا بذلک منزلتهم ففرج عنا بحقهم فرجا عاجلا قريبا کلمح البصر او هو اقرب يا محمد يا علی يا علی يا محمد اکفيانی فانکما کافيان و انصرانی فانکما ناصران يا مولانا يا صاحب الزمان الغوث الغوث ادرکنی ادرکنی الساعه الساعه العجل العجل العجل يا ارحم الراحمين بحق محمد و اله الطاهرين۔

راقم کہتا ہے اس کتاب میں لکھا ہے

قال الكفعمي في البلد الامين: هذا دعاء صاحب الامر (عليه السلام) وقد علّمه سجيناً

فأطلق سراحه

یہ صاحِب الامر کی دعا ہے جو انہوں نے جیل میں سکھائی

گیارہویں امام الحَسنِ العَسکریِّ سے اس کو منسوب کیا گیا ہے- لیکن اس قول کی کوئی سند نہیں ہے جیل میں ظاہر ہے کسی سے ملاقات کیا ہوئی ہو گی؟ اسی طرح شیعوں میں ایک نظم ہے جس کو ناد علی کہا جاتا ہے اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ اس میں پکار کا حکم ہے

راقم کہتا ہے- سیرت ابن ہشام میں ہے کہ یوم احد میں رسول اللہ نے فرمایا

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ: نَادَى مُنَادٍ يَوْمَ أُحُدٍ لَا سَيْفَ إلَّا ذُو الْفَقَارِ، وَلَا فَتَى إلَّا عَلِيٌّ

کوئی تلوار نہیں سوائے ذو الفقار کے کوئی جوان نہیں سوائے علی کے

بحار الانوار / جزء 20 / صفحة[73] از مجلسی میں ہے اس قول پر فرشتوں کو حیرت ہوئی کہ کس نے یہ کہا بتایا گیا یہ جبریل کا قول ہے

فقد تعجبت الملائكة، أما علمت أن جبرئيل قال في ذلك اليوم وهو يعرج إلى السماء: لا سيف إلا ذو الفقار، ولا فتى إلا علي.

وعن عكرمة، عن علي عليه السلام قال قال لي النبي صلى الله عليه وآله يوم احد: أما تسمع مديحك في السماء ؟ إن ملكا اسمه رضوان ينادي: لا سيف إلا ذو الفقار، ولا فتى إلا علي. قال: ويقال: إن النبي صلى الله عليه وآله نودي في هذا اليوم:

ناد عليا مظهر العجائب * تجده عونا لك في النوائب كل غم
وهم سينجلي * بولايتك يا علي يا علي يا علي

اور عکرمہ نے علی سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ نے احد کے دن کہا کیا تم نے آسمان میں اپنی تعریف سنی؟ وہاں ایک فرشتہ رضوان ہے اس نے پکارا کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے کوئی جوان نہیں سوائے علی کے اور فرمایا اس نے کہا

* ناد علیا مظہر العجائب
تجدہ عونا لک فی النوائب
* کل غمو ہم سینجلی
بولایتک یا علی یا علی یا علی
علی کو پکارو جو عجائبات کا مظہر ہے
تم اس کو مددگار پاؤ گے اپنی مشکل میں
تمام غم اس سے حل ہوں گے
تمھاری ولایت سے اے علی علی علی

عکرمہ خارجی سوچ کا حامل تھا جو تقیہ کرتا تھا لیکن عکرمہ سے لے کر مجلسی تک سند نہیں ہے

الانتباہ فی سلاسل الاولیاء میں درج ہے کہ شاہ ولی اللہ خرقہ ابو طاہر کردی کے ہاتھ سے پہنا جس نے اُس عمل کی اجازت دی جو جواہر خمسہ میں ہیں- اسی جواہر خمسہ میں دعائے سیفی کی ترکیب میں لکھاہے ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخواند وآں ایں است

نادِ علیاً مظہر العجائب

تجدہ عونا لک فی نوائب

کل ھم و غم سینجلی

بولایتک یا علی یا علی یا علی

شاہ ولی اللہ نہ صرف قبروں پر چلے لگاتے بلکہ علی کو پکارتے بھی تھے

علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان نظریات کو ابن سبا نے فروغ دیا تھا جو ایک نو مسلم تھا لیکن یہودی صوفی نظریات کو جاری رکھے ہوئے تھا- کتب جرح و تعدیل میں بعض راویوں کے لئے ملتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ علی بادلوں میں ہیں. اس عقیدے کو ابن سبا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے- البیان از جاحظ کے مطابق ان لوگوں کے لئے المعتمر شعر پڑھا کرتے تھے

ومن قوم إذا ذكروا عليا ... يردون السلام على السحاب

اور ایک قوم ہے کہ جب علی کا ذکر ہوا انہوں نے بادل کو سلام کیا

کتاب سیر اعلام النبلاء از الذہبی کے مطابق إِسْحَاقُ بنُ سُنَيْنٍ روایت کرتے ہیں کہ ابْنِ المُبَارَكِ کہتے تھے

ولا أقول علي في السحاب لقد ... أقول فيه إذا جورا وعدوانا

اور نہیں کہتا کہ علی بادل میں ہیں گر کہہ دوں تو یہ ظلم وزیادتی ہے

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

وحَدَّثَني سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ [ص:21]: {فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ} [يوسف: 80]، فَقَالَ جَابِرٌ: «لَمْ يَجِئْ تَأْوِيلُ هَذِهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ، فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ: وَمَا أَرَادَ بِهَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فُلَانٍ، يَقُولُ جَابِرٌ: «فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ، وَكَذَبَ، كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

روافض سورہ یوسف کی آیت فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ کی تشریح اس سے کرتے کہ علی بادلوں میں ہیں اور وہ ان سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے ایک شخص آئے جس کے لئے آسمان سے علی منادی کریں گے کہ فلاں کے ساتھ خروج کرو اور یہ تاویل جابر الجعفی کیا کرتا تھا

کتاب تہذیب التہذیب از ابن حجر میں سنن ابن ماجہ کے راوی عمرو بن جابر الحضرمی جو امام مہدی کی روایت کے راوی ہیں، ان کے لئے بتاتے ہیں- عمرو بن جابر الحضرمی کے لئے ابو زرعة المصری کہتے تھے

قال بن أبي مريم قلت لابن لهيعة من عمرو بن جابر هذا قال شيخ منا أحمق كان يقول أن عليا في السحاب

ابن ابی مریم کہتے ہیں میں نے ابن لهيعة سے پوچھا کہ عمرو بن جابر کون ہے بولے ایک بوڑھا احمق کہتا تھا علی بادلوں میں ہیں

ابن ماجہ کی روایت جو یہ بیان کیا کرتا تھا وہ یہ ہے

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِىُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِىُّ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِىُّ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِى زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِىِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِىِّ ». يَعْنِى سُلْطَانَهُ.

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق سے لوگ نکلیں گے جو المہدی کے لئے راہ ہموار کریں گے یعنی ان کی حکومت

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں مسند ابی یعلی کے راوی فرات بن الأحنف کے لئے ابن نمیر کہتے ہیں

قال ابن نمير: كان من أولئك الذين يقولون: علي في السحاب

ابن نمیر کہتے ہیں یہ ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں علی بادل میں ہیں

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں راوی مسعدة بن الیسع الباہلی کے لئے کہتے ہیں

قال جعفر: قال أبي: فحرفها هؤلاء وقالوا: علي في السحاب

جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ان لوگوں نے (دین میں) تحریف کی اور کہا علی بادل میں ہیں

کتاب بصائر الدرجات از محمد بن الحسن الصفار، تصحیح و تعلیق وتقدیم: الحاج میرزا حسن کوچہ باغی، مطبعۃ الأحمدی – طهران منشورات الأعلمی – طهران کے مطابق

ابو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار المتوفی سنۃ ۲۹۰ جو امام الحسن العسکری کے اصحاب میں سے تھے باب فی رکوب امیر المؤمنین ع السحاب وترقیہ فی الأسباب والأفلاک (باب امیر المومنین علی علیہ السلام کا بادل کی سواری کرنا اور اس میں اسباب و افلاک پر بلند ہونا) میں روایت کرتے ہیں

حدثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال إن عليا عليه السلام ملك ما في الأرض و ما في تحتها فعرضت له السحابان

الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفى الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع أرضين فوجد ثلث خراب وأربع عوامر

ابی بصیر، اِبی جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک علی کی تمکنت میں ہے جو کچھ زمین میں اور تحت الثری میں ہے پس ان پر دو بادل پیش کیے گئے الصعب (مشکل) اور الذلول (آسانی) . انہوں نے الصعب کو الذلول پر منتخب کیا پس الصعب پر انہوں نے سات زمینوں کی سیر کی اور اس میں سے ایک تہائی کو ویران و برباد پایا اور باقی کو آباد

ابی جعفر ایک اور روایت میں الصعب کی تفصیل بتاتے ہیں

احمد بن محمّد کہتے ہیں ابو جعفر علیہ السلام نے بات شروع کی اور کہا کہ ذوالقرنین نے دو بادلوں میں سے الذلول کو لیا اور تمھارے صاحب نے الصعب کو لیا میں نے پوچھا یہ الصعب کیا ہے؟ کہا وہ بادل جس میں بجلی، اس کی کوند اور کڑک ہے پس تمھارے صاحب (علی) اس کی سواری کرتے ہیں اور اسباب میں سے بلند ہوتے سات آسمان کی سیر کرتے ہیں...ہ

صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس:

" إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشیر العدوی، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول اللہ نے کہا، رسول اللہ نے کہا، پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا. اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سنا رہا ہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے. لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

معلوم ہوا قرن اول میں ہی علی کے حوالے سے روایت سازی شروع ہو چکی تھی - الصعب اور الذلول کی اہل سنت میں کوئی حتمی رائے نہیں لیکن شیعہ کتب سے واضح ہے کہ یہ ابن سبا کا عقیدہ تھا اور ابن عباس اس پر جرح کر رہے ہیں

ابن سبا جو اصلا ایک یہودی تھا، اس نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا؟ ہماری تحقیق کے مطابق یہ عقیدہ یہودی تصوف سے آیا ہے جو عیسی علیہ السلام سے بھی پہلے مروج ہو چکا تھا اور اس پر علماء یہود کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھا- حزقی ایل کی کتاب کے مطابق، حزقی ایل کا تعلّق پروہت طبقہ سے تھا وہ یہودیوں کے اشرفیہ میں سے تھے جن کو بابلی غلام بنا کر بابل میں لے آئے تھے. دریائے الخابور کے کنارے بابل میں، تل آبیب میں حزقی ایل نے ایک عجیب مکاشفہ دیکھا.

انہوں نے دیکھا کہ ایک بہت عظیم رتھ ہے جس کو چاروں جانب فرشتوں نے گھیرا ہوا ہے (حزقیایل باب ا: ۲۸) . اس رتھ کو حزقی ایل مرکبہ بولتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس میں نور اور بجلی کی کڑک تھی اور یہ بادلوں میں تھا. وقت کے ساتھ اسی رتھ نے اہمیت اختیار کر لی اور با قاعدہ مرکبہ سرّیت (ا) کے نام سے یہودیوں میں سرّیت و تصوف کا آغاز ہوا جس کو مرکوہ سرّیت بھی کہا گیا. اس سرّیت کی ابتدا کا اندازہ ہے کہ ۱۰۰ ق م سے لے کر ۱۰۰۰ ب م تک ہے. گویا یہ طریقۂ کار عیسیٰ علیہ السلام سے ۱۰۰ سال پہلے شروع ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا

حزقی ایل باب ا: ۲۶ میں لکھتے ہیں

اور آسمان سے اوپر جو ان کے سروں پر تھا ایک عرش تھا جیسا کہ نیلم کا پتھر ہوتا ہے اور اس عرش نما پر ایک انسان نما تخت افروز تھا

یہودیت تصوف میں ان آیات کا مفہوم اللہ کے حوالے سے لیا جاتا ہے اور مرکبہ کو عرش ہی سمجھا جاتا ہے جو بادلوں اور بجلی کی کڑک میں ہے

-اللہ، مرکبہ پر تھا جس کو چار فرشتے اٹھاتے ہیں اور وہ بادل میں ہے -ابن سبا نے اس عقیدے کو علی رضی اللہ عنہ پر منطبق کر دیا اسی وجہ سے السبہیۃ کا غالی فرقہ علی میں اللہ کے حلول کا قائل ہوا اور مصر میں اس کی تبلیغ کرتا رہا-

مرکبہ کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا جن کے چار چہرے تھے ایک انسان جیسا ایک شیر جیسا ایک بیل جیسا اور ایک عقاب جیسا تھا کچھ اسی طرح کی روایات ہماری کتب میں بھی ہیں

کتاب نقض الإمام أبي سعيد على المريسي العنيد از عثمان بن سعید میں ایک مقطوع حدیث نقل ہوئی ہے جو کتاب حزقی ایل کی آیت ۱۰ کی نقل ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، ثنا حَمَّادٌ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ عُرْوَةَ ، قَالَ : " حَمَلَةُ الْعَرْشِ مِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الْإِنْسَانِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ النِّسْرِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الثَّوْرِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ صُورَتُهُ عَلَى صُورَةِ الْأَسَدِ

عروہ کہتے ہیں کہ عرش کو جنہوں نے اٹھایا ہوا ہے ان میں انسانی صورت والے ہیں اور عقاب کی صورت والے اور بیل کی صورت والے اور شیر کی صورت والے

ابن ابی شیبہ کی کتاب العرش کی روایت ہے

حدثنا : علي بن مكتف بن بكر التميمي ، حدثنا : يعقوب بن إبراهيم بن سعد ، عن أبيه ، عن محمد بن إسحاق ، عن عبد الرحمن بن الحارث بن عياش بن أبي ربيعة ، عن عبد الله بن أبي سلمة قال : أرسل إبن عمر (ر) إلى إبن عباس (ر) يسأله : هل رأى محمد ربه ؟ فأرسل إليه إبن عباس : أن نعم ، قال : فرد عليه إبن عمر رسوله أن كيف رآه ؟ ، قال :

رآه في روضة خضراء ، روضة من الفردوس دونه فراش من ذهب ، على سرير من ذهب يحمله أربعة من الملائكة ، ملك في صورة رجل ، وملك في صورة ثور ، وملك في صورة أسد ، وملك في صورة نسر.

عبد اللہ بن ابی سلمۃ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ابن عباس کے پاس بھیجا کہ کیا نبی نے اللہ کو دیکھا؟ ابن عباس نے کہا ہاں دیکھا. اس پر ابن عمر نے اس کو رد کیا اور کہا کیسے ؟ ابن عباس نے کہا اللہ کو سبز باغ میں دیکھا، فردوس کے باغ میں جس میں سونے کا فرش تھا اور ایک تخت تھا سونے کا جس کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا تھا، ایک کی شکل انسان جیسی، ایک کی بیل جیسی، ایک کی شیر جیسی، ایک کی عقاب جیسی تھی

اس سند سے عبد للہ بن احمد بھی کتاب السنہ میں روایت کرتے ہیں، إبن خزیمۃ – التوحید – باب ذکر الأخبار المأثورۃ میں، البیہقی – الأسماء والصفات – باب ماجاء فی العرش والکرسی میں، الآجری – الشریعۃ میں روایت کرتے ہیں

اس کی سند میں محمد بن إسحاق بن یسار کا تفرد ہے جس کو امام مالک دجالوں میں سے ایک دجال کہتے ہیں

ابن الجوزی اس کو کتاب العلل المتناہیۃ فی الأحادیث الواہیۃ میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں

هَذَا حَدِيثٌ لا يَصِحَّ تَفَرَّدَ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَقَدْ كَذَّبَهُ مَالِكٌ وَهِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ.

یہ حدیث صحیح نہیں اس میں محمد بن اسحاق کا تفرد ہے اور اس کو امام مالک اور ہشام بن عروہ جھوٹا کہتے ہیں

ابن کثیر سورہ غافر کی آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (8) وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (9)

يخبر تعالى عن الملائكة المقربين من حَمَلة العرش الأربعة، ومن حوله من الكروبيين، بأنهم يسبحون بحمد ربهم

اللہ نے خبر دی ان چار مقربین فرشتوں کے بارے میں جنھوں نے عرش کو اٹھایا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد کروبین کے بارے میں کہ وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اس کی تعریف کے ساتھ ......

اس کے بعد ابن کثیر ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں محمد بن اسحاق ہے اور کے کچھ اشعار نقل ہوئے ہیں جن میں آدمی بیل شیر عقاب کا ذکر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں سچ کہا

وقد قال الإمام أحمد: حدثنا عبد الله بن محمد -هو ابن أبي شيبة -حدثنا عبدة بن سليمان، عن محمد بن إسحاق، عن يعقوب بن عتبة، عن عكرمة عن ابن عباس [رضي الله عنه] أن رسول الله صلى الله عليه وسلم صَدّق أمية في شيء من شعره، فقال:

رَجُلٌ وَثَور تَحْتَ رِجْل يَمِينه ... وَالنَّسْرُ للأخْرَى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ ...فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صدق"..

اس کے بعد ابن کثیر کہتے ہیں

وهذا إسناد جيد: وهو يقتضي أن حملة العرش اليوم أربعة، فإذا كان يوم القيامة كانوا ثمانية

اس کی سند جید ہے عرش کو چار فرشتوں نے آج اٹھایا ہوا ہے پس جب قیامت ہو گی تو آٹھ اٹھائے ہوں گے

یہ روایات صحیح نہیں اور اسرائیلیات میں سے ہیں- کروبیں کا لفظ اصل میں توریت کی کتاب الخروج کے باب ۲۵ کی آیت ۱۸ میں موجود ہے اس کو عبرانی میں כְּרוּבִים لکھا جاتا ہے اور انگریزی میں شروبیم Cherubim کہا جاتا ہے

محمّد بن اسحاق اہل کتاب سے مواد لے کر اپنی کتابوں میں پیش کرنے پر بد نام تھے اور ان کو ایسے پروتے تھے کہ سچ کا گمان ہو مثلا انہوں نے بحیرہ راہب کا قصہ پھیلایا جس کے مطابق نسطوری عیسائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن سے ہی جانتے تھے اسی طرح یہ روایات بھی عرش کو بیان کرتی ہیں جبکہ یہ مرکبہ کی تفصیل ہے

خضر ہر دور میں ہیں ؟

تفسیر طبری کی ایک روایت کے مطابق خضر علم الغیب رکھتے تھے -

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خضر ایک ایسے شخص تھے جس کو علم غیب پتا تھا

وكان رجلا يعلم الغيب

سند ہے

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال: ثنا ابن إسحاق، عن الحسن بن عمارة، عن الحكم بن عتيبة، عن سعيد بن جبير، قال: جلست فأسْنَدَ ابن عباس

اس روایت کی سند میں الحسن بن عمارة بن المضرب البجلي مولاهم، أبو محمد الكوفي الفقيه، قاضي بغداد المتوفی ۱۵۳ھ ہے

شعبہ کہتے ہیں کذاب ہے اور محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک متروک ہے- میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذہبی کے مطابق

روى الحسن بن عمارة أحاديث عن الحكم، فسألنا [الحكم] عنها، فقال: ما سمعت منها شيئا.

حسن بن عمارہ نے الحکم سے روایت کیا پھر ہم نے ان روایات کے بارے میں الحکم سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس نے مجھ سے کچھ نہ سنا

اور کہا وقال أحمد بن سعيد الدارمي: حدثنا النضر بن شميل، حدثنا شعبة، قال: أفادني الحسن بن عمارة عن الحكم سبعين حديثاً، فلم يكن لها أصل

حسن بن عمارہ نے الحكم بن عتيبة سے ستر احادیث روایت کیں جن کا کوئی اصل نہیں ہے

حیرت ہے کہ ابن کثیر نے بھی اس روایت کو تفسیر میں بلا جرح نقل کیا ہے اور السیوطی نے الدر المنثور میں اس روایت کو بیان کیا ہے

کہنے والے کہتے ہیں خضر صوفی تھے اور کشف پر عمل کرتے تھے - حدیث کے مطابق یہ موسی پر جتایا جا رہا تھا کہ ان کو زمین میں اللہ کا جو عمل دخل ہے اس کی مکمل خبر نہیں ہے وہ صرف اتنا جان سکے ہیں جتنا ان کو علم دیا گیا ہے

صحیح بخاری کی حدیث ہے

بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَتَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوسَى: لاَ، فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى مُوسَى: بَلَى، عَبْدُنَا خَضِرٌ

موسی بنی اسرائیل کے سرداروں کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا کیا آپ جانتے ہیں کسی کو جس کو آپ سے بڑھ کر علم ہو؟ موسی نے کہا نہیں پس اللہ نے الوحی کی کہ نہیں خضر ہے

لہذا ایک بندے خضر سے ملنے کا کہا گیا جنہوں نے وہ کام کیے جو اللہ نے حرام کیے ہیں لیکن ہر کام پر کہا یہ میں نے اللہ کے حکم سے کیا

اس سے زیادہ قصے میں نہیں ہے چہ جائیکہ اس سے نام نہاد صوفیاء کا استخراج کیا جائے

سورہ کہف کے قصے اہل کتاب کے سوالات کے جواب میں بیان ہوئے کہ

اصحاب کہف کون ہیں

خضر کون ہیں

ذوالقرنین کون ہیں

یہود کے مطابق موسی و خضر والے قصے میں موسی کوئی اور ہیں اور خضر ذوالقرنین کے سپہ سالار ہیں اس کی وضاحت کی گئی کہ یہ موسی وہی ہیں جن پر شریعت آئی اور خضر کا ذوالقرنین سے تعلق نہیں ہے لیکن قرآن نے اس وضاحت میں تعلیم کا نکتہ رکھا

خضر بہت ممکن ہے انسانی شکل میں فرشتہ ہو کیونکہ قرآن میں فرشتوں کو بھی بندہ کہا گیا ہے لیکن تعلیم کے لئے موسی سے ان کی اصلیت چھپا دی گئی حدیث کے مطابق ایک موقعہ پر جبریل ایک اجنبی کی شکل میں آئے اور مسجد النبی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیے اسی طرح بعض موقعوں پر وہ صحابی دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں بھی آئے – ابراہیم و لوط علیہما السلام کے پاس فرشتے انسانی شکلوں میں آئے لیکن وہ پہچان نہ سکے حتی کہ انہوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں

موسی علیہ السلام کا یہ دعوی کہ وہ زمین پر سب سے زیادہ علم والے ہیں اس واقعہ کے ذریعہ دور ہوا

اس قسم کی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ہوئی کہ جب اپ سے یہود نے سوال کیا تو اپ نے کہا کل آنا میں جواب دوں گا اس پر الوحی نہیں آئی اور بلاخر کئی دن بعد الوحی آئی اور اس سورہ کہف کے ذریعہ رسول اللہ کی تربیت کی گئی کہ آئندہ ایسا مت کہنا

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا (23) إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا (22

اور کسی چیز پر مت کہنا کہ میں کل کر دوں گا سوائے اس کے کہ اگر اللہ نے چاہا اور اپنے رب کا ذکر کرو اگر بھول جاؤ اور کہو ہو سکتا ہے وہ میرا رب رہنمائی کرے اس میں ہدایت کے قریب تر بات کی طرف

اس واقعہ سے صوفیاء کے گروہ کے وجود کا اثبات کرنا باطل ہے

قرآن میں لقمان کا ذکر ہے کہ انہوں نے جو باتیں کیں وہ حکمت والی تھیں یہ حکمت من جانب اللہ تھی لیکن یہ اللہ کا احسان ہے کہ حکمت دیتا ہے اور پھر اس بندے کا کتاب اللہ میں ذکر کر دیتا ہے لقمان کی نبوت کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں ہے نہ حدیث میں ہے ان کو حکیم کہا جاتا ہے یعنی انسانوں میں بعض کو اللہ حکمت دیتا ہے کہ وہ کسی کام یا بات یا واقعہ کو دیکھ کر اس کے انجام تک پہنچ جاتے ہیں

اگر خضر انسان تھے تو وہ ایک حکیم تھے جنہوں نے جان لیا کہ اس کشتی کا کیا انجام ہو گا اور وہ اس علاقے کے ہوں گے کہ جانتے ہوں کہ یہ کس کی ہے- اسی طرح دیوار میں یقینا کوئی نشانی مضمر ہو گی جس سے والدین نے چاہا ہو کہ جوان ہو کر بچے اس کی مرمت ضرور کریں گے اور پوشیدہ خزانہ پا لیں گے لیکن خضر اس کو بھانپ گئے کہ کوئی اس طرح کی گرتی دیوار کیوں بنانے گا انہوں نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا کہ کہیں کوئی اور اس بات کو بھانپ نہ لے اور قبل از وقت دیوار کی بنیاد کھود دی جائے یا وہ تیز ہوا سے گر جائے- اسی طرح نابکار بچے کو دیکھ کر انہوں نے اس کو قتل کر دیا

کہتے ہیں پوت کے پاؤں پالنے میں ہی دکھ جاتے ہیں

دور خضر میں اس وقت دنیا میں شریعت موسوی تھی جو بنی اسرئیل کے لئے خاص تھی تمام دنیا کے لئے نہیں تھی — خضر چونکہ اسرئیلی نہیں تھے ان پر شریعت موسوی کی پابندیاں نہیں تھیں وہ اپنے عمل میں آزاد تھے — دور قدیم میں اللہ تعالی نے خبر دی کہ اس نے مومنوں پر القا کیا مثلاام موسی کو حکم ہوا کہ موسی کو دریا برد کر دیں — یہ القا نبوت کی مد میں نہیں تھا اسی طرح خضر پر القا ہونا میں کوئی عیب نہیں ہے لیکن خاتم النبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی چیز اس میں نہیں رہی سوائے سچے خواب کے — جب سے شریعت محمدی آئی ہے یہ القا والی چیز ختم ہوئی- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانیت پر حجت ہیں اور ان کی شریعت پر عمل لازم ہے لہٰذا اب کوئی مکاشفہ دلیل نہیں رہا — کسی صوفی کے مکاشفہ سے قتل ویسے بھی جائز نہیں ہو سکتا اس صوفی پر حد شرعی

لگے گی اگر پکڑ لیا جائے – یہ جہالت ہے کہ پھر بھی صوفیوں کی طرف سے واقعہ خضر کو بطور دلیل بار بار پیش کیا جاتا ہے

محدث ابن الصلاح المتوفی ۶۴۳ ھ (بحوالہ فتح الباری از ابن حجر) کہتے ہیں

وَقَالَ بن الصَّلَاحِ هُوَ حَيٌّ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ

خضر جمہور علماء کے نزدیک اب بھی زندہ ہیں

امام النووی المتوفی ۶۷۶ ھ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں

جُمْهُورُ الْعُلَمَاء عَلَى أَنَّهُ حَيٌّ مَوْجُودٌ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَذَلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْه عنْدَ الصُّوفيَّة وَأَهْلِ الصَّلَاحِ وَالْمَعْرِفَةِ

جمہور علماء کے نزدیک وہ زندہ ہیں اور ہمارے ساتھ موجود ہیں اور یہ بات صوفیہ اور اہلِ الصَّلَاحِ وَالْمَعْرِفَةِ میں متفق ہے

شیعوں کے نزدیک بھی خضر زندہ ہیں- کتاب دیوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر از عبد الرحمن بن محمد بن محمد، ابن خلدون أبو زيد، ولي الدين الحضرمي الإشبيلي (المتوفى: 808هـ) کے مطابق

ومنهم من يقول إنّ كمال الإمام لا يكون لغيره فإذا مات انتقلت روحه إلى إمام آخر ليكون فيه ذلك الكمال وهو قول بالتّناسخ ومن هؤلاء الغلاة من يقف عند واحد من الأئمّة لا يتجاوزه إلى غيره بحسب من يعيّن لذلك عندهم وهؤلاء هم الواقفيّة فبعضهم يقول هو حيّ لم يمت إلّا أنّه غائب عن أعين النّاس ويستشهدون لذلك بقصّة الخضر

اور ان شیعوں میں سے بعض کہتے ہیں کہ بے شک امام کے کمالات کسی اور کے لئے نہیں پس جب وہ مرتے ہیں ان کی روحیں دوسرے امام میں جاتی ہیں اور یہ قول التناسخ ہے اور ان غالیوں میں سے ... بعض کہتے ہیں کہ وہ مرے نہیں ہیں بلکہ لوگوں کی آنکھوں سے غائب ہیں اور اس پر دلیل قصہ خضر سے لیتے ہیں

محدث ابو اسحاق ابراہیم بن سفیان جو صحیح مسلم کے ایک راوی ہیں ان کے مطابق خضر زندہ ہیں اور دجال جس شخص کو قتل نہ کر سکے گا وہ خضر ہوں گے- امام مسلم نے صحیح میں روایت ۲۹۳۸ لکھی جس کے مطابق دجال ایک شخص کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن نہیں کر پائے گا

حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ - وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ، وَالسِّيَاقُ لِعَبْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي، وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا - يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ - حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا، قَالَ: " يَأْتِي، وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ، فَيَنْتَهِي إِلَى بَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ - أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ - فَيَقُولُ لَهُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا، ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ، أَتَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ: لَا، قَالَ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ: وَاللهِ مَا كُنْتُ فِيكَ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْآنَ – قَالَ: فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ – أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ "، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: «يُقَالُ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ»

یعنی امام ابو اسحاق کے نزدیک خضر ابھی تک زندہ ہیں - راقم کہتا ہے صحیح ابن حبان کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ الدَّجَّالَ، وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ"، قَالَ: فَوَصَفَهُ لَنَا، وَقَالَ: "لَعَلَّهُ أَنْ يُدْرِكَهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِي، أَوْ سَمِعَ كَلَامِي"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ مِثْلُهَا الْيَوْمَ؟ فَقَالَ: "أَوْ خَيْرٌ

أبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ بے شک مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا الا یہ کہ اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا اور میں تم کو ڈراتا ہوں -... ہو سکتا ہے اس کو بعض پائیں جنہوں نے مجھ کو دیکھا یا میرا کلام سنا

ابن حجر نے فتح الباری میں اس شرح کو پیش کیا ہے کہ ممکن ہے محدثین نے حیات خضر کی رائے کا استخراج اس طرح کیا ہو کہ صحیح ابن حبان کی اوپر والی حدیث کے مطابق ان کے نزدیک خضر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور پھر ان کی ملاقات دجال سے ہوئی کیونکہ خضر علیہ السلام کی جوانی کو زوال نہیں ہے —اس رائے کو ابن حجر نے رد کیا ہے کہ خضر کی جوانی کو

زوال نہیں پر دلیل نہیں ہے لیکن انہوں نے اس بات کو رد نہیں کیا کہ محدثین یا سلف نے ایسا کوئی موقف نہیں رکھا تھا

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی ج ۴ ص ۲۲۹ میں خضر کی زندگی پر کہتے ہیں جب سوال ہوا
هَلْ هُوَ حَيٌّ إلَى الْآنَ وَإِنْ كَانَ حَيًّا فَمَا تَقُولُونَ فِيمَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: " {لَوْ كَانَ حَيًّا لَزَارَنِي} " هَلْ هَذَا الْحَدِيثُ صَحِيحٌ أَمْ لَا؟

کیا یہ اب تک زندہ ہیں؟ اور اگر زندہ ہیں تو کیا فرماتے ہیں اس قول پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے جس میں فرمایا اگر زندہ ہوتے تو ملتے – کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

ابن تیمیہ نے جواب دیا
وَأَمَّا حَيَاتُهُ: فَهُوَ حَيٌّ. وَالْحَدِيثُ الْمَذْكُورُ لَا أَصْلَ لَهُ وَلَا يُعْرَفُ لَهُ إسْنَادٌ بَلْ الْمَرْوِيُّ فِي مُسْنَدِ الشَّافِعِي وَغَيْرِهِ: أَنَّهُ اجْتَمَعَ بِالنَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ قَالَ إنَّهُ لَمْ يَجْتَمِعْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَالَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ الْعِلْمِ الَّذِي لَا يُحَاطُ بِهِ. وَمَنْ احْتَجَّ عَلَى وَفَاتِهِ بِقَوْلِ النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " {أَرَأَيْتُكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ فَإِنَّهُ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مِمَّنْ هُوَ عَلَيْهَا الْيَوْمَ أَحَدٌ} " فَلَا حُجَّةَ فِيهِ فَإِنَّهُ يُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ الْخَضِرُ إذْ ذَاكَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ. وَلِأَنَّ الدَّجَّالَ – وَكَذَلِكَ الْجَسَّاسَةُ – الصَّحِيحُ أَنَّهُ كَانَ حَيًّا مَوْجُودًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بَاقٍ إلَى الْيَوْمِ لَمْ يَخْرُجْ وَكَانَ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ. فَمَا كَانَ مِنْ الْجَوَابِ عَنْهُ كَانَ هُوَ الْجَوَابَ عَنْ الْخَضِرِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ لَفْظُ الْأَرْضِ لَمْ يَدْخُلْ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَوْ يَكُونُ أَرَادَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآدَمِيِّينَ الْمَعْرُوفِينَ وَأَمَّا مَنْ خَرَجَ عَنْ الْعَادَةِ فَلَمْ يَدْخُلْ فِي الْعُمُومِ

جہاں تک ان کی حیات کا تعلق ہے تو وہ زندہ ہیں- ...اور جس نے خضر کی وفات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے دلیل لی کہ اس رات جو سطح زمین پر زندہ ہے وہ سو سال پورا ہونے پر نہ ہو گا اس میں ان کے لئے حجت نہیں ہے یہ تبھی ممکن ہے کہ جب خضر (اس وقت) سطح زمین پر ہی ہوں اور بے شک دجال اور جساسہ صحیح ہے کہ یہ زندہ موجود ہیں عہد نبوی میں اس دن تک جزیرہ میں ہیں اس سے نہیں نکلے ہیں جو سمندر کے جزیروں میں سے ہے –پس جو جواب اس پر ہے وہی ہمارا جواب خضر پر ہے کہ اس خبر ({ لَوْ كَانَ حَيًّا لَزَارَنِي }) میں زمین کا لفظ نہیں ہے اور ہو سکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مشہور لوگ ہوں اور جو عادت سے الگ ہو اس کو عموم میں شمار نہیں کیا جاتا

یعنی ابن تیمیہ خضر کے زندہ ہونے کے قائل تھے لیکن ابن قیم نے المنار المنیف میں لکھا ہے
وَسُئِلَ عَنْهُ شَيْخُ الإِسْلامِ ابْنُ تَيْمِيَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ فَقَالَ: "لَوْ كَانَ الْخَضِرُ حَيًّا لَوَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُجَاهِدُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَتَعَلَّمُ مِنْهُ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: "اللَّهُمَّ إِنْ تُهْلَكْ هَذِهِ الْعِصَابَةُ لا تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ" وكانوا ثلاث مئة وَثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلا مَعْرُوفِينَ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ فَأَيْنَ كَانَ الْخَضِرُ حِينَئِذٍ؟
اور میں نے شیخ ابن تیمیہ سے سوال کیا انہوں نے کہا اگر خضر زندہ ہوتے ان پر واجب ہوتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں اور بدر کے دن رسول اللہ نے فرمایا اے اللہ اگر اس گروہ کو آج ہلاک کر دیا گیا تو تیری عبادت کوئی نہ کرے گا اور وہ ۳۱۳ معروف مرد تھے جن کے نام اور ان کے باپوں کے اور قبائل کے نام معلوم ہیں تو اس وقت خضر کہاں تھے ؟

یعنی ابن قیم کے مطابق ابن تیمیہ خضر کی وفات کے قائل تھے- یہ تضاد رائے کب ہوا؟ کیا ابن قیم نے جھوٹ باندھا یا سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی یا ابن تیمیہ نے اپنے موقف سے رجوع کیا واضح نہیں ہے

بہر حال ابن تیمیہ سے قبل اہل سنت کے علماء یہ کہہ رہے تھے کہ خضر زندہ ہیں – گھر پر آ کر کچھ دے بھی جاتے ہیں

کتاب شذرات الذهب في أخبار من ذهب از ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (المتوفى: 1089هـ) کے مطابق

قيل: كان ملكا وقيل بشرا وهو الصحيح، ثم قيل: إنه عبد صالح ليس بنبيّ وقيل: بل نبيّ هو الصحيح . والصحيح عندنا أنه حيّ، وأنه يجوز أن يقف على باب أحدنا مستعطيا له، أو غير ذلك.

کہا جاتا ہے وہ (خضر) فرشتہ تھے اور کہا جاتا ہے بشر تھے اور یہ صحیح ہے پھر کہا جاتا ہے کہ وہ ایک صالح بندے تھے نبی نہیں تھے اور یہ صحیح ہے اور ہمارے نزدیک یہ صحیح ہے کہ وہ زندہ ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی کے در پر رکیں اور دیں یا اسی طرح دیگر

اب آپ ہی بتائیں کیا حنبلی علماء نے یہ عقیدہ نہیں پھیلایا کہ اولیاء اللہ مدد کرتے ہیں؟

کیا علم من الکتاب والا مومن صوفی تھا؟

سلیمان علیہ السلام کو جو بادشاہت ملی ایسی دنیا میں کسی کو نہ ملی

ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا گیا
شریر جنات کو ان کے تحت کر دیا کہ وہ ان کو عذاب بھی دیتے اگر سرکشی کرتے
وہ پرندوں اور حشرات الارض کا کلام سن لیتے وہ بھی فاصلے سے
ان کے دربار میں لوگوں کا علم اس قدر کر دیا گیا کہ وہ ملکہ سبا کا تخت اس کے ملک سے ارض مقدس لے آئے

ایسا انعام سلیمان سے پہلے نہ کسی کو ملا نہ ان کے بعد

دربار میں ایک شخص تھا اس کو کتاب اللہ پر عبور تھا غالباً زبور پر کہ اس میں کسی آیت سے وہ یہ جان گیا کہ اللہ کے اسم اعظم سے دعا کی جائے تو اللہ کے حکم سے یہ چیز پلک چھپکتے میں ہو جائے گی اور جن کو جا کر لانے کی ضرورت نہیں لہٰذا اس نے پورے یقین کے ساتھ سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اپ پس سبا کی طرف دیکھیے اور اس نے وہ دعا کی اور وہ اسی وقت پوری ہو گئی اور اللہ کا حکم کن فیکون ہو گیا

بس یہ سادہ سی بات ہے اس میں کتاب اللہ کو پڑھنے والا ایک مومن شخص ہے جبکہ اہل طریقت تو شریعت الہی کے مخالف ہیں وہ کتاب اللہ سے علم نہیں لیتے بلکہ تپسیا اور سلوک سے کشف غیب کرتے ہیں اس کتاب اللہ سے علم لینے مومن سے ان صوفیوں کا کیا مقابلہ

یعنی سلیمان کتاب اللہ کی اس آیت سے وہ مفہوم نہیں لے پائے جو اس مومن بندے نے لیا اور وہ واقعی حق ہو گیا یہ اللہ کا سلیمان پر انعام تھا کہ ان کا درباری بھی علم والا تھا
اللہ بعض اوقات انبیاء کے متبعین پر جتا دیتا ہے کہ اصلی علم اللہ ہی کے پاس ہے اور انبیاء کو جو علم مل رہا ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے
ایسا اس وقت ہوتا ہے جب انبیا کے ماننے والے یہ گمان کرتے ہیں کہ اس نبی کو بہت علم ہے

ایسا موسی علیہ السلام کے ساتھ ہوتا ہے وہ تقریر کرتے ہیں لوگوں کو بہت پسند اتی ہے ایک شخص کہہ دیتا ہے اپ سے زیادہ بھی کسی کی علم ہے ؟ موسی کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ شاید میں ہی ہوں جس کو اس وقت زمین پر سب سے زیادہ علم ہے ! پس مالک کائنات لوگوں پر اور انبیاء پر اس وقت جتا دیتا ہے کہ وہی علیم ہے کوئی اور نہیں اور علم جس کو چاہے دے
لہٰذا موسی سے کہا جاتا ہے جا کر ایک بندے خضر سے ملو اور قرآن میں بھی اس کو بیان کیا تا کہ لوگ جان لیں کہ علم اللہ کے پاس ہے جس کو چاہے دے

ان واقعات سے انبیاء کے علم کا محدود ہونا بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اتنا ہی جان سکے جتنا ان کو علم دیا گیا اس سے زیادہ نہیں

ابن العربی نے اس واقعہ سے نتیجہ اخذ کیا
مقام النبوة في برزخ ** فويق الرسول ودون الولي
.طبقات الشعرانی ج 1 ص 68 ط دار العلم للجمیع
نبوت کا مقام ایک آڑ میں ہے
رسول سے اوپر ولی سے الگ

یعنی ولایت بھی کوئی شی ہے - اللہ جس کو چاہے گمراہ کرے یہاں قرآن کے ان واقعات سے صوفیا گمراہ ہوئے اور یہ عقیدہ اختیار کر لیا کہ ہم بھی کوئی چیز ہیں زمانے میں- ان کے نزدیک دو طرح کے لوگ ہیں ایک عارفین ہیں جو شریعت پر عمل نہیں کرتے اور دوسرے وہ جو عارف بھی ہیں اور باشرع بھی- اس سے ان کا مقصد خضر اور موسی علیہ السلام کی طرف ہے کہ خضر نے قتل کیا انہوں نے دیوار گرائی انہوں نے کشتی میں چھید کیا یہ سب منکر کام تھے خضر ولی عارف تھے دوسری طرف کتاب اللہ والے موسی ہیں جو شریعت والے ہیں عارف ہیں

اسطرح ان صوفیوں نے ان چند واقعات سے اپنی پوری دنیا آباد کی – خضر کون تھے ؟ قرآن میں اس پر کوئی کلام نہیں- جو بھی تھے وہ موسی پر جتاتے رہے کہ وہ اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں اور موسی علیہ السلام اس کو جان نہ سکے اور بار بار پوچھتے رہے یہ سب کیوں اور کیا ہو رہا ہے ؟

اس کا مقصد تھا کہ نظم عالم میں اللہ تعالی اپنا کام فرشتوں سے کراتا رہتا ہے بظاہر لوگ اس کو سمجھ نہیں پاتے

لہذا ہم صرف یہ کہیں گے کہ اللہ نے سلیمان کے دربار میں ایک مومن شخص کو کتاب اللہ یا زبور کی ایک آیت اس وقت یاد دلا دی اور وہ اس نے سلیمان سے بیان کی جس کی طرف ان کا ذہن نہیں گیا تھا اس سے سلیمان نے جان لیا کہ اللہ نے ان پر احسان کیا کہ ان کے درباری کو اس وقت علم دیا جس کی طرف ان کا ذہن نہیں گیا تھا

اویس قرنی سب کے پیارے

اویس قرنی کا مکمل نام تاريخ ابن أبي خيثمة کے مطابق أوَيْس بْن الخُلَيْص تھا- تاریخ خلیفہ بن الخیاط کے مطابق أويس القرني بن عامر بن جزي بن مالك بن عمرو بن مسعدة بن عمرو بن عصوان بن قرن بن ردمان تھا-تاریخ عباس الدوری کے مطابق امام يَحْيى بْن مَعِين نے کہا اِویس القرنی اصل میں أويس بْن عَمْرو ہے- الأنساب از الصحاری کے مطابق نسب ہے أويس القَرَني، وهو أوَيس بن عمرو بن جزء بن قيس ابن مالك بن عمرو بن عصوان بن قَرَن بن ردمان بن ناجية بن مراد - یہ نام نسب کا کس قدر اختلاف ہے –یاللعجب

کہا جاتا ہے یہ کوفہ میں علی کے ساتھ رہے اور صوفیا کے مطابق علم لدنی حاصل کیا اور صوفیوں کا ایک سلسلہ اویسیہ ان سے منسوب ہے –ان کے لئے کہا جاتا ہے صفین میں شہید ہوئے لہٰذا ایک مقبرہ شام میں بتایا جاتا ہے جس کو ایک دہشت گرد تنظیم نے حال میں تباہ کر دیا ہے ان کی قبر میں سوائے مٹی کچھ نہ نکلا –اس گور کشائی کی تصاویر انٹر نیٹ پر موجود ہیں

طبقات الصوفیۃ از ابو عبد الرحمٰن السلمی (المتوفی: 412ھ) میں اویس قرنی پر ایک باب موجود ہے

ہرم بن حیان ان کے مرید تھے- ابن حبان کی کتاب مشاہیر علماء الأمصار وإعلام فقهاء الأقطار کے مطابق

ہرم بن حیان الازدی کان من العباد الخشن المتجردين للعبادة من إصدقاء إويس القرني

ہرم بن حیان الازدی بہت سخت جان عبادت گزار تھے اویس قرنی کے دوستوں میں سے تھے

-اویس قرنی زہاد کے لئے ایک پر کشش شخصیت تھے

مستدرک میں حاکم، اویس کے لئے لکھتے ہیں اویس اس امت کا راہب ہے

اویس قرنی کے بارے میں معلومات کا ماخذ صرف چند روایات ہیں جن کو کوفی اسیر بن جابر نے بیان کیا ہے

اسیر بن جابر کہتے ہیں: جب بھی یمن کے حلیف قبائل عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو عمران سے دریافت کرتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟ ایک دن اویس بن عامر کو پا ہی لیا، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم اویس بن عامر ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں- پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں
پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہیں برص کی بیماری لاحق تھی، جو اب ختم ہو چکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر جگہ باقی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں- پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہاری والدہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث نبوی سنائی: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہارے پاس یمن کے حلیف قبائل کے ساتھ اویس بن عامر آئے گا، اس کا تعلق قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہو گا، اسے برص کی بیماری لاحق تھی، جو کہ ختم ہو چکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے، وہ اپنی والدہ کیساتھ نہایت نیک سلوک کرتا ہے، اگر اللہ تعالی پر قسم بھی ڈال دے تو اللہ تعالی اس کی قسم پوری فرما دے گا، چنانچہ اگر تم اس سے اپنے لیے استغفار کروا سکو، تو لازمی کروانا- لہٰذا اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں، تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں کوفہ جانا چاہتا ہوں

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا کوفہ کے گورنر کے نام خط نہ لکھ دو؟ [آپ اسی کی مہمان نوازی میں رہو گے- تو انہوں نے کہا: میں گم نام رہوں تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا- راوی کہتے ہیں: جب آئندہ سال حج کے موقع پر انکے قبیلے کا سر براہ ملا، اور اس کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اویس قرنی کے بارے میں استفسار کیا، تو اس نے جواب دیا کہ: میں اسے کسمپرسی اور ناداری کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں- تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی حدیث نبوی سنائی: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہارے پاس یمن کے حلیف قبائل کے ساتھ اویس بن عامر آئے گا، اس کا تعلق قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہو گا،

اسے برص کی بیماری لاحق تھی، جو کہ ختم ہو چکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے، وہ اپنی والدہ کیساتھ نہایت نیک سلوک کرتا ہے، اگر اللہ تعالی پر قسم بھی ڈال دے تو اللہ تعالی اس کی قسم پوری فرمادے گا، چنانچہ اگر تم اس سے اپنے لیے استغفار کروا سکو، تو لازمی کروانا- یہ آدمی بھی واپس جب اویس قرنی کے پاس آیا تو کہا: میرے لیے دعائے استغفار کر دو

اویس قرنی نے کہا: تم ابھی نیک سفر سے آئے ہو تم میرے لیے استغفار کرو- اس نے پھر کہا: میرے لیے استغفار کرو

اویس قرنی نے پھر وہی جواب دیا: تم ابھی نیک سفر سے آئے ہو تم میرے لیے استغفار کرو- اور مزید یہ بھی کہا کہ: کہیں تمہاری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے تو نہیں ہوئی؟- آدمی نے کہا: ہاں میری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے

تو اویس قرنی نے ان کیلئے استغفار کر دیا، اور پھر لوگوں کو اویس قرنی کے بارے میں معلوم ہونا شروع ہو گیا، تو اویس قرنی اپنا علاقہ چھوڑ کر چلے گئے- اس قصے کے راوی اسیر کہتے ہیں: میں نے انہیں ایک لباس دیا، تو جب بھی کوئی شخص انکا لباس دیکھتا تو کہتا: اویس کے پاس یہ لباس کہاں سے آگیا-

محدثین کی متضاد آراء

دیکھتے ہیں محدثین اویس قرنی کی شخصیت پر کیا رائے رکھتے تھے

امام بخاری کی رائے

تاریخ الکبیر میں امام بخاری لکھتے ہیں

.أُوَيس القرني. أصلَهُ من اليمن. فِي إسناده نَظَرٌ. المُرادِيّ

اویس قرنی اصل میں یمن سے ہیں ان کی اسناد پر نظر ہے المرادی ہیں

امام احمد اور امام یحییٰ ابن معین کی رائے

کتاب العلل ومعرفۃ الرجال از امام احمد کے مطابق امام احمد کے بیٹے کہتے ہیں

حَدثنِي أَبُو صَالح مُحَمَّد بن يحيى بن سعيد قَالَ سَمِعت أبي يحدث عَن شُعْبَة قَالَ – سَأَلت عَمْرو بن مرّة عَن أويس الْقَرنِي فَلم يعرفهُ

مجھ کو ابو صالح محمد بن یحییٰ بن سعید نے خبر دی بولے انہوں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے امام شعبہ سے روایت کیا کہ انہوں نے عمرو بن مرہ سے اویس قرنی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کو نا پہچانا

اسی کتاب میں ہے

حَدثنِي أَبِي قَالَ حَدثنَا أَبُو دَاوُد قَالَ أخبرنَا شُعْبَة قَالَ سَأَلت عَمْرو بن مرّة عَن أويس الْقَرنِي يعرفونه فِيكُم قَالَ لَا

شُعبَۃ نے عمرو بن مرہ سے اویس قرنی کا پوچھا تو انہوں نے کہا نہیں جانتا

سیر الاعلام النبلاء از امام الذھبی کے مطابق امام عَمْرُو بنُ مُرَّةَ بنِ عَبْدِ اللهِ المُرَادِيُّ الجَمَلِي الكُوفِي کے لئے ہے

.قَالَ بَقِيَّةُ: قُلْتُ لِشُعْبَةَ: عَمْرُو بنُ مُرَّةَ؟ قَالَ: كَانَ أَكْثَرَهُم عِلْماً

بقیہ نے کہا میں نے شُعبَۃَ سے پوچھا عَمْرُو بنُ مُرَّةَ؟ بولے ہم میں بہت علم والے تھے

عَمْرُو بنُ مُرَّةَ کا تعلق یمن سے تھا اور کوفہ میں رہتے تھے لہذا اویس قرنی کے حوالے سے نہایت مناسب ناقل ہو سکتے تھے- میزان الاعتدال از الذھبی کے مطابق شعبہ کہتے ہیں یہ تدلیس نہیں کرتے تھے جبکہ وہ عام تھی

شعبہ کے اس قول کا ذکر امام یحییٰ بن معین نے بھی عباس الدوری سے کیا

ہمیں یقین ہے عمرو بن مرہ ان اویس قرنی کو جانتے تک نہ تھے لیکن ابن کثیر کتاب مسند الفاروق میں لکھتے ہیں

وقال الهيثم بن عدي ثنا عبد الله بن عمرو بن مُرّة، عن أبيه، عن عبد الله بن سَلَمة، قال: غَزَونا أذربيجان زمنَ عمرَ بن الخطاب ومعنا أُوَيس القَرَني، فلمَّا رَجَعنا مَرِضَ علينا، فحَمَلناه، فلم يَستمسِك فمات، فنزلنا، فإذا قبر محفورٌ، وماءٌ مسكوبٌ، وكَفَنٌ،

وحَنُوطٌ فغَسّلناه، وكَفَّنَّاه، وصَلَّينا عليه، ودَفنَّاه، فقال بعضنا لبعض: لو رَجَعنا فعَلَّمنا قبرَه، فرَجَعنا، فإذا لا قبرٌ ولا أثرٌ.

فهذا مخالف للخبر الذي تقدَّم من أنَّه كان بصِفِّين، وهو أصحّ من هذا، فإنَّ الهيثم بن عدي أخباري ضعيف، وزَعَم بعضهم أنَّه مات بالحيرة. وقيل: بصِفِّين، والله أعلم.

الہیثم بن عدی کہتے ہیں ہم سے عبد اللہ بن عمرو بن مرہ نے بیان کیا ان سے ان کے باپ عمرو بن مرہ نے کہ عبد اللہ بن سلمہ نے کہا: بولے ہم نے عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اِذربیجان میں جہاد کیا اور ہمارے ساتھ اویس قرنی تھے پس واپسی پر وہ بیمار ہو گئے اور صحیح نہ ہوئے اور مر گئے اور ان کو..... دفن کیا ہم سے بعض نے بعض سے کہا اگر ہم واپس لوٹے تو ان کی قبر دیکھیں گے پس ہم واپس لوٹے تو ان کی قبر نہ پائی نہ اس کا نشان

اس کی سند میں عمرو بن مرہ ہیں جبکہ وہ صریحا اس سے انکاری تھے کہ وہ اویس کو پہچانتے تھے

ابن کثیر کہتے ہیں: پس یہ خبر مخالف ہے اس خبر سے جس میں ہے کہ وہ صِفِّین میں تھے اور وہ اس خبر سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ الہیثم بن عدی اخباری ضعیف ہے اور بعض کا گمان ہے کہ اویس حرہ عراق میں مرے، اور کہا جاتا ہے صِفِّین میں- اللہ کو پتا ہے

راقم کہتا ہے اویس کے حوالے سے صِفِّین والی خبر کی سند میں عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہیں کتاب سیر الاعلام النبلاء از الذہبی کے مطابق

شُعْبَةُ: عَنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ صَحِبْتُ عَلِيّاً -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَأَكْثَرُ مَا يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْهُ بَاطِلٌ

شُعۡبَۃُ روایت کرتے ہیں عَمۡرِو بنِ مُرَّةَ سے وہ عبد الرحمٰن ابۡنِ اَبِی لَیۡلَی سے کہا میں علی کے ساتھ سفر اور حضر میں رہا اور اکثر جو میں ان سے روایت کرتا ہوں باطل ہے

اب جب صورت حال یہ ہو تو صفین کے واقعات ان سے نقل کرنا ہی نامناسب ہے

لہٰذا نہ اویس قرنی کا جنگ صفین میں شامل ہونا ثابت ہے اور نہ کا جنگ اِذربیجان میں شامل ہونا ثابت ہے

امام عقیلی کی رائے

کتاب الضعفاء الکبیر از امام العقیلی المکی (المتوفی: 322ھ) میں اویس قرنی کو باقاعدہ ضعیف راویوں میں شمار کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں تفصیل دی ہے جس کا مطلب ہے کہ امام عقیلی کے نزدیک یہ مجہول تھے

أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ الزَّاهِدُ حَدَّثَنِي آدَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ قَالَ: أُوَيْسٌ الْقَرَنِيُّ فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ [ص:136]. أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: جِئْتُ إِلَى عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ تَعْرِفُونَهُ فِيكُمْ قَالَ: لَا. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَادُ بْنُ نُوحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، وَعَمْرَو بْنَ مُرَّةَ عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ فَلَمْ يَعْرِفَاهُ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ فَلَمْ يَعْرِفْهُ قَالَ زَيْدٌ: وَكَانَ أُوَيْسٌ مِنْ عَشِيرَتِهِ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مُحَمَّدُ بْنُ

يَحْيَى بْنِ سَعِيد الْقَطَّانُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ فَلَمْ يَعْرِفْهُ

اویس قرنی زاہد۔مجھ سے آدم بن موسی نے روایت کیا کہا میں نے امام بخاری کو کہتے سنا اویس قرنی کی اسناد پر نظر ہے

ہم سے محمّد بن عیسیٰ نے بیان کیا بندر نے روایت کیا کہ ابو داود نے روایت کیا کہا شعبہ نے روایت کیا کہ ہم عمرو بن مرہ کے ہاں پہنچے میں نے کہا مجھ کو اویس قرنی کی خبر دیں کیا آپ ان کو جانتے ہیں اپنوں میں؟ بولے نہیں

ہم سے محمّد بن علی بن زید اور محمّد بن اسمٰعیل (امام بخاری) نے بیان کیا کہا ہم سے عباس نے کہا ہم سے قراد نے کہا شعبہ نے بیان کیا کہا میں نے عمرو بن مرہ سے اویس قرنی کے متعلق پوچھا لیکن ان کو اس کا پتا نہ تھا۔زید نے کہا اویس تو ان کے خاندان کے تھے! ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا ان کو ابو صالح محمد بن یحییٰ بن سعید نے خبر دی بولے انہوں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے امام شعبہ سے روایت کیا کہ انہوں نے عمرو بن مرہ سے اویس قرنی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کو نا پہچانا

اس کے بعد امام عقیلی نے تین روایات لکھیں

وَحَدِيثُهُ حَدَّثَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح، وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ظُفُرٍ عَبْدُ السَّلَامِ بْنِ مُطَهَّرٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، جَمِيعًا عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِأُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ: اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِي إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَيْرُ التَّابِعِينَ رَجُلٌ مِنْ قَرَنٍ يُقَالُ لَهُ: أُوَيْسٌ

اُسَیر بن جابرٍ کہتے ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی سے کہا ہمارے لئے دعا کریں۔ انہوں نے کہا آپ اصحاب رسول میں سے ہیں اور میں آپ کے لئے دعا کرو۔ عمر بولے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ التَّابِعِينَ میں سے بہترین شخص اویس اس جگہ کا ہے جس کو قرن کہا جاتا ہے

یعنی قرن جگہ کا نام ہے نہ کہ شخص کا نام

اس کے بعد امام عقیلی نے دوسری روایت لکھی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَبِي أَوْفَى، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَتَتْ عَلَيْهِ أَمْدَادُ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيكُمْ أُوَيْسٌ؟ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَقَالَ فِيهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «يَأْتِي عَلَيْكَ أُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهِ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ إِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ»

اُسَیر بن جابرٍ کہتے ہیں عمر نے کہا کہ جب یمن کی امداد پہنچے تو ان میں اویس کے بارے میں پوچھنا- اس کے بعد ایک طویل روایت نقل کی اور اس میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

کہتے سنا کہ تمہارے پاس اویس بن عامر آئے گا اہل یمن کی امداد میں سے اس کو برص تھا جو ختم ہوا صرف ایک درہم برابر رہ گیا ہے

اس کے بعد امام عقیلی نے تیسری روایت لکھی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالد قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَصْفَرِ مَوْلَى صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: كَانَ أُوَيسُ بْنُ عَامِرٍ رَجُلًا مِنْ قَرْنٍ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَكَانَ مِنَ التَّابِعِينَ، فَذَكَرَهُ أَيْضًا بِطُولِه، وَقَالَ فِيه: إِنَّ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «أَنَّهُ يَكُونُ فِي التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالَ لَهُ أُوَيْسٌ يَخْرُجُ بِهِ وَضَحٌ وَيَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُذْهِبَهُ فَيُذْهِبَهُ. . .» وَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: لَيْسَ مِنْهُمْ أَحَدٌ تَبَيَّنَ سَمَاعًا مِنْ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّد شَبُّوَيْه قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَك قَالَ: سَأَلْتُ الْمُعْتَمِرَ عَنِ الْحَديث الَّذي يُرْوَى عَنْ أَبِيه عَنْ هَرِمٍ وَأُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ حِينَ الْتَقَيَا فَقَالَ الْمُعْتَمِرُ: لَيْسَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي

صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ کہتے ہیں اویس بن عامر، قرن کا رہنے والا ہے —اور وہ اہل کوفہ میں سے ہے اور التَّابِعِينَ میں سے ہے پھر ایک طویل روایت نقل کی اس میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک التَّابِعِينَ میں سے ایک شخص ہو گا جس کو اویس کہا جاتا ہے... امام عقیلی کہتے ہیں عبد اللہ ابن مبارک نے الْمُعْتَمِرَ سے سوال کیا اس حدیث پر جو انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے ہَرِمٍ اور أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ سے روایت کی۔ پس جب الْمُعْتَمِرُ سے ملے تو انہوں نے کہا یہ میرے باپ کی روایت نہیں

امام عقیلی نے ان تین روایات سے ثابت کیا کہ یہ کردار واضح نہیں ـاویس کو قرن کا باسی کہا جاتا ہے۔ کوئی اس مقام کو یمن میں کہتا ہے تو کوئی کوفہ میں بتاتا ہے

امام ابن ابی حاتم کی رائے

کتاب: العلل لابن اِبی حاتم از ابن أبي حاتم (المتوفى: 327هـ) میں ہے

وسألتُ أَبِي عَنْ حديث رَوَاهُ أَبُو بَكْرُ بْنُ أَبِي عَتَّاب الأَعْيَن ، عَنِ أَبِي صَالِح ، عَنِ اللَّيث، عَنْ سَعيد المَقبُري، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عن النبي (ص) قَالَ: يَدْخُلُ الجَنَّةَ بِشَفَاعَة رجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ مُضَرَ وبَنِي تَمِيمٍ، فَقِيلَ: مَنْ هُوَ يَا رسولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أُوَيْسٌ القَرَنِيُّ؟

قَالَ أَبِي: هَذَا الحديثُ لَيْسَ هُوَ فِي كِتَابِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ اللَّيث؛ نظرتُ فِي أَصْلِ اللَّيث، وَلَيْسَ فيه هَذَا الْحَدِيثُ، ولَمْ يذكُر أَيْضًا اللَّيثُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ خَبَرًا ، ويحتملُ أَنْ يكونَ سَمِعَهُ مِنْ غَيرِ

ابن ابی حاتم نے اپنے باپ ابی حاتم سے پوچھا حدیث جس کو أَبُو بَكْرُ بْنُ أَبِي عَتَّاب الأَعْيَن ، عَنِ أَبِي صَالِحِ ، عَنِ اللَّيث، عَنْ سَعِيدِ المَقبُري، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، کی سند سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں میری شفاعت سے میری امت میں سے ایک شخص داخل ہو گا جو مُضَرَ وبَنِي تَمِيمِ سے ہے پس کہا یہ کون ہے یا رسول اللہ فرمایا اویس قرنی

میرے باپ ابی حاتم نے کہا یہ حدیث ہے جو ابی صالح کی کتاب میں نہ تھی جس کو لیث نے روایت کیا اور میں نے ان کی کتاب دیکھی اس میں بھی نہ تھی لہذا میں سمجھتا ہوں یہ ابی صالح نے کسی اور سے سنی ہو گی

بَنِی تَمِیم اور مضر ، مدینہ کے مشرق میں آباد تھے نہ کہ یمن یا کوفہ میں-اس سے یہ معاملہ اور بھی الجھ جاتا ہے

کتاب ذخيرة الحفاظ (من الكامل لابن عدي) از ابن القيسراني (المتوفى: 507هـ) ابن ابی حاتم کی کتاب العلل کی جیسی روایت پیش کر کے لکھتے ہیں

حَدِيث: سَيكون فِي أمتِي رجل يُقَال لَهُ: أويس بن عبد الله الْقَرنِي، وان شَفَاعَته فِي أمتِي منل ربيعَة، وَمُضر. رَوَاهُ أَبُو الْوَلِيد (وهب بن حَفْص) الْحَرَّانِي: عَن أبي عمر حَفْص بن عمر، عَن الحكم بن أبان، عَن عُثْمَان بن حَاضِر، عَن ابْن عَبَّاس. قَالَ ابْن عدي: ووهب هَذَا كَذَّاب. وَأوردهُ فِي تَرْجَمته فانه خصّه بِهِ، وَإِن كَانَ فِي إِسْنَاده ضعفاء ومجاهيل.

اس اوپر والی روایت کو ایک دوسری سند سے بھی بیان کیا گیا ہے جس میں ابن عدی کے مطابق کذاب ہیں اور ضعیف اور مجہول بھی ہیں

ابن قُطْلُوبَغَا کی رائے

ابن قُطلُوبُغا کتاب الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ میں أَسَيْر بن جابر العَبْدي الكوفي لکھتے ہیں

في القلب من روايته عن أويس القرني، إلا أنه حكى ما حكى عن إنسان مجهول لا يُدرى من هو

أَسَيْر بن جابر العَبْدي الكوفي ... یہ اویس قرنی والی روایت کا مصدر ہیں، بلاشبہ انہوں نے جو کہنا چاہا کہا ، ایک مجھول انسان سے جس کو میں نہیں جانتا کون ہے

یعنی ابن قُطلُوبُغا نے بھی اویس قرنی کو ایک مجھول شخص قرار دیا

ابن عدی کی رائے

کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال میں لکھتے ہیں

وَلَيْسَ لأُوَيْس مِنَ الرِّوَايَةِ شَيْءٌ، وإِنَّمَا لَهُ حِكَايَاتٌ وَنُتَفٌ وَأَخْبَارٌ فِي زُهْدِه وَقَدْ شَكَّ قَوْمٌ فيه إلا أَنَّهُ مِنْ شُهرَته فِي نَفْسه وشُهْرَة أَخْبَارِه لا يَجُوزُ أَنْ يُشَكَّ فيه وليس لَهُ مِنَ الأَحَادِيثِ إلا الْقَلِيلُ فَلا يَتَهَيأُ أَنْ يُحْكَمَ عَلَيْهِ الضَّعْفُ بَلْ هُوَ صَدُوقٌ ثِقَةٌ مِقْدَارِ مَا يُرْوَى عَنْهُ.

قَالَ الشَّيْخُ: مَالِكٌ يُنْكِرُهُ يَقُولُ لَمْ يكن

اویس کے لئے کہانیاں ہیں اور خبریں ہیں ان کے زہد کے بارے میں اور بے شک ایک قوم کو ان کے بارے میں شک ہے لیکن ان کی شہرت فی نفسہ ہے اور شہرت خبر پر جائز نہیں کہ ان کے بارے میں شک کیا جائے اور احادیث میں ان کے لئے بہت کم آیا ہے جو اس طرح کا نہیں کہ ان کو ضعیف کہہ دیا جائے بلکہ ان کا درجہ صدوق ثقہ کا ہے جو ان سے روایت ہوا ہے

ابن عدی کہتے ہیں امام مالک نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا یہ نہیں ہو سکتا....

امام مسلم کی رائے

امام مسلم محدثین سے الگ رائے رکھتے ہیں اور انہوں نے الضعفاء الکبیر از امام العقیلی کی پہلی روایت جو سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ کی سند سے ہے اس کو صحیح میں لکھا ہے اور اس کو قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ کی سند سے بھی لکھا ہے

امام مسلم کی صحیح کی دونوں روایتیں امام عقیلی نے بڑے ضعیف راویوں پر کتاب الضعفاء الکبیر میں پیش کی اور اویس قرنی کو ایک مجہول کے طور پر پیش کیا

ابن صاعد کی رائے

تاریخ دمشق میں ابن عساکر لکھتے ہیں

أخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو محمد الجوهري أنا أبو عمر بن حيوية حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد قال أسانيد أحاديث أويس صحاح رواها الثقات

یحییٰ بن محمد بن صاعد سن ۲۲۸ھ میں پیدا ہوئے ۳۱۸ھ میں فوت ہوئے – قاضی تھے ان سے ابن حَيَّوَيۃ ابو عمر ۳۸۲ھ نے سنا ہے – یحییٰ بن محمد بن صاعد کہتے ہیں اویس قرنی کی اسناد صحاح ہیں جن کو ثقات نے روایت کیا ہے

العجلی کی رائے

ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفی (المتوفی : 261ھ-) نے کتاب الثقات میں اویس کا شمار تابعین میں کیا ہے

معلوم ہوا کہ اویس قرنی بعض محدثین کے نزدیک مجھول تھے اور بعض کے نزدیک ایک حقیقی شخص تھے

ابن حزم کی رائے

اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ جن پر اویس قرنی کی روایت کا دارومدار ہے ان کو ابن حزم لیس بالقوی، قوی راوی نہیں کہتے ہیں

اویس کا منہج

اویس بدعتی تھے- کتاب : حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء از ابو نعیم اور مسند الفاروق از ابن کثیر میں ہے

عن أصبغ بن زيد قال كان أويس القرني إذا أمسى يقول : هذه ليلة الركوع ، فيركع حتى يصبح ، وكان يقول إذا أمسى : هذه ليلة السجود ، فيسجد حتى يصبح

اِصبغ بن زید کہتا ہے ایک شام، اویس قرنی کہتے آج کی رات رکوع کی رات ہے پس وہ رکوع کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور اسی طرح کسی شام کہتے آج کی رات سجدے کی رات ہے اور سجدہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی

لگتا ہے اویس کسی صوفی تحریک کا حصہ تھے جس کا مقصد مسلمانوں میں اس قسم کی بدعتی مشقتیں رواج دینے کے لئے ان کو یمن سے خاص مقصد کے تحت کوفہ بھیجا گیا تھا جہاں زہد کے نام پر اس قسم کی عبادت کی تلقین کی جا رہی تھی

کوفہ سے اویس دمشق پہنچے- تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ ان کا مرید ہرم بن حیان العبدی دمشق اِویس القرنی کو طلب کرنے پہنچا- کہا جاتا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر بھی اویس کو تھی جو انہوں نے ہرم بن حیان العبدی کو دی اور وہ جب مدینہ پہنچا تو معلوم ہوا خبر سچی تھی

شب برات کے حلوہ کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ یہ اویس قرنی کے لئے پکایا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے دانت توڑ ڈالے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں پر احد کی جنگ میں زخم لگا تھا-

اہل تشیع اور اویس قرنی

شیعوں میں بھی اویس قرنی ایک معتبر شخصیت ہیں

وسائل الشيعة (آل البيت) - الحر العاملي - ج 30 - ص 322 - میں ہے

اويس القرني - بفتح الراء - : أحد الزهاد الثمانية ، قاله العلامة والكشي عن الفضل بن شاذان

اویس قرنی – زہاد میں سے ایک . . علامہ اور کشی نے کہا الفضل بن شاذان کی روایت سے

کتاب الإرشاد - الشيخ المفيد - ج 1 – ص ۳۱۶ میں ہے ایک شخص علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ میں قتال کروں گا علی نے پوچھا

فقال له : " ما اسمك ؟ " قل أويس ، قال : " أنت أويس القرني ؟ " قال : نعم ، قال : " الله أكبر ، أخبرني حبيبي رسول الله صلى الله عليه وآله أني أدرك رجلا من أمته يقال له أويس القرني ، يكون من حزب الله ورسوله ، يموت على الشهادة ، يدخل في شفاعته مثل ربيعة ومضر

تیرا نام کیا ہے ؟ بولا اویس – علی نے کہا کیا تم ہی اویس قرنی ہو ؟ بولا جی – علی نے کہا اللہ اکبر مجھ کو میرے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے بتایا تھا کہ میں ان کی امت میں سے ایک شخص سے ملوں گا جس کو اویس قرنی کہا جائے گا جو اللہ اور اس کے رسول کے گروہ کا ہے شہادت کی موت مرے گا اور ربيعة ومضر (مدینہ کے دو مشرقی قبائل) کی طرح شفاعت ملے گی

یعنی شیعوں کے ہاں اویس قرنی کی علی کے ساتھ لڑتے شہادت ہوئی اور سنیوں کے ہاں وہ کوفہ سے شام پہنچے اور وہاں مرے- علی رضی اللہ عنہ تو کوفہ شہادت عثمان کے بعد گئے اس سے قبل اویس کی اگر عمر رضی اللہ عنہ سے مدینہ میں ملاقات ہوئی تو علی اس وقت کہاں تھے؟

خوراج اور اویس قرنی

خوارج کے مطابق اویس قرنی شروع میں اصحاب علی میں تھے پھر اصحاب عبد اللہ بن وھب بن گئے یعنی خارجی اور علی کے خلاف لڑتے ہوئے جنگ نہروان میں شہید ہوئے

شرح كتاب النيل وشفاء العليل للقطب اطفيش

اباضی کتب کے مطابق علی کو بتایا گیا کہ انہوں نے اہل حق سے جنگ میں اویس کا قتل کر دیا ہے علی نے انکار کیا کہ یہ اویس نہیں لیکن جب حقیقت جانی تو پچھتائے

اغلباً اویس ایک صوفی یا زاہد تھے جن کی ملاقات نہ عمر سے ہوئی نہ علی سے-امام بخاری کی رائے ہمارے نزدیک قابل توجہ ہے کہ اویس کی روایات پر نظر ہے

اویس کی روایات ==================

==================

میں روایت ہے جس کی سند میں ابراہیم بن ادھم بھی ہیں اور اویس قرنی
حلية الأولياء وطبقات الأصفياء بھی

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، ثنا الْقَاسِمُ بْنُ الْقَاسِمِ السَّيَّارِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، ثنا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بِغَيْرِ حَدِيث، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى، ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَلِيٍّ السَّيَّارِيُّ، ثنا خَالِي أَبُو الْعَبَّاسِ الْقَاسِمُ بْنُ الْقَاسِمِ السَّيَّارِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ سَلْمٍ، وَكَانَ مِنَ الزُّهَّادِ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدَةَ النَّافِقَانِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدَةَ الْعَامِرِيُّ، ثنا سُورَةُ بْنُ شَدَّادٍ الزَّاهِدُ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَدْهَمَ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً غَيْرَ وَاحِدٍ مَا مِنْ عَبْدٍ يَدْعُو بِهَذِهِ الْأَسْمَاءِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ إِنَّهُ وَتْرٌ يُحِبُّ الْوَتْرَ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ» إِلَى قَوْلِهِ «الرَّشِيدُ الصَّبُورُ» مِثْلُ حَدِيثِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، حَدِيثُ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ صَحِيحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَحَدِيثُ الثَّوْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِيهِ نَظَرٌ لَا صِحَّةَ لَهُ

اللہ کے ننانوے نام ہیں، سو میں سے ایک کم، جن سے جب بندہ پکارے تو جنت واجب ہو جاتی ہے ۔اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے- وہ اللہ جس کے سوا کوئی الہ نہیں وہ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ» سے لے کر «الرَّشِيدُ الصَّبُورُ ہے

ابو نعیم نے کہا وَحَدِيثُ الثَّوْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِيهِ نَظَرٌ لَا صِحَّةَ لَه

سُفیان کی ابراہیم بن آدھم سے حدیث پر نظر ہے اس کی صحت نہیں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْهُذَيْلِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْعَنْبَرِيُّ، ثنا عَمْرٌو شَيْخٌ كُوفِيٌّ، عَنْ أَبِي [ص:87] سِنَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ صَالِحٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أُوَيْسًا الْقَرَنِيَّ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «احْفَظُونِي فِي أَصْحَابِي فَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَلْعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا وَعِنْدَ

ذَلكَ يَقَعُ الْمَقْتُ عَلَى الْأَرْض وَأهْلهَا فَمَنْ أدْرَكَ ذَلكَ فَلْيَضَعْ سَيْفَهُ عَلَى عَاتقه ثُمَّ ليلْقَ رَبَّهُ تَعَالَى شَهِيدًا فَإنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَا يَلُومَنَّ إلَّا نَفْسَهُ»

اویس قرنی نے کہا رسول اللہ نے فرمایا میرے صحابہ کی حفاظت کرو کیونکہ قیامت کی کی شرطوں میں سے ہے کہ اس امت کا آخر اپنے اول پر لعنت کرے گا .....

اس کی سند منقطع ہے ۔اویس کا سماع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں یہ صحابی بھی نہیں اویس قرنی مجہول ہے

آصف بن برخیاہ کے راز

قرآن میں بعض واقعات کا ذکر ہے جن کی صحیح تعبیر کا علم نہیں دیا گیا مثلا سلیمان علیہ السلام کے دربار میں جب سلیمان نے سوال کیا کہ کون ہے جو ملکہ سبا کا عرش یہاں یروشلم میں لے آئے تو

قال عفريت من الجن أنا آتيك به قبل أن تقوم من مقامك وإني عليه لقوي أمين

قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك فلما رآه مستقرا عنده قال هذا من فضل ربي ليبلوني أأشكر أم أكفر ومن شكر فإنما يشكر لنفسه ومن كفر فإن ربي غني كري

عفریت میں سے ایک نے کہا میں لاتا ہوں اس سے پہلے کہ یہ اجلاس برخاست ہو اس پر ایک شخص جس کو کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اس کو پلک جھپکتے میں ہی لاتا ہوں اور یکایک عرش اہل دربار کے سامنے تھا-سلیمان نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا

مقصد یہ تھا کہ جنات کی قوت کو انسانی علم سے کم تر کیا گیا کہ اگرچہ جنات میں قوت ہے لیکن انسانوں کی طرح علم مکمل نہیں ہے انسان علم میں ان سے بڑھ کر ہیں-ان کے مقابلے پر سرکش جنات کا علم اصل میں سحر و کہانت ہے جس میں انسانوں میں سے بعض ان کی مدد حاصل کرتے ہیں اور یہ شیطانی علوم ہیں

سورہ النمل کی اس آیت کی مختلف فرقوں نے تاویلات کی ہیں

اہل سنت ہوں یا اہل تشیع، دونوں اپنی تفسیروں میں ایک شخصیت آصف بن برخیا کا ذکر کرتے ہیں

اہل تشیع کی آراء

سلیمان کے دربار کے اس شخص کے بارے میں جس کو کتاب کا علم دیا دیا تھا، الکافی باب ١٦ کی روایت ہے کہ

محمد بن يحيى وغيره ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن الفضيل قال : أخبرني شريس الوابشي ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن اسم الله الأعظم على ثلاثة وسبعين حرفا وإنما كان عند آصف منها حرف واحد فتكلم به فخسف بالأرض ما بينه وبين سرير بلقيس حتى تناول السرير بيده ثم عادت الأرض كما كانت أسرع من طرفة عين ونحن عندنا من الاسم الأعظم اثنان وسبعون حرفا ، وحرف واحد عند الله تعالى استأثر به في علم الغيب عنده ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

شریس الوابشی نے جابر سے انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کیا کہ

اللہ کے اسم اعظم کے تہتر ٧٣ حروف ہیں۔ ان میں سے اصف نے صرف ایک حرف کو ادا کیا تھا کہ اسکے اور ملکہ بلقیس کے عرش کے درمیان زمین کو دھنسا دیا گیا کہ اس نے تخت تک ہاتھ

بڑھالیااور زمین واپس اپنی جگہ لوٹ آئی. یہ سب پلک جھپکتے میں ہوا. ہمارے پاس اسم اعظم کے بہتر ۷۲ حروف ہیں. اللہ نے بس علم غیب میں ہم سے ایک حرف پوشیدہ رکھا ہے

کتاب بصائر الدرجات کی روایت ہے

وعن ابن بكير، عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: كنت عنده، فذكروا سليمان وما أعطي من العلم، وما أوتي من الملك.

فقال لي: وما أعطي سليمان بن داود؟ إنما كان عنده حرف واحد من الاسم الأعظم، وصاحبكم الذي قال الله تعالى: قل: كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب. وكان ـ والله ـ عند علي [عليه السلام]، علم الكتاب.

فقلت: صدقت والله جعلت فداك

ابن بکیر ابی عبد اللہ امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس تھا پس سلیمان اور ان کو جو علم عطا ہوا اس کا ذکر ہوا اور جو فرشتہ لے کر آیا پس انہوں (امام جعفر) نے مجھ سے کہا اور سلیمان بن داود کو کیا ملا؟ اس کے پاس تو الاسم الأعظم کا صرف ایک ہی حرف تھا اور ان کے صاحب جن کے لئے اللہ تعالی کہتا ہے: قل کفی باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب الرعد: 43 اور وہ تو اللہ کی قسم! علی علیہ السلام کے پاس ہے علم الکتاب

تفسیر القمی ج1 ص368 کے مطابق

عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: الذي عنده علم الكتاب هو أمير المؤمنين

ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ قال الذی عندہ علم الکتاب یہ امیر المومنین (علی) ہیں کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اس شخص کا نام اصف بن برخیا تھا یعنی علی کرم اللہ وجھہ اس دور میں اصف بن برخیا کی شکل میں تھے

اٹھارہ ذی الحجہ یعنی عید الغدیر کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے کتاب السرائر –ابن إدريس الحلي –ج 1 –ص 418 میں لکھتے ہیں

وفيه أشهد سليمان بن داود سائر رعيته على استخلاف آصف بن برخيا وصيه ، وهو يوم عظيم ، كثير البركات

اور اس روز سلیمان بن داود اور تمام عوام کو اصف بن برخیا کی خلافت کی وصیت کی اور وہ دن بہت عظیم اور بڑی برکت والا ہے

کتاب الإمامة والتبصرة از ابن بابويه القمي میں نے اصف کی خلافت کا ذکر کیا ہے

کتاب الأمالي –الشيخ الصدوق –ص 487 –488 میں اور کمال الدین و تمام النعمۃ از الشیخ الصدوق ص ۲۱۲ میں ہے

وأوصى داود (عليه السلام) إلى سليمان (عليه السلام) ، وأوصى سليمان (عليه السلام) إلى آصف بن برخيا ، وأوصى آصف بن برخيا إلى زكريا (عليه السلام

اور داود نے سلیمان علیہ السلام کی وصیت کی اور سلیمان نے اصف بن برخیا کی وصیت کی اور اصف بن برخیا نے زکریا علیہ السلام کی وصیت کی

کتاب تحف العقول – ابن شعبۃ الحرانی – ص 476–478 کے مطابق یحییٰ بن اِکثم نے علی بن محمد الباقر سے سوال کیا

قلت : كتب يسألني عن قول الله : " قال الذي عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد إليك طرفك " نبي الله كان محتاجا إلى علم آصف ؟

میں یحییٰ بن اِکثم نے پوچھا: (میرے نصیب میں) لکھا ہے کہ میں سوال کروں گا اللہ کے قول قال الذی عندہ علم من الکتاب اِنا آتیک بہ قبل اِن یرتد اِلیک طرفک پر کہ اللہ کا نبی کیا اصف کا محتاج تھا؟

امام الباقر نے جواب دیا

سألت : عن قول الله جل وعز : " قال الذي عنده علم من الكتاب " فهو آصف بن برخيا ولم يعجز سليمان عليه السلام عن معرفة ما عرف آصف لكنه صلوات الله عليه أحب أن يعرف أمته من الجن والإنس أنه الحجة من بعده ، وذلك من علم سليمان عليه السلام أودعه عند آصف بأمر الله ، ففهمه ذلك لئلا يختلف عليه في إمامته ودلالته كما فهم سليمان عليه السلام في حياة داود عليه السلام لتعرف نبوته وإمامته من بعده لتأكد الحجة على الخلق

تم نے سوال کیا کہ قول اللہ جل وعز: " قال الذی عندہ علم من الکتاب پر تو وہ اصف بن برخیا ہیں اور سلیمان عاجز نہیں تھے اس معرفت میں جو اصف کو حاصل تھی لیکن آپ صلوات اللہ علیہ نے اس کو پسند کیا کہ اپنی جن وانس کی امت پر اس کو حجت بنا دیں اس کے بعد اور یہ سلیمان کا علم تھا جو اصف کو ان سے عطا ہوا تھا- اس کا فہم دینا تھا کہ بعد میں امامت و دلالت پر کہیں (بنو اسرائیل) اختلاف نہ کریں جیسا ان سلیمان کے لئے داود کی زندگی میں (لوگوں کا) فہم تھا کہ انکی نبوت و امامت کو مانتے تھے تاکہ خلق پر حجت کی تاکید ہو جائے

یعنی آصف اصل میں سلیمان علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کو تھے تو ان کو ایک علم دیا گیا تاکہ عوام میں ان کی دھاک بٹھا دی جائے اور بعد میں کوئی اس پر اختلاف نہ کر سکے

کتاب مستدرک الوسائل –المیرزا النوری الطبرسی –ج 13 –ص 105 میں ہے کہ

العياشي في تفسيره : عن أبي بصير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : " لما هلك سليمان ، وضع إبليس السحر ، ثم كتبه في كتاب وطواه وكتب على ظهره : هذا ما وضع آصف بن برخيا للملك سليمان بن داود (عليهما السلام) من ذخائر كنوز العلم ، من أراد كذا وكذا فليقل كذا وكذا ، ثم دفنه تحت السرير ، ثم استثاره لهم ، فقال الكافرون : ما كان يغلبنا سليمان الا بهذا ، وقال المؤمنون : هو عبد الله ونبيه ، فقال الله في كتابه : (واتبعوا ما تتلوا الشياطين على ملك سليمان) اي : السحر

العیاشی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں عن ابی بصیر، عن ابی جعفر (علیہ السلام) سے کہ امام ابی جعفر نے کہا جب سلیمان ہلاک ہوئے تو ابلیس نے سحر لیا اور ایک کتاب لکھی ..(اور لوگوں کو ورغلایا). یہ

وہ کتاب تھی جو اصف کو سلیمان سے حاصل ہوئی جو علم کا خزانہ ہے جو اس میں یہ اور یہ کہے اس کو یہ یہ ملے گا پھر اس سحر کی کتاب کو تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر اس کو (دھوکہ دینے کے لئے واپس) نکالا اور کافروں نے کہا ہم پر سلیمان غالب نہیں آسکتا تھا سوائے اس (جادو) کے (زور سے) اور ایمان والوں نے کہا وہ تو اللہ کے نبی تھے پس اللہ نے اپنی کتاب میں کہا اور لگے وہ (یہود) اس علم کے پیچھے جو شیاطین ملک سلیمان کے بارے میں پڑھتے تھے یعنی جادو

یعنی شیعوں کے نزدیک اصف بن برخیا اصل میں سلیمان علیہ السلام کے امام بنے اور وہ ایک خاص علم رکھتے تھے بعض کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ ہی تھے اور اس دور میں وہ اصف بن برخیا کہلاتے تھے یہاں تک کہ اصف نے مریم علیہ السلام کے کفیل زکریا علیہ السلام کے وصی ہونے کی وصیت کی گویا اصف کئی ہزار سال تک زندہ ہی تھے پتا نہیں شیعوں کے نزدیک اب وفات ہو گئی یا نہیں

اہل سنت کی آراء

تفسير السمرقندي يا تفسير بحر العلوم أز أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (المتوفى: 373ھ-) میں ہے

ويقال: إن آصف بن برخيا لما أراد أن يأتي بعرش بلقيس إلى سليمان- عليه السلام- دعا بقوله يا حي يا قيوم- ويقال: إن بني إسرائيل، سألوا موسى- عليه السلام- عن اسم الله -الأعظم فقال لهم: قولوا اهيا- يعني يا حي- شراهيا- يعني يا قيوم

اور کہا جاتا ہے جب اصف بن برخیا نے بلقیس کا عرش سلیمان کے پاس لانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا یا حی یا قیوم - اور کہا جاتا ہے نبی اسرئیل نے موسی سے اسم الأعظم کا سوال کیا تو ان سے موسی نے کہا کہواہیا- یعنی یا حی- شراہیا- یعنی یا قیوم

تفسیر القرطبی میں ہے

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" إِنَّ اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمَ الَّذِي دَعَا بِهِ آصَفُ بْنُ بَرْخِيَا يَا حَيّ يَا قَيُّومُ" قِيلَ: وَهُوَ بِلِسَانِهِمْ، أَهَيَا شَرَاهِيَا

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسم اللّٰہِ الأَعظَمَ جس سے اصف نے دعا کی وہ یا حَیّ یا قَیُّومُ ہے ان کی زبان میں تھا اَہیا شَراہِیا

اھیَا شَرَاھِیَا کا ذکر شوکانی کی فتح القدیر اور تفسیر الرازی میں بھی ہے

اس سے قطع النظر کہ وہ الفاظ کیا تھے جو بولے گئے جو بات قابل غور ہے وہ اصف بن برخیا کا ذکر ہے جو اہل سنت کی کتب میں بھی ہے

صوفیاء نے اس آیت سے ولی کا تصور نکالا کہ ولی نبی سے بڑھ کر ہے اور محی الدین ابن العربی کی کتب میں اس قول کو بیان کیا گیا اور صوفیاء میں اس کو تلقھا بالقبول کا درجہ حاصل ہوا

پردہ اٹھتا ہے

اصف بن برخیا کا کردار اصلا یمنی یہودیوں کا پھیلایا ہوا ہے جو اغلبا عبد اللہ ابن سبا سے ہم کو ملا ہے اگرچہ اس بات کی کوئی صریح دلیل نہیں ہے لیکن شواہد بتاتے ہیں کہ اصل میں چکر کچھ اور ہی ہے

اصف بن برخیا کا ذکر بائبل کی کتاب تواریخ میں ہے

Asaph the son of Berechiah, son of Shimea

اس نام کا ایک شخص اصل میں غلام بنا جب اشوریوں نے مملکت اسرائیل پر حملہ کیا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد نبی اسرائیل میں پھوٹ پڑی اور ان کی مملکت دو میں تقسیم ہو گئی ایک شمال میں تھی جس کو اسرائیل کہا جاتا تھا اور دوسری جنوب میں تھی جس میں یروشلم تھا اور اس کو یہودا کہا جاتا تھا- سلیمان علیہ السلام کی وفات کے کئی سو سال بعد ختم ہونے والی ان دو ریاستوں میں بادشاہت رہی اور کہیں بھی اتنی طویل مدت تک زندہ رہنے والے شخص کا ذکر ملتا

سلیمان علیہ السلام (وفات ۱۰۲۲ق م) کے بعد ان کے بیٹے رہوبم خلیفہ ہوئے اور اس کے بعد مملکت دو حصوں میں ٹوٹ گئی جس میں شمالی سلطنت کو ۷۱۹ قبل مسیح میں اشوریوں نے تباہ کیا- یعنی مفسرین کے مطابق ۳۰۳ سال بعد جب اشوریوں نے غلام بنایا تو ان میں سلیمان کے درباری اصف بن برخیا بھی تھے جو ایک عجیب بات ہے

شمال میں اسرائیل میں دان اور نفتالی کے یہودی قبائل رہتے تھے جو اشوریوں کے حملے کے بعد یمن منتقل ہوئے اور بعض وسطی ایشیا میں آرمینیا وغیرہ میں -دان اور نفتالی قبائل کا رشتہ اصف بن برخیا سے تھا کیونکہ وہ مملکت اسرائیل کا تھا اور وہیں سے غلام بنا اور چونکہ یہ ایک اہم شخصیت ہو گا اسی وجہ سے اس کے غلام بننے کا خاص طور پر بائبل کی کتاب میں ذکر ہے -

ابن سبا بھی یمن کا ایک یہودی تھا جو شاید انہی قبائل سے ہو گا جن کا تعلق دان و نفتالی قبائل سے تھا- پر لطف بات ہے کہ ان میں سے ایک قبیلے کا نشان ترازو تھا اور عدل کو اہمیت دیتا تھا جو ان کے مطابق توحید کے بعد سب سے اہم رکن تھا- شمال میں امراء پر جھگڑا رہتا تھا اور ان پر قاضی حکومت کرتے تھے ایک مرکزی حکومت نہیں تھی یہاں تک کہ آج تک ان کے شہر کو

Tel Dan

یا

Tel Qadi

کہا جاتا ہے

یعنی اس قبیلہ میں امراء کے خلاف زہر اگلنا اور عدل کو توحید کے بعد سب سے اہم سمجھنا پہلے سے موجود ہے اور ابن سبا نے انہی فطری اجزا کو جمع کیا اور اس پر مصر میں اپنا سیاسی منشور مرتب کیا

اہیَا شَر اہیَا بھی اصلا عبرانی الفاظ ہیں جو یمنی یہودیوں نے اصف سے منسوب کیے اور یہ توریت سے لئے گئے جس میں موسی علیہ السلام اور اللہ تعالی کا مکالمہ درج ہے ۔توریت کا یہ حصہ یقینا موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے کیونکہ اصلی توریت میں احکام درج تھے لہذا اہیَا شَر اہیَا کو اصلا الحہ القیوم کہنا راقم کے نزدیک ثابت نہیں ہے

اصف بن برخیا اصل میں یہود کی جادو کی کتب کا راوی ہے اور اس سے منسوب ایک کتاب کتاب الاجنس ہے جس میں انبیاء پر جادو کی تہمت ہے اس قسم کے لوگ جن پر اشوری قہر الہی بن کر ٹوٹے ان کو مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کا درباری بنا کر ایک طرح سے جادو کی کتاب کے اس راوی کی ثقاہت قبول کر لی

بائبل ہی میں یہ بھی ہے کہ اصف نام کا ایک شخص داود علیہ السلام کے دور میں ہیکل میں موسیقی کا ماہر تھا ۔کتاب سلاطین میں پہلے ہیکل میں موسیقی کا کوئی ذکر نہیں جبکہ کتاب تواریخ میں اس کا ذکر ہے لہذا اس پر اعتراض اٹھتا ہے کہ موسیقی کا عبادت میں دخل بعد میں کیا گیا ہے جو اغلبًا عزیر اور نحمیاہ نے کیا ہو گا اور انہوں نے جگہ جگہ اصف کا حوالہ موسیقی کے حوالے سے شامل کیا

داود علیہ السلام اسلامی روایات کے مطابق موسیقی اور سازوں کی مدد سے عبادت نہیں کرتے تھے یہ یقینا اہل کتاب کا اپنے دین میں اضافہ ہے اور اس میں انہوں نے اصف نام کا ایک شخص گھڑا جو

موسیقار تھااور مسجد سلیمان ہر وقت موسیقی سے گونجتی رہنے کا انہوں نے دعوی کیا اور اس کو سند دینے کے لئے اصف کو پروہتوں کے قبیلہ لاوی سے بتایا پھر اس کی مدت عمر کو اتنا طویل کہا کہ وہ داود و سلیمان سے ہوتا ہوا اشوریوں کا قیدی تک بنا

یہ سب داستان بائبل کی مختلف کتب میں ہے جس کو ملا کر آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے[19]

---

[19]

اسلامی کتب میں الفہرست ابن ندیم میں بھی اس کا ذکر ہے یہاں بات کو بدل دیا ہے

وکان یکتب لسلیمان بن داود آصف بن برخیا

اور اصف بن برخیا سلیمان کے لئے لکھتے تھے

یعنی اصف بن بر خیا ایک کاتب تھے نہ کہ موسیقار

اصف کو یہود ایک طبیب بھی کہتے ہیں اور اس سے منسوب ایک کتاب سفرریفوط ہے جس میں بیماریوں کا ذکر ہے

زبور کی مندرجہ ذیل ابیات کو اصف کی ابیات کہا جاتا ہے

Asaph Psalm 50, 73, 74,75,76,77,78,79,80,81,82,83

گویا خود یہود کے اس پر اتنے اقوال ہیں کہ اس کی شخصیت خود ان پر واضح نہیں

منصور حلاج کے حوالے سے غلو

ابو المغیث عبداللہ بن احمد بن ابی طاہر جو حسین بن منصور حلاج کے نام سے مشہور ہے صوفیاء کے مشاہیر میں سے ہے اس کو زندیق اور کافر کہا گیا ہے عقیدے میں حلول کا قائل تھا، جنید البغدادی کا شاگرد تھا- الذہبی نے سیر الاعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۳۲۵ پر الحلاج (المتوفی ۳۰۹ھ) کے اشعار نقل کیے ہیں

سبحان من أظهر ناسوته سر سنا لاهوته الثاقب

تم بدا في خلقه ظاهرا في صورة الآكل والشارب

حتى لقد عاينه خلقه كلحظة الحاجب بالحاجب

نہایت پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت کو ظاہر کیا بھڑکتے ہوئے لاھوت کو چمکتے ہوئے راز سے

پھر وہ اپنی مخلوق میں ظاہر ہوا ایک کھاتے پیتے کی طرح

حتیٰ کہ اس کی مخلوق نے اس کو دیکھا جسے بھوئیں حرکت کریں

منصور نے یہ بھی کہا

مزجت روحي في روحك كما تمزج الخمرة بالماء الزلال فإذا مسك شئ مسني فإذا أنت أنا في كل حال

میری روح، تیری روح میں اس طرح مل گئی ہے جسے شراب پانی میں، جسے تو محسوس کرتا ہے اسے میں محسوس کرتا ہوں تو. میں ہوں، ہر حال میں

منصور نے اپنے اشعار میں ناسوت کا لفظ استعمال کیا ہے اور لاہوت و ناسوت کی اصطلاحات اسلامی تصوف میں بکثرت استعمال ہوتی ہیں- ان کا ماخذ کیا ہے اور کیا مفہوم ہے؟الزبیدی کتاب تاج العروس من جواہر القاموس ج١ص ٨٢٤١ میں ان کی وضاحت کرتے ہیں کہ

الصحيح أنه من مولدات الصوفية أخذوها من الكتب الاسرائيلية وقد ذكر الواحدى أنهم يقولون لله لا هوت وللناس ناسوت وهى لغة عبرانية تكملت بها العرب قديما

صحیح بات یہ ہے کہ اس کو صوفیاء نے پیدا کیا ہے اور اس کو انہوں نے اسرائیلی کتب سے اخذ کیا ہے اور بے شک الواحدی نے بیان کیا ہے کہ یہ لاہوت کو اللہ کے لئے بولتے ہیں اور ناسوت کو انسانوں کے لئے، اور یہ عبرانی زبان کے الفاظ ہیں اور اسی طرح قدیم عرب میں بولا جاتا تھا

انجیل لوقا اصلا یونانی زبان میں لکھی گئی تھی. جب عرب نصرانیوں نے اس کا ترجمہ عربی میں کیا تو انہی قدیم الفاظ کو چناتا کہ عیسیٰ کی انسانی اور الوہی جہتوں کی وضاحت ھو سکے-داود بن عمر الأنطاكي، المعروف بالأكمه (المتوفى: 1008هـ)اپنی کتاب تزيين الأسواق في أخبار العشاق میں لکھتے ہیں کہ والناسوت واللاهوت اِلفاظ وقعت فی الا نجيل فتأولها لوقا اور الفاظ ناسوت اور لاہوت انجیل میں واقع ہوئے ہیں لوقا (کی انجیل) سے رجوع کریں۔ مزید لکھتے ہیں کہ فقال أن عيسى ترع الناسوت يعني الحصة البشرية وأخذ اللاهوت يعني الحصة الالهية في ناسوته

انہوں (لوقا) نے کہا کہ کہ یسوع میں ناسوت تھا یعنی حصہ انسانی اور لاہوت حصہ لیا، یعنی الوہی حصہ جو ناسوت میں تھا

اسلام میں وہ پہلا شخص جس نے لاھوت اور ناسوت کی اصطلاحات استعمال کیں وہ منصور بن الحلاج تھا اور اس نے حلول کا دعوی کیا-ابن خلکان البرمکی الإربلی (المتوفی: 681ھ-) کتاب وفیات الأعیان وإنباء إبناء الزمان میں لکھتے ہیں

وكان في سنة 299 ادعى للناس أنه إله وأنه يقول بحلول اللاهوت في الأشراف من الناس

اور سن ۲۹۹ھ میں منصور نے الہ ہونے کا دعوی کیا اور کہا کہ اچھے لوگوں میں لاھوت حلول کرتا ہے

حلاج نے یہ دعوی کیا کہ اللہ اس میں حلول کر گیا ہے. ابن خلکان نے حلاج کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو اس نے سولی کے وقت صلیب پر بولے تھے

وقال أبو بكر ابن ثواية القصري: سمعت الحسين بن منصور وهو على الخشبة يقول:

طلبت المستقر بكل أرض ... فلم أر لي بأرض مستقرا

أطعت مطامعي فاستعبدتني ... ولو أني قنعت لكنت حرا

ابو بكر ابن ثواية القصري کہتے ہیں کہ میں نے حلاج کو صلیب پر کہتے سنا

میں نے کل زمیں میں مستقر طلب کیا پر کوئی مستقر نہ ملا

میں نے اپنے خیال کی اطاعت کی اور اسکا اسیر ہوا اگر میں اسی پر قناعت کرتا تو آزاد ہوتا

بہر کیف آخری دم تک حلولی سوچ کی آمد ہوتی رہی۔جو بات اہم ہے وہ یہ کہ حلاج کے اس عمل کے بعد وہ گمراہ صوفی سلسلوں میں بہادری کا نشان بن گیا اور اس کی تعریف میں اشعار لکھے گئے اٹھے گا انا الحق کا نعرہ - رومی اور عطار نے انھیں ولی اور شہید حق کہا ہے اور وہ حق ان صوفیاء کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ کی ذات انسان میں جذب و حلول کر جاتی ہے جو عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ صرف عیسیٰ میں ہوا اور ان صوفیاء کے نزدیک ہر انسان میں ہو سکتا ہے اگر وہ سلوک کی منازل طے کر لے - کتاب الطواسین کے نام سے اس کا دیوان بھی چھپ چکا ہے۔ منصور کا شعر ہے

میں نے بہ نگاہ قلب رب کو دیکھا

پوچھا: تو کون ہے؟

بولا: تو

یعنی اللہ نے منصور سے کہا میں تو، تو ہی ہوں- یہ ایسا ہی ہے کہ آئینہ میں عکس انسان اپنا ہی دیکھتا ہے لہٰذا اللہ کا پر تو انسان ہو گیا-حلاج کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے اسلامی کتب پڑھنا ایک غیر متعلق ہو گا کیونکہ حلاج اسلام کا مدعی نہیں تھا وہ اس عقیدے کا دعوی کر رہا تھا جو عوام کا نہیں خواص کا تھا کہ اللہ کی ذات ہر انسان میں جذب ہو سکتی ہے- مغرب میں لوئس ماسگنوں نے اس پر کافی تحقیق کی ہے اور اس کو وجہ عیسیٰ علیہ السلام (سے منسوب) اور حلاج کے دعوی الوہیت میں مماثلت ہے- متصوفین کے نزدیک سلوک کی منازل میں ایک درجہ آتا ہے کہ بندہ اس قدر ذات الہی کی فکر میں جذب ہوتا ہے کہ اس حالت میں اس کو ہوش نہیں رہتا-اس کو صحو یا سکر کہا جاتا ہے-اسی کیفیت میں منصور سے خرق عادت واقعات کا ظہور ہوااور کلمات ادا ہوئے اور اس کیفیت میں ہی اس کو سولی دے دی گئی- مورخین کے مطابق حلاج کا انا الحق کہنا قتل کا موجب نہیں تھا بلکہ عوام کا میلان اس کی طرف ہو رہا تھا جو خرق عادت واقعات کے مسلسل ظہور کی وجہ سے اس کی طرف راغب ہو رہے تھے لہٰذا منصور کو پابند سلاسل کیا گیااور کئی سال بعد عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے دور میں وزیر حامد بن عباس کے کان بھرنے کی بنا سولی دی گئی

تصوف اور اس کا سارا لیٹرچر اس پر مبنی ہے کہ دین اسلام میں ایک شریعت ہے، ایک طریقت ہے ــ منصور طریقت پر عمل کر رہا تھااور مخالفین شریعت پر عمل کر رہے ہیں- لیکن یہ دین کی تقسیم، بندہ ایجاد ہے اس کی جڑیں قرآن و حدیث میں نہیں

ضمیمہ جات ۱

سب سے پہلے قلم خلق ہوا

ابن عباس سے منسوب روایات

مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَمِيلٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ الْقَلَمَ وَأَمَرَهُ فَكَتَبَ كُلَّ شَيْءٍ

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلی چیز قلم خلق ہوا اللہ نے اس کو لکھنے کا حکم کیا—پس اس نے لکھا ہر چیز کو

قال الهيثمي في مجمع الزوائد 190/7 : رواه الطبراني ورجاله ثقات. اه- و قال : رواه البزار ورجاله ثقات. ہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا اس کو طبرانی نے ثقات سے روایت

کیا ہے- سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها میں ح ۱۳۳ کے تحت البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

راقم کہتا ہے محدثین متاخرین کا کہنا ہے عمر بن حبیب نام کے دو شخص ہیں ایک بصرہ کا قاضی ہے اور ایک مکہ کا قاضی ہے- دونوں نے مکہ والوں سے سنا ہے—جو مکی ہے وہ ثقہ ہے اور جو بصری ہے وہ ضعیف ہے—امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں

عُمَر بن حَبِيب، قاضي البَصرة. يَتكلمون فيه. عَنِ ابْن جُرَيج. عمر بن حبیب بصرہ کا قاضی ہے - اس پر کلام کیا جاتا ہے - ابن جریج سے روایت کرتا ہے

پھر بخاری نے دوسرے کا ذکر کیا

عُمَر بْن حَبِيب. قَالَ ابْن عُيَينَة: كَانَ صاحبا لنا حافظا. عَنْ عَمرو بْن دِينار، والزُّهري، يُعَدُّ فِي المَكِّيين ،.ورأى عَطاء. رَوى عنه زَيد بن الحُباب.

امام بخاری کے مطابق **عُمَر بْن حَبِيب** سے زید بن الحباب روایت کرتا ہے

زید بن حباب کوفی ہے- معلوم ہوا کہ جو قاضی بصرہ ہے وہ مکہ والوں سے بھی روایت کرتا ہے اور جو قاضی مکہ تھا اس سے کوفہ والوں نے بھی روایت لی ہے- پھر جو راوی ثقہ قرار دیا گیا ہے اس کو قصہ گو بھی کہا جاتا ہے- جس کو ثقہ کہا گیا ہے اس کی تضعیف الأزدي نے کی ہے—

اس کی سند میں رباح بن زيد القرشي، مولاهم، الصنعاني المتوفی ۱۸۷ھ بھی ہے- کہا جاتا ہے کہ عمر بن حبیب مکی کی سن ۱۵۰ سے ۱۶۰ھ کے درمیان کبھی وفات ہوئی ہے- کہا جاتا ہے کہ عمر بن حبیب قاضی جو بصرہ میں تھا یہ سن ۲۰۷ھ میں مرا- اس حساب سے اس کی سند میں گمان غالب ہے کہ عمر بن حبیب مکی قصہ گو ہے جس سے کوفیوں نے بھی روایت کیا ہے اور الأزدي نے ضعیف قرار دیا ہے اور دیگر نے ثقہ کہا ہے-

ابو یعلی کے شیخ بھی صدوق کے درجہ پر ہیں –تاریخ بغداد میں ہے

أَخْبَرَنِي الأَزْهَرِيّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْد الرَّحْمَن بْن عُمَر، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّد بْن أَحْمَدَ بْن يَعْقُوب بْن شيبة، قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي، قَالَ: أَبُو يوسف أَحْمَد بْن جميل المروزي صدوق، ولم يكن بالضابط.

يَعْقُوب بْن شيبة نے کہا أَحْمَد بْن جمیل المروزی ضبط میں اچھے نہیں ہیں

راقم کے نزدیک یہ سند اس قدر مضبوط نہیں کہ اس سے کچھ بات قائم ہو-

السنہ از ابن ابی عاصم میں اس روایت کی سند میں یعمر بن بشر مجھول الحال ہے- القدر از فریابی میں سند ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن عباس کا قول ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُود أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ، حَدَّثَنَا يَعْمُرُ بْنُ بِشْرٍ, عَنِ ابْنِ الْمُبَارَك، عَنْ رَبَاحِ بْنِ زَيْدٍ, عَنْ عُمَرَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ, قَالَ: سَمِعْتُ

سَعيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا, قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْقَلَمَ فأمره أن يكتب كل شيء يكون.

مستدرک حاکم کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْبَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنْبَأَ جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ الْقَلَمُ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ، فَقَالَ: وَمَا أَكْتُبُ؟ فَقَالَ: الْقَدَرُ، فَجَرَى مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ، قَالَ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ فَارْتَفَعَ بُخَارُ الْمَاءِ فَفُتِقَتْ مِنْهُ السَّمَاوَاتُ، ثُمَّ خَلَقَ النُّونَ فَبُسِطَتِ الْأَرْضُ عَلَيْهِ، وَالْأَرْضُ عَلَى ظَهْرِ النُّونِ فَاضْطَرَبَ النُّونُ فَمَادَتِ الْأَرْضُ، فَأُثْبِتَتْ بِالْجِبَالِ، فَإِنَّ الْجِبَالَ تَفْخَرُ عَلَى الْأَرْضِ

أَبِي ظَبْيَانَ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ کہا سب سے اول چیز قلم خلق ہوا – اس سے کہا گیا لکھو – قلم نے کہا کیا لکھوں؟ حکم دیا گیا تقدیر لکھو .....پھر نون کو خلق کیا اس پر زمین کو پھیلایا اور زمین نون کی پشت پر تھی – پس نون مچلی تو زمین لرزی پس اس پر پہاڑ رکھے

اس روایت کے مطابق نون پر زمین کو پھیلایا گیا اور دیگر روایات میں ہے کہ نون ایک مچھلی تھی-اس کا متن عجیب و غریب ہے اور راوی أبُو ظَبّيَانَ الْجَنْبِيّ الْكُوفِي، حُصَيْنُ بْنُ جُنْدُبِ بْنِ عَمْرِو مدلس بھی ہے-

کتاب القضاء والقدر از ابو بکر البیہقی (المتوفی: 458ھ) اور مستدرک الحاکم میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ , أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ , حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى , حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ , حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ , عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ , عَنْ مِقْسَمٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَالَ: " أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ خَلَقَهُ مِنْ هِجَاءٍ قَبْلَ الْأَلِفِ وَاللَّامِ , فَتَصَوَّرَ قَلَمًا مِنْ نُورٍ , فَقِيلَ لَهُ: اجْرِ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ , قَالَ: يَارَبِّ بِمَاذَا؟ قَالَ: بِمَا يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ , فَلَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ , وَكَّلَ بِالْخَلْقِ حَفَظَةً يَحْفَظُونَ عَلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ , فَلَمَّا قَامَتِ الْقِيَامَةُ , عُرِضَتْ عَلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَقِيلَ: {هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ} [الجاثية: 29] وَعُرِضَ بِالْكِتَابَيْنِ فَكَانَا سَوَاءً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَسْتُمْ عَرَبًا، هَلْ تَكُونُ النُّسْخَةُ إِلَّا مِنْ كِتَابٍ؟ "

مقسم نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو خلق کیا–اس کو الف اور لام سے پہلے خلق کیا پس ایک نور کے قلم کا تصور کیا اور اس سے کہا لکھ ....

یہ سند موقوف ہے۔ مقسم کو ابن حزم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ابن حزم کے ہم عصر امام حاکم نے اس کو صحیح روایت کہہ دیا ہے جو ان کے تغیر احوال کا دور ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

الشریعة از أبو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفی: 360ھ) کی کتاب میں ہے

أَرْطَاةَ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلْقَهُ اللَّهُ الْقَلَمُ،

مجاہد نے کہا ان کو پہنچا کہ ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے قلم خلق ہوا

اس کی سند منقطع ہے کیونکہ مجاہد کا سماع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

مسند الشامیین از الطبرانی (المتوفی: 360ھ-) میں ہے

حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ سَعْدٍ، ثَنَا نَصْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، ثَنَا أَبِي، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمُ فَقَالَ: «اكْتُبْ» قَالَ: وَمَا أَكْتُبُ قَالَ: «اكْتُبْ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

اس کی سند میں نصر بن محمد بن سلیمان بن اِبی ضمرة السلمی ہے

. قال اِبو حاتم: ضعیف لا یصدق. اِدرکتہ ولم اِکتب عنہ

ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے – یہ راوی مجھے ملا بھی لیکن میں نے اس سے کچھ نہ لکھا

عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

سنن الکبری بیہقی اور سنن ابو داود میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ , فِي كِتَابِ السُّنَنِ , ثنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ , ثنا أَبُو دَاوُدَ , ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ الْهُذَلِيُّ , ثنا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ , ثنا الْوَلِيدُ بْنُ رَبَاحٍ , عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ , عَنْ أَبِي حَفْصَةَ , قَالَ: قَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ , إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ , وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ , سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ , فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ , قَالَ: رَبِّ , وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ " , يَا بُنَيَّ , إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّي

حبیش بن شریح الحبشی إبو حفصة نے کہا: عبادہ نے اپنے بیٹے سے کہا... میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سب سے پہلے قلم خلق ہوا

حبیش بن شریح الحبشی إبو حفصة مجہول الحال ہے

طبرانی کی مسند الشامیین میں یہ روایت رباح بن الولید، عن إبراہیم بن إبی عبلة، عن إبی یزید الأزدی، عن عبادة کی سند سے ہے جس میں إبی یزید الأزدی مجہول ہے

مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ زِيَادٍ، حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُبَادَةَ، وَهُوَ مَرِيضٌ أَتَخَايَلُ فِيهِ الْمَوْتَ فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ أَوْصِنِي وَاجْتَهِدْ لِي. فَقَالَ: أَجْلِسُونِي. فَلَمَّا أَجْلَسُوهُ قَالَ: يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَطْعَمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ، وَلَنْ تَبْلُغْ حَقَّ حَقِيقَةِ الْعِلْمِ بِاللهِ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ وَكَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ مَا خَيْرُ الْقَدَرِ مِنْ شَرِّهِ؟ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ. يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ فَجَرَى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ " يَا بُنَيَّ إِنْ مِتَّ وَلَسْتَ عَلَى ذَلِكَ دَخَلْتَ النَّارَ

سند میں معاویۃ بن صالح بن حدیر الحضرمی ہے جس سے امام المحدثین یحییٰ القطان خوش نہ تھے

وكان يحيى القطان يتعنت ولا يرضاه.

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: أَوْصَانِي أَبِي رَحِمَهُ اللهُ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ أُوصِيكَ أَنْ تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ؛ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُؤْمِنْ أَدْخَلَكَ اللهُ النَّارَ قَالَ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: اكْتُبْ. قَالَ: وَمَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: الْقَدَرُ قَالَ: فَكَتَبَ مَا يَكُونُ (2) وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ

اس طرق سے ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابْنُ لَهِيعَةَ ہے

سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ نَاسًا عِنْدَنَا يَقُولُونَ فِي القَدَرِ، فَقَالَ عَطَاءٌ: لَقِيتُ الوَلِيدَ بْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ، فَجَرَى بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الأَبَدِ

عَطَاءُ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ نے کہا میں الولید سے ملا اس نے روایت کیا کہ میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا....

اس کی سند میں عبد الواحد بن سليم المالكي، البصري ہے جس کی روایت موضوع کہی گئی ہے

قال عبد الله بن أحمد: سمعتُ أَبي يقول: عبد الواحد بن سليم حديثه حديث منكر، أحاديثه موضوعة. «العلل» (5433) .

الذھبی میزان میں تعریف کرتے ہیں

عبد الواحد بن سلیم. بصری.

عن عطاء - هالك.- عَطَاءُ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ سے روایت کرتا ہے ہلاک کرنے والا ہے

قال إحمد: إحاديثہ موضوعۃ. احمد نے کہا اس کی حدیثین گھڑی ہوئی ہیں

وضعفہ یحییٰ. یحیی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

وقال النسائی: لیس بثقۃ. نسائی نے کہا ثقہ نہیں ہے

الذھبی نے مزید کہا

قلت: ... له حديث منكر في القدر، وخلق القلم.

میں الذھبی کہتا ہوں: اس کی ایک حدیث منکر ہے جو تقدیر پر اور قلم خلق کرنے پر ہے

الشريعة از الاجری ص 178 اور القدر از البیہقی ص 199 میں ہے

معاوية بن يحيى عن الزهرى عن محمد بن عبادة بن الصامت قال: دخلت على أبي فقال: أي بنى إني سمعت رسول اللَّه - صلى اللَّه عليه وسلم - يقول: "إن أول شيء خلقه اللَّه عز وجل القلم فقال: اكتب؟ قال: وما أكتب قال اكتب القدر فجرى تلك الساعة بما هو كائن إلى يوم القيامة"

اس کی سند میں معاویۃ بن یحییٰ متروک ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات

کتاب الشریعۃ از الآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفى: 360ھ-) میں ہے

أَخْبَرَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ هِشَامُ بْنُ خَالِد الدِّمَشْقِيُّ يَعْنِي الْأَزْرَقَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى الْخُشَنِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى بَنِي أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " أَوَّلُ شَيْءٍ خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ، ثُمَّ خَلَقَ بَعْدَهُ النُّونَ، وَهِيَ الدَّوَاةُ، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ قَالَ: وَمَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ مَا يَكُونُ، وَمَا [ص:514] هُوَ كَائِنٌ مِنْ عَمَلٍ، أَوْ أَثَرٍ، أَوْ رِزْقٍ، فَكَتَبَ مَا يَكُونُ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ

وَجَلَّ: {ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ} [القلم: 1] ثُمَّ خَتَمَ عَلَى الْقَلَمِ، فَلَمْ يَنْطِقْ، وَلَا يَنْطِقُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ "

نسائی نے راوی الحسن بن يَحْيى الخشني کو ليس بثقة قرار دیا ہے

دار قطنی نے متروک قرار دیا ہے

علماء کا اختلاف

الذھبی کی کتاب العرش کے محقق محمد بن خلیفۃ بن علی التمیمی لکھتے ہیں

إن القلم أول المخلوقات، وأنه أسبق في الخلق من العرش، وهذا القول هو اختيار ابن جرير الطبري وابن الجوزي وهو ما يفهم في الظاهر من قول من صنف في الأوائل كابن أبي عروبة الحراني، وأبو القاسم الطبراني

قلم سب سے اول مخلوق ہے اور یہ عرش سے بھی پہلے سے ہے یہ قول اختیار کیا ہے طبری نے ابن جوزی نے اور .... ابن ابی عروبہ اور طبرانی نے

دوسرا قول ہے

.إن الماء أول المخلوقات، وإنه مخلوق قبل العرش

وهذا القول ذكره ابن جرير ونقله عنه ابن كثير وذكره أيضاً ابن حجر ، واستدل له بما رواه أحمد والترمذي وصححه من

حديث أبي رزين العقيلي مرفوعاً "إن الماء خلق قبل العرش".

وقال ابن حجر: "وروى السدي في تفسيره بأسانيد متعددة "أن الله لم يخلق شيئاً مما خلق قبل الماء

پانی مخلوق اول ہے اس کا ذکر ابن جریر طبری نے کیا ہے اور ان کے حوالے سے ابن کثیر نے ذکر کیا ہے اور ابن حجر نے بھی اس کا ذکر کیا ہے

تیسرا قول ہے

أن أول شيء خلقه الله عز وجل من خلقه النور والظلمة.

وهذا القول ذكره ابن جرير وعزاه إلى ابن إسحاق

سب سے اول چیز اللہ نے نور و ظلمت پیدا کیا اس قول کا ذکر طبری نے کیا ہے اور ابن اسحاق سے منسوب کیا ہے

چوتھا قول ہے

ان العرش هو أول المخلوقات.

وهذا القول هو اختيار شيخ الإسلام ابن تيمية1، وابن القيم2، وابن كثير3، وشارح العقيدة الطحاوية ، ونسبه ابن كثير وابن

حجر -نقلاً عن أبي العلاء الهمداني- إلى الجمهور، ومال إليه ابن حجر أيضاً

سب سے پہلے عرش بنا- یہ ابن تیمیہ کا ابن قیم کا ابن کثیر کا، ابن أبي العز الحنفي کا قول ہے اور ... ابن حجر کا اس طرف میلان ہے

شرح العقيدة الطحاوية میں ابن إبي العز الحنفي لدمشقي (المتوفى: 792هـ) کا قول ہے

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ: هَلِ الْقَلَمُ أَوَّلُ الْمَخْلُوقَاتِ، أَوِ الْعَرْشُ؟ عَلَى قَوْلَيْنِ، ذَكَرَهُمَا الْحَافِظُ أَبُو الْعَلَاءِ الهمداني، أَصَحُّهُمَا: أَنَّ الْعَرْشَ قَبْلَ الْقَلَمِ، لِمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ «مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عمرو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كتب اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ والأرض بخمسين ألف سنة، [قال]: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ»

اور علماء کا اختلاف ہے کہ قلم مخلوق اول ہے یا عرش ہے؟.. اس میں صحیح وہ ہے جس میں ہے کہ عرش، قلم سے بھی پہلے سے ہے

الصواعق المرسلة الشهابية على الشبه الداحضة الشامية از سليمان بن سحمان النجدي (المتوفى: 1349هـ) میں ہے

ذكر حديث الأعمش عن المنهال بن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عباس أنه سئل عن قول الله تعالى: {وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ} [هود: آية 7] على أي شيء كان؟ قال: "على متن الريح" وروى حديث القَاسم بن أبي بزة عن سعيد

بن جبير عن ابن عباس أنه كان يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إن أول شيء خلقه الله القلم وأمره فكتب كل شيء يكون" 2 قال البيهقي: ويروى ذلك عن عبادة بن الصامت مرفوعا. قال البيهقي: وإنما أراد والله أعلم أول شيء خلقه بعد خلق الماء والريح والعرش القلم

اور حدیث الأعمش عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اور پانی ہوا پر تھا اور حدیث القاسم بن إبی بزة عن سعید بن جبیر عن ابن عباس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے قلم بنا ... بیہقی نے کہا... اس میں مقصد ہے کہ قلم بنا لیکن پانی ہوا اور عرش بننے کے بعد

حنابلہ متاخرین نے اس قول کو پسند کیا ہے کہ عرش سب سے پہلے سے ہے

فتح الباری میں ابن حجر نے بیان کیا کہ امام احمد نے کہا

قَالَ بن أَبِي حَاتِمٍ فِي كِتَابِ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ دَلَّ عَلَى أَنَّ الْقُرْآنَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ حَدِيثُ عُبَادَةَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمُ فَقَالَ اكْتُبْ الْحَدِيثَ قَالَ وَإِنَّمَا نَطَقَ الْقَلَمُ بِكَلَامِهِ لِقَوْلِهِ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كن فيكون قَالَ فَكَلَامُ اللَّهِ سَابِقٌ عَلَى أَوَّلِ خَلْقِهِ فَهُوَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ

ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب الرَّدِّ عَلَى الْجُهْمِيَّةِ میں روایت کیا کہ ابی حاتم نے کہا احمد نے کہا کہ قرآن غیر مخلوق ہے اس کی دلیل عبادہ کی حدیث ہے کہ سب سے پہلے قلم خلق ہوا اس کو حکم ہوا لکھو الحدیث

اور احمد نے کہا قلم بول سکا صرف کلمات سے

قول اللہ ہے (سورہ النحل)

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ

ہمارا قول شَئ پر ہوتا ہے کہ جب ہم ارادہ کرتے ہیں ان کو ہم کہتے ہیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

احمد نے کہا پس اللہ کا کلام اس کی مخلوق (شَئ) سے پہلے سے ہے اور یہ غیر مخلوق ہے

الجامع لعلوم الإمام أحمد — العقيدة از خالد الرباط، سید عزت عید، محمد احمد عبد التواب کے مطابق

قال لوين: فأخبر ابن عباس أن أول ما خلق اللَّه القلم، وقال اللَّه عَزَّ وَجَلَّ: {إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (40)} [النحل: 40]. فإنما خلق الخلقَ بكُن، وكلامه قبل الخلق.

لُوَین (لقب محمد بن سلیمان المِصِّیصی) [المتوفی ۲۴۶ ھ] نے کہا ان جھمیوں کو ابن عباس کے قول کی خبر دو کہ اللہ نے سب سے اول قلم خلق کیا اور اللہ تعالی نے فرمایا جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیں تو تم کہتے ہیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے .. پس سب کن کہنے سے خلق ہوا اور اللہ کا کلام مخلوق سے پہلے سے ہوا

حنابلہ متقدمین کا قول تھا کہ کلمات سب سے پہلے سے ہیں - البتہ یہ کلمات شی نہیں ہیں اللہ کا کلام اس کی صفت ہیں - دلیل لی گئی کہ کلمات اللہ شی نہیں ہیں کیونکہ روایت میں ہے سب سے پہلی چیز قلم ہے

اس طرح ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالی کے کلمات شی یا چیز نہیں کہلا سکتے

دوسری طرف محدثین کی طرف سے اس قول کے خلاف بھی آیا ہے جس سے یہ بات بری طرح الجھ جاتی ہے – الرَّدُّ عَلَى الجَهْمِيَّةِ میں اِبِی سَعِيدٍ عُثْمَانَ بن سَعِيدٍ الدَّارِمِيّ نے کہا

فسمَّى نفسه أكبر الأشياء وأعظم الأشياء وخَلاَّق الأشياء قال تعالى: {قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ} [الأنعام: 19] وقال {كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ} [القصص: 88]، فهو سمى نفسَهُ أكبر الأشياء، وأعظم الأشياء، وخلاق الأشياء، وله حَدٌّ، وهو يعلمه لا غيره.

الله تعالی نے اپنے آپ کا نام اشیاء میں اکبر کیا ہے اور اشیاء میں اعظم کیا ہے اور ... اللہ کا قول ہے

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ} [الأنعام: ١٩]

قل کون سی شی کی شہادت اکبر ہے ؟ کہو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ ہے

اور اس نے فرمایا

ہر شی اس کے سوا ہلاک ہو گی ... پس الله کی بھی حد ہے جس کا علم اسی کو ہے

یہاں ثابت کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی کوئی شی یا چیز ہے۔ راقم کہتا ہے قلم والی روایت صحیح نہیں ہے اور اللہ تعالی چیز نہیں ہے اس نے اپنے اپ کو شی سے الگ کیا ہے فرمایا

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ سوره شوري

إس كي مثل كوئی شی نہیں ہے

جب وہ فرماتا ہے ہر شی ہلاک ہو گی تو اس سے مراد ذی روح کی موت و ہلاکت مراد ہے۔